شیطان کی سوانح عمری

خواجة شمس الدين عظيمي

شیطان کی سوانح عمری

www.ksars.org

قرآن اور حدیث کے حوالوں سے مرتب کی ہوئی تاریخی داستان

اسلام اور بنی نوع انسان کے حقیقی دشمن ابلیس کی داستان حیات

المعروف

شیطان کی سوانح عمری

جس میں

معلمِ الملکوت ابلیس کی مکمل داستانِ حیات کو جدید طرز نگارش میں خود اسی کی زبانی پیش کیا گیا ہے۔ دنیا کی ابتدا سے زمانۂ حال تک کے تمام واقعات جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح ابلیس کی زندگی سے ہے۔

مرتبہ

ظفر نیازی

پیشکش

ہیلنگ سینٹر

45۔بنیارڈ سٹریٹ

چیتھم ہل، مانچسٹر 8 انگلینڈ

0161 205 6267

www.ksars.org

دیباچہ

شیطان کی سوانح عمری

حضور قلندر باباؒ اولیاءؒ پاکستان بننے کے بعد پہلے راولپنڈی تشریف لے گئے وہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد کراچی کو اپنا مسکن بنایا اور اردو ڈان میں سب ایڈیٹر کے فرائض انجام دیتے رہے۔اس کے بعد کچھ مختلف رسائل اور ہفت روزہ میں کہانیاں قلمبند کیں۔شاعرانہ کلام کی اشاعت کے ساتھ غیر معمولی افسانے بھی لکھے۔ماہنامہ نقاد کراچی میں ملازمت اختیار کی اس زمانے میں نقاد میں ایک سلسلہ وار کہانی شیطان کی سوانح عمری کے عنوان سے قسطوں میں چھپنا شروع ہو گئی۔ شیطان کی سوانح عمری اور معمے کی بنیاد پر ماہنامہ نقاد عوام میں بے انتہا مقبول ہوا۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب بتاتے ہیں کہ میرا چشم دید ہے کہ ماہنامہ نقاد کے دفتر کے سامنے لوگوں کی بڑی بڑی قطاریں لگی رہتی تھیں۔ شیطان کی سوانح عمری اس قدر دلچسپ اور حیرت انگیز ہے کہ پڑھنے کے بعد ذہن کے دریچے کھل جاتے ہیں اور عام پڑھا لکھا آدمی بھی علم کے ذخیرے سے مستفیض ہو کر اپنے اندر علم کا سمندر موجزن دیکھتا ہے۔

برسوں کی تلاش کے بعد یہ کتاب ایک لائبریری میں ملی تو میں نے محسوس کیا کہ اس کتاب کو منظر عام پر آنا چاہئے تاکہ لوگوں کی علمی استعداد میں اضافہ ہو۔ کتاب کی اشاعت میں یہ جذبہ بھی کارفرما ہے کہ یہ کتاب مرتبہ جناب ظفر نیازی اس وقت طباعت سے آراستہ ہوئی جب حضور قلندر باباؒ اولیاءؒ ماہنامہ نقاد میں کام کرتے تھے۔ مرحوم محترم ظفر نیازی صاحب (اللہ ان کی مغفرت فرمائے) اور ان کے صاحبزادگان کے شکریہ کے ساتھ شیطان کی سوانح عمری پیش خدمت ہے۔اللہ تعالیٰ اسے خاص و عام کے لئے قبول فرمائے۔

نثار احمد عظیمی
ہیلنگ سینٹر 45 بنیار ڈاسٹریٹ
چیتھم ہل مانچسٹر 8

www.ksars.org

فہرست

دیباچہ 3
شیطان کی سوانح عمری 3
اس کتاب کی اشاعت کا راز 8
ترتیب 16
پیدائش 17
دنیا کی ابتدا 20
آسمانی دنیا کا دھوکہ 24
حسب نسب 26
ماں باپ کا حال 27
میری عمر کا ابتدائی حصہ 28
آسمان کی سکونت 30
پہلے آسمان پر 31
دوسرے آسمان پر 31
تیسرے آسمان پر 32
چوتھے آسمان پر 32

www.ksars.org

پانچویں آسمان پر 32
چھٹے آسمان پر 33
ساتویں آسمان پر 33
جنت میں 34
اسسٹنٹ پیغمبروں کی روانگی! 36
خدا کا وائسرائے 38
سب سے پہلا شیطانی خیال 40
دوسرا شیطانی خیال 40
جبرئیل علیہ السلام کی پیدائش 41
اللہ میاں کی پیشین گوئی 42
حضرت آدمؑ کا پتلہ 43
مٹی کے پتلہ میں روح کا پہلا قدم 45
گیہوں کا درخت 47
اللہ میاں کا پروگرام 48
پہلی سزا 50
راندۂ درگاہ ہونے کے بعد میری چار خواہشیں 51
موقع کی تلاش 52
بی بی حوا سے ملاقات 54

www.ksars.org

عورت کی پہلی غلطی 59

احکم الحاکمین کی عدالت میں 63

مجرموں کی حاضری 63

آدمؑ کی سزا 64

حوا کی سزا 66

طائوس کی سزا 68

حیّہ کی سزا 69

میری سزا 71

ہم سب کی ایک دوسرے سے مخالفت 73

آدم و حوا کا جذبہ انتقام 73

آدم کی مجھ سے مخالفت 73

آدم کی مور سے مخالفت 73

آدم کی سانپ سے مخالفت 74

مور کا جذبہ انتقام 74

مور کی آدم و حوا سے مخالفت 75

مور کی حیّہ سے مخالفت 75

مور کی انجیر اور عود سے مخالفت 76

مور کی مجھ سے مخالفت 76

www.ksars.org

حیّہ کا جذبۂ انتقام 76
حیّہ کی آدم سے مخالفت 77
حیّہ کی طائوس سے مخالفت 78
حیّہ کی انجیر اور عود سے مخالفت 78
حیّہ کی مجھ سے مخالفت 78
انجیر اور عود کا جذبہ انتقام 78
انجیر کی آدمؑ سے مخالفت 79
انجیر کی طائوس سے مخالفت 79
انجیر کی حیّہ سے مخالفت 79
میری شیطنت کا بچپن 81
دنیا میں میرا پہلا شاندار کارنامہ 82
دنیا کا پہلا قتل 83
مذہب آتش پرست اور اس کی وجہ تسمیہ 84
مذہب پرستی اور اس کی وجہ تسمیہ 87
بت پرستی کا رواج 88
میری زندگی کے کارنامے 90
طوفانِ نوح 91
فرقہ جہمیہ اور اس کی بارہ شاخیں 98

www.ksars.org

فرقہ خارجیہ اور ان کی بارہ شاخیں 101

فرقہ راضیہ اور اس کی بارہ شاخیں 103

ان کے علاوہ گیارہ فرقے 105

میرے ناموں کی تعداد اور ان کی تفصیل 105

شیاطین کی تعداد 107

آج کل کیا کر رہا ہوں 107

اس کتاب کی اشاعت کا راز

انسانوں کی ایک محفل میں گناہوں کا ذکر چھڑ گیا ایک بولا اگر دنیا میں شیطان کا وجود نہ ہوتا تو کوئی شخص گناہ نہ کرتا۔ دوسرے نے کہا۔ شیطان کو کیوں بدنام کرتے ہو، گناہ خود انسان کرتا ہے۔ شیطان کا اس میں کیا قصور؟

بات کہیں سے کہیں پہنچ گئی۔ سوال اٹھا یہ شیطان ہے کیا بلا۔ کسی نے کہا فرشتہ تھا، کسی نے کہا جن تھا، کوئی بولا فرشتوں کا استاد ہے۔ آدم کو جنت سے نکلوا دیا اور اب دنیا میں لوگوں سے گناہ کرا رہا ہے۔ یقین کے ساتھ شیطان کے متعلق کوئی کچھ نہ بتا سکا۔

دوستوں میں سے ایک بولا یار دنیا میں ہزاروں انسانوں نے اپنی سوانح عمریاں شائع کیں، فرشتوں کی دنیا میں کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کم سے کم یہ معلوم تو ہوتا یہ لوگ کون ہیں۔ اور یہ جوان کا استاد مشہور ہے آخر کیا ایسی پیتا پڑی کی بیچارا اتنا بدنام ہو رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی دنیا اپنے اعمال نامے انسانوں کے سامنے بھیجتے شرماتی ہے۔ ضرور کوئی نہ کوئی خامی ہو گی۔

شیطان بھی کہیں چھپا کھڑا تھا وہ ہنسا اور اس نے کہا ہم لوگ انسانوں کی طرح جھوٹ نہیں بولا کرتے اگر تم ہماری سوانح عمری ہی دیکھنا چاہتے ہو تو کل صبح اپنی میزوں پر یہ کتاب دیکھ لینا۔

www.ksars.org

اگلی صبح انسانوں کی دنیا میں ایک حیرت انگیز کتاب ''شیطان کی سوانح عمری'' بڑی دلچسپی سے پڑھی جارہی تھی۔ لوگ انگشت بدنداں تھے اور کہیں دور سے شیطان کے قہقہوں کی آوازیں آرہی تھیں۔

www.ksars.org

شیطان کی سوانح عمری

شیطان نے خود اپنی زبان میں اپنی سوانح عمری اس طرح شروع کی۔

گذارش

کیوں صاحب! جب ہمارے ہاتھوں سے بنائے ہوئے مٹی کے کھلونے دنیا میں آکر اپنی اپنی سوانح عمریاں شائع کرتے ہیں تو فرشتوں اور ان کے ساتھیوں نے کسی کا بیل تھوڑی مارا ہے کہ زبان اور قلم پر تالا لگائے بیٹھے رہیں۔ ہم کیوں نہ اپنی زندگی کے حالات لکھیں اور کیوں نہ اسے شائع کریں۔

آج تک کسی جن یا فرشتہ نے اپنی سوانح عمری شائع نہیں کی۔ کیوں نہیں کی۔ یہ ایک راز ہے اور رکھا گیا ہے۔ دنیا میں رہنے والے کم سمجھ انسان اسے نہیں جانتے اور نہیں جان سکتے۔ خاک کی بنی ہوئی عقل کیا خاک سمجھے گی کہ یہ نوری اور ناری دنیا آج تک اپنی اپنی سوانح حیات لکھنے سے کیوں گریز کرتی ہیں۔ یہ موٹی عقل کے پتلے شاید یہ سمجھتے ہیں کہ جنوں اور فرشتوں کو لکھنا پڑھنا نہیں آتا یا انہیں لکھنے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن یاد رہے کہ ہم نے مٹی کے پتلوں سے پہلے کھانا سیکھا ہے، پہلے بولنا سیکھا ہے۔ اگر کسی کو یہ غرور ہے کہ دنیا کا بے بضاعت انسان کسی معمولی سے معمولی فرشتے کا بھی مقابلہ کر سکتا ہے تو یہ انسان کی لکھو کھا حماقتوں میں سے ایک اہم حماقت اور نادانی ہے۔

ہم بہت دن چپ رہے بہت دن تک انسان کی ہوائی تعلیموں کو دیکھتے رہے اپنے منہ میاں مٹھو بننا سب کو آتا ہے، سب بن سکتے ہیں لیکن کہنے اور کرنے میں بہت فرق ہے یہ بے سروسامانی انسان کہتا ہے کہ فرشتے ہماری برابری نہیں کر سکتے اور غرور کرتا ہے کہ انسان کو خدا نے اپنا خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ اشرف المخلوقات ٹھہرایا ہے، افضل الکائنات فرمایا ہے، فرشتوں کا مسجود بنایا ہے۔

ابھی اگر قلعی کھول کر رکھ دوں تو ساری کر کری ہو جائے اللہ نے اپنی کریمی کے صدقہ میں اپنا خلیفہ کہہ دیا تو کم ظرف انسان جامہ سے باہر ہوا جاتا ہے۔ اشرف المخلوقات اور افضل الکائنات فرما دیا تو اس کی گردن میں ایک مستقل ہڈی پیدا ہو گئی جو گردن کو جھکنے ہی نہیں دیتی۔ مسجود بنا دیا کہ اب اس کی نظر میں ساری کائنات حقیر ہو رہی ہے۔

ارے واہ رے تیری کم ظرفی۔ اتنی سی بات میں ابلا پڑتا ہے وہ آنکھیں ہونے پر بھی تیری کور چشمی کی یہ حالت ہے، ہمیں دیکھ او کم ظرف ہمیں دیکھ۔ تو تین دن کی پیدائش ہے۔ ابھی تیرے منہ سے دودھ کی بو آرہی ہے، عالی ظرفی دیکھنی ہے تو کبھی فرشتوں کی دنیا میں آ۔ اپنے ساتھ آنکھیں لا اور دیکھ کہ جنہیں قرب الٰہی میسر ہے، جنہیں دیدار خداوندی حاصل ہے، جنہیں عرش کی دربانی میسر

www.ksars.org

ہے، دیکھ اور اچھی طرح دیکھ کہ ان عالی مرتبوں کے باوجود وہ اپنا ایک ایک لمحہ عبادت خداوندی میں صرف کر رہے ہیں۔ ممونیت کی معراج بھی دیکھ، وہ خدا کے خلیفہ بھی نہیں ہیں، اشرف المخلوقات بھی نہیں اور جو کچھ تو ہے یا بزعم خود بنتا ہے وہ بھی وہ نہیں ہیں۔ لیکن اظہار ممونیت دیکھ اور شرما جا۔ آج تو ان سب کو سجدہ میں دیکھتا ہے، یہ آج سے نہیں ازل سے سجدے میں ہیں اور ابد تک سجدہ ہی میں رہیں گے۔ انہیں ان کے خالق نے ایک دولت بخشی ہے، اپنے قریب جگہ دی ہے اس ایک احسان پر ان کی پیشانیاں اس چوکھٹ سے قیامت تک نہیں اٹھ سکتیں۔ اب ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال۔ ذرا تصور کر۔ تو آج اپنی ذات کو کیا کیا سمجھتا ہے۔ خود تجھے اعتراف ہے کہ خدا نے تجھے سب کچھ بنایا ہے اور اب جھک کر میرے کان میں ہی کہہ دے کہ کبھی تو نے بھی اظہار ممونیت کے لئے اپنا ماتھا ٹکا ہے۔ کبھی یہ پیشانی خدا کے حضور میں اس لئے بھی جھکی ہے کہ تجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اشرف المخلوقات بنایا ہے اور نہ جانے کیا کیا بنایا ہے۔ شرما جا او چھوٹی چادر والے اور اعتراف کرلے کہ جو تو ہے وہ ظاہر نہیں ہے اور جو ظاہر ہے وہ تو نہیں ہے۔

ان فرشتوں کو دیکھ جو کچھ ہیں اور نہیں کہتے کہ کچھ ہیں۔ ان کے اعمال کو دیکھ سزا اور جزا کا خیال کئے بغیر وہ کر رہے ہیں جو انہیں کرنا چاہئے اور اپنی دنیا کو دیکھ ان کے اعمال کو دیکھ وہ کس لئے دنیا میں ہوئے ہیں اور کیا کر رہے ہیں اور اس پر بھی یہ دعویٰ کہ انسان فرشتے سے افضل ہے، ساری کائنات سے افضل ہے۔

بڑا تیر مارا اگر دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ ماتھا جھکا لیا۔ گویا خدا ئی پر کوئی بڑا احسان کر رہا ہے۔ کیا بتاؤں کوئی ایسا موقع نہیں آتا کہ انسان اور فرشتہ کا مقابلہ کیا جا سکے ورنہ ایک لمحہ میں بتا دیتا کہ تیری بساط کیا ہے اور تو کتنے پانی میں تیر رہا ہے۔

آج ہزار ہا سال کے بعد اپنے سینے کا ایک دبا ہوا راز ظاہر کرنے کے لئے مجبور ہو رہا ہوں۔ وقت مجبور کر رہا ہے تا کہ تجھے بیداری کی نیند سے ہوشیار کر دوں تو جاگتے میں سو رہا ہے، عالم ہوش میں بھی بے خبر ہے، آج سنائے دیتا ہوں وہ راز جسے میں نے بہت دن سے چھپا رکھا تھا، جی تو نہیں چاہتا تھا کہ تو اسی طرح سوتا رہے اسی طرح بے خبری کی دنیا میں سانس پورے کرلے لیکن کیا کروں میری برادری پر الزام آرہا ہے، میرے بھائی بندوں پر تہمتیں لگ رہی ہیں، میرے ساتھیوں کی بدنامی ہو رہی ہے، میرے پرانے دوستوں پر تیرے تعصب اور غرور کے آرے چل رہے ہیں، اب چپ نہیں رہا جاتا، زبان اور دل میرے قابو سے باہر ہوئے جا رہے ہیں اور وہ ایک ایسی بات ظاہر کرنے والے ہیں جسے میں نے سینے کی انتہائی گہرائیوں میں چھپا رکھا تھا۔

تجھے مدتیں ہو گئیں انسان اور انسانیت کے نام پر کاروبار کرتے ہوئے لیکن یہ تو سوچ کہ تو انسان بھی ہے یا نہیں، تجھ میں انسانیت بھی ہے یا نہیں، نادان بحث چھیڑنے سے پہلے ذرا اپنے وجود سے بحث کرلی ہوتی، ذرا اپنی ذات کو پہچان لیا ہوتا، جس نام پر تو لڑ رہا ہے جس چیز کو تو فضیلت دے رہا ہے وہ کہاں ہے، کس کے پاس ہے، ذرا پہلے اسے تو تلاش کر، جب ہی تو کہتا ہوں کہ خاک کی بنی ہوئی خاکی پتلے کی عقل بھی اندھی ہے اب عقل کا رونا بھی نہ رو بلکہ جاتے ہوئے احساس کا دامن تھام لے، اگر یہ بھی نہ رہا تو بھی نہ رہے گا۔ دیکھ تیرے احساس کی دھجیاں کیسی پراگندہ ہیں۔ اب بھلا یہ تو سمجھ نادان کہ جب تیرے احساس کا یہ عالم ہے تو تو کیا خاک سمجھ سکتا ہے،

www.ksars.org

اپنی بھلائی برائی کو اور کیا جان سکتا ہے اور اپنے وجود کی بساط کو، اپنے تغیر اور انقلاب کو جس انسانیت کے نام پر تیرا مدار تھا، وہ عرصہ ہوا غرور اور تکبر کے ریگستان میں دفن ہو گئی۔ جو لوگ اسے تلاش کرنے نکلے تھے انہوں نے بھی اپنی عمر کا چڑھائوا اس بے نشان مزار پر چڑھادیا ہے۔ اب تو انسانیت کے مزار پر کتوں کے علاوہ رونے والے بھی کہیں نظر نہیں آتے۔

کیوں؟ سن لی ناراز کی بات۔ ششدر کیوں رہ گیا۔ دیکھتی ہوئی رگ تکلیف ہی دیتی ہے۔ تعجب نہ کر، جواب دینے کی کوشش نہ کر۔ یہ دنیا ہے اس میں یہی ہوتا آیا ہے۔ اشرف المخلوقاتی کا تمغہ لگائے ندامت کی سند پر بیٹھا رہ اور انقلابات زمانہ دیکھتا جا۔ ناسمجھ انسان فرشتوں سے الجھ کر کیا کرے گا۔ یہ دنیا کے انسان سے کہیں بالا تر ہیں، یہ اپنے پروردگار کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں ان کی قدر و منزل جانتے ہیں، جو کچھ انہیں ملا ہے، ان ہی کے پاس رہے گا اور جو کچھ یہ ہیں یہی رہیں گے، اس لئے کہ یہ شکر کرنا جانتے ہیں۔ احساس رکھتے ہیں اور کبھی غرور نہیں کرتے۔ تجھ نام نہاد انسان کی طرح ان کی گردن کبھی نہیں اکڑتی، تیرے جیسی احسان فراموشیاں ان کے ضمیر میں نہیں ہیں، تیرے جیسا تعصب ان کے دل و دماغ پر سوار نہیں ہو سکتا۔ تجھ جیسا غرور کرنا یہ نہیں جانتے، انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم فرشتے انسانوں سے افضل ہیں، ارے نادان انسان تو پھر کچھ ہے، انہوں نے تو کسی حقیر مخلوق کو بھی اپنے سے برا نہیں سمجھا اور سمجھا کیا نہیں انہیں کسی کی اچھائی یا برائی پر غور کرنے کا وقت ہی نہیں ان کو تو پروردگار کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے ہی سے فرصت نہیں ملتی، کسی کی برائی بھلائی میں حصہ کیسے لیں۔

اور ہاں یہ بھی سن لے کہ اگر تیری تسلیاں حدود سے نہ بڑھتیں اور تو انسانیت سے باغی ہو کر فرشتوں کو اور مجھے لعن طعن نہ کرتا یا ہمیں اپنے سے کمتر نہ سمجھتا تو قسم ہے مجھے اپنے پیدا کرنے والے کی کہ میں کبھی تجھے جواب نہ دیتا۔ لیکن وقت استاد ہوتا ہے مجھے تیری ہوائی پرازنے ہی مجبور کیا کہ تجھے تیری صحیح بساط کا اندازہ کرادوں اور بتائوں کہ آج تو انسانیت اور شرف کے نام پر دنیا میں ہوائی گولے چھوڑ رہا ہے۔ ہر لحاظ سے اور ہر طرح سے میری مٹھی میں سما سکتا ہے اس لئے کہ تیرے پاس وہ چیز ہی نہیں رہی جس کی بنا پر اور جس کے زور پر تو میرا مقابلہ کر سکتا اور ذرا اپنا کان قریب لا، تجھے یہ بھی چپکے سے بتادوں کہ تو عرصہ سے میری مٹھی میں ہے، میرے اشاروں پر ناچ رہا ہے، ناسمجھ بچے غرور نہ کرنا۔ ذرا اپنے اندر دیکھ میں بول رہا ہوں تو تو ایک کاٹھ کے پتلے کی طرح رہ گیا ہے جسے مداری کے اشاروں پر ناچنا پڑتا ہے۔ اب تیرے بال بال پر میری حکومت ہے اور تجھ کم ظرف کے وجود میں سما کر مجھ میں بھی غرور اور تکبر کا مادہ بڑھ گیا ہے۔ اب میں بھی غرور کروں گا، اپنے آپ کو ساری دنیا سے افضل سمجھوں گا اور اس بات کو سب سے منوانے کی کوشش بھی کروں گا۔

تیرا ایک نقصان تو ضرور ہوا ہے کہ تجھ میں وہ چیز جاتی رہی جو تیری زندگی کا سرمایہ تھی، وہ تعلیم جو تیرے پروردگار نے صرف تجھی کو دی تھی اور جو تیری نجات کا ذریعہ ہو سکتی تھی لیکن اب تجھے میرا احسان مند ہونا پڑے گا کہ تیری آئندہ زندگی اور اس کے عیب سب کچھ تجھ سے منسوب ہو جائیں گے۔ دنیا والے تجھے سیدھا اور سچا کہیں گے، تیری خطائیں میرے نامۂ اعمال میں لکھانے کی

www.ksars.org

کوشش ہوگی اور تیری بھلائیاں صرف تیرے ہی اعمال نامہ میں درج کرائی جائیں گی۔ لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے یہ سب کچھ میں پہلے ہی سے جانتا ہوں جو کچھ ہوگا وہ سب میرے علم میں ہے۔

اچھا یہ بات تو بتادے یہ جو تو اپنی سوانح عمریاں شائع کرتا ہے اس سے تیرا کیا مقصد ہے۔ کیا سوانح عمری اسی کا نام ہے کہ اپنی زندگی سے ملتی جلتی کچھ جھوٹی سچی تعریفیں ایک جگہ جمع کر کے چھاپ دی جائیں یا کچھ اور بھی مدعا ہے۔ آج کل میں دیکھتا ہوں کہ ہر پیسے والا آدمی اپنی پوری زندگی کتاب کی شکل میں چھاپتا ہے اور دنیا میں پھیلا دیتا ہے۔ آخر اس بات سے کیا منشاء ہے۔ کیا یہ لوگ سب اپنی زندگی کے سچے سچے واقعات لکھتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو میں نے آج تک کوئی سوانح عمری نہیں دیکھی جس میں کسی نے اپنی برائیاں اور اپنے گناہ بھی صاف صاف لکھے ہوں، کیا اس بھری دنیا میں کوئی گناہ نہیں کرتا اور اگر کرتا ہے تو ان لوگوں نے اپنی تعریفوں کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے عیب کیوں نہ بتائے۔

خیر! اسے بھی جانے دو صرف یہی بتادے کہ پہلے زمانہ میں تو لوگ اپنے بڑوں کی سوانح عمریاں لکھا کرتے تھے اور اس میں یہ بھی ممکن تھا کہ دس بیس تعریفوں کے ساتھ ایک آدھ برائی بھی لکھ دیں۔ لیکن اب تو نئی ہوا چل رہی ہے۔ جسے دیکھو خود اپنی زندگی کے حالات چھپا لیتا ہے اور شائع کر دیتا ہے تو پھر وہ سوانح عمری ہی کیا ہوئی جس میں زندگی کے مکمل سوانح نہ ہوں۔ ارے واہ رے انسان کی دنیا، میٹھی میٹھی ہڑپ، کوڑی کوڑی تھو اور دعویٰ یہ کہ ہم انسان ہیں۔ اشرف المخلوقات ہیں۔ خود غرض اور متعصب کہیں کے۔

ارے اگر سوانح عمری لکھو تو سب کچھ لکھو تا کہ دنیا والے تمہارے اچھے کاموں سے سبق لے سکیں اور تمہاری نادانیوں سے احتیاط اور گناہوں سے عبرت حاصل کریں۔ یہ کیا ہوا کہ چھانٹ چھانٹ کر تعریفیں لکھ ماریں اور گناہ تو گویا کیا ہی نہیں۔

یہی وہ جذبہ ہے جس نے مجھے اپنی سوانح عمری لکھنے پر مجبور کیا ہے میں نے سالہا سال فرشتوں کو درس دیا ہے اور اب دنیا والوں کو بھی تعلیم دینا چاہتا ہوں، پڑھنے والوں کو میری زندگی سے مجبوراً سبق لینا پڑے گا۔ وہ دیکھیں گے کہ میں نے اپنی زندگی کے حالات لکھتے ہوئے نہ اپنی کسی تعریف کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے اور نہ کسی عیب پر پردہ ڈالنے کی۔ جو کچھ گزرا ہے وہ بعینہ لکھ رہا ہوں خواہ وہ اچھی بات یا بری۔ میرا مقصد اپنی زندگی کے واقعات لکھنا ہے اگر اس میں کوئی سبق مل سکے تو حاصل کر لینا اور اگر کوئی برائی کی بات ہو تو نظر انداز کر دینا۔ کیونکہ برائی کا انجام ہمیشہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اچھا ان باتوں کو چھوڑ، یہ میرے کہنے کی نہیں ہیں۔ میرا مشن اس قسم کی گفتگو اور پند و نصائح کو جائز قرار نہیں دیتا۔ میں نے یہ جو کچھ بھی لکھا ہے، سچ جاننا بڑی زبردست قربانی کی ہے۔ ایسی قربانی جس کی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی۔ دنیا والے مجھے اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ بالفرض اگر یہ بات صحیح ہے تو انہیں تسلیم کرنا چاہئے کہ کوئی دشمن ایسی کارآمد نصیحتیں اپنے مخالف کو نہیں کر سکتا۔ یہ اخلاص یقیناً حیرت انگیز ہے جو مجھ سے سرزد ہوا۔ بہر حال اسے کچھ ہی سمجھا جائے مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اب تو مجھے صرف ایک ہی دھن ہے اور وہ یہ کہ میری سوانح عمری شائع ہو۔ میں فی الحال نہیں جانتا اور نہیں جاننا چاہتا کہ میرے اس انوکھے اقدام سے مجھے یا میرے مشن کو کوئی فائدہ پہنچے گا یا نقصان۔ کیونکہ میں یہ سب کچھ تقلید کے جذبہ

www.ksars.org

سے متاثر ہو کر رہا ہوں اور انسانی دنیا کو دکھانا چاہتا ہوں کہ سوانح عمری لکھنے والے کو خصوصاً اپنی سوانح عمری لکھنے میں نہایت ایماندار ہونا چاہئے اور آزادی کے ساتھ وہ تمام واقعات سلسلہ وار لکھ دینا چاہئے جن سے اس کی زندگی کو واسطہ پڑا ہو۔ یہ احتیاط غلط ہے کہ برائی کو نظر انداز کر کے تصویر کا ایک ہی رخ پیش کریں اس کے بعد یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ جس وجود کو انسان کے دربار سے مردود بارگاہ اور شیطان اور لعین جیسے خطابات عطا ہو چکے ہیں وہ اظہار حقیقت میں ان لوگوں سے کتنا آگے ہے جو مقدس صورتیں لئے ہوئے بظاہر زاہدانہ زندگیوں کے مالک ہیں اور جن کے ہر ظاہری فعل سے تقدس کے سمندر میں طوفان آجاتا ہے اور جب دو چار کوڑیوں کے نفع اور نقصان کی صورت آپڑتی ہے تو ان کی زبان مختلف شاخوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ تصویر کے دونوں رخ سامنے ہیں۔ ایک طرف شیطان ہے اور دوسری طرف تقدس کا ٹھیکیدار۔ شیطان کے لئے انسان کی بارگاہ سے جو کچھ عطا ہوتا ہے اسے بھی ملحوظ رکھا جائے اور تقدس مآب مولوی صاحب کے لئے انسان کے پاس جتنی عقیدت ہے وہ بھی سامنے رہے اس کے بعد میری مذکورہ بالا تقریر پڑھی جائے اور غور کیا جائے کہ دونوں فریق اظہار حق میں کتنے فیاض یا بخیل ہیں۔ اگر پڑھنے والے کے خیال میں مجھ شیطان کے نام دروغ گوئی کا قرعہ نکل آئے تو بسم اللہ نیاز مند حاضر ہے۔ سابقہ القاب میں کچھ اور اضافہ فرمادیا جائے (ہر چہ از دوست می رسد نیکوست) اور اگر خدانخواستہ یہ خوش نصیبی تقدس مآب کے حصہ میں آئے تو صرف دل ہی دل میں ایک بار دہرالینا چاہئے کہ ہم کیا سوچ رہے تھے۔ بجائے اس کے کہ کسی پر ظاہر کیا جائے کہ ضمیر سے کیا آواز آرہی ہے۔

خاکسار

"ابلیس"

www.ksars.org

www.ksars.org

ترتیب

میں اپنی سوانح عمری لکھنے سے پہلے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میرے پاس فی الحال کوئی ایسا منشی نہیں ہے جو میرے بتائے ہوئے واقعات سلسلہ وار درج کر سکے اور ظاہر ہے کہ میں بیک وقت یہ دونوں کام انجام نہیں دے سکوں گا نہ میرے پاس اتنا وقت ہے اور نہ بظاہر اس کی کوئی ضرورت ہے، میرا مقصد زندگی کے واقعات اور سوانح حیات کو روشنی میں لانا ہے اور اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ تقدیم اور تاخیر کا خیال رکھا جائے پس میری زندگی کے واقعات پڑھنے والوں کو یہ خیال نظر انداز کر دینا پڑے گا کہ میں نے سلسلہ کیوں نہ قائم رکھا۔

(ابلیس)

www.ksars.org

پیدائش

میری پیدائشی کازمانہ اور اس کے قبل کے حالات کچھ ایسے پیچیدہ ہیں کہ جو وہ زمانہ کے انسان کی ادھوری عقل ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔اس واسطے مجھے اپنے نادان مخاطب کو سمجھانے کے لئے ان کی تفصیل بھی لکھنی پڑے گی کیونکہ انسان بیچارہ بہت ہی محدود عقل کا پتلا ہے اور جہاں تک اس کی عقل کام کرتی ہے اس سے زیادہ یقین کرنے کے لئے یہ کبھی تیار نہیں ہوتا چنانچہ اس نا سمجھ کو سمجھانے کے لے مجھے وہ تمام واقعات بالتفصیل لکھنے پڑیں گے جو میری پیدائش سے پہلے تشکیل عالم کے لئے ظہور پذیر ہوئے اور دنیا موجودہ شکل میں آئی۔

سب سے پہلے تو مجھے یہ بتاناہے کہ دنیا کس طرح اور کیوں بنی؟

کس طرح بنی؟ یہ تو میں خوب جانتاہوں اور مجھے خوب بتایا گیاہے۔ لیکن کس لئے ؟اس کا جواب میرے پاس صرف ایک ہے اور اس میں اعتراض کرنے کی کسی کو مجال ہی نہیں۔

خدا سے پوچھا گیاکہ پروردگار تخلیق کائنات سے تیرا کیامنشاہے یہ سب کھیل کیوں کھیلاہے ؟

جواب ملا۔

میں ایک چھپاہوا خزانہ تھامجھے اچھا معلوم ہوا کہ میں پہچاناجاؤں لہٰذا میں نے کائنات بناڈالی۔

اب بتایئے اس میں کون دم مار سکتاہے اور اس کے بعد سوال ہی کیارہ جاتاہے۔جب بتانے والا خود یہ کہہ دے کہ مجھے اچھا معلوم ہوا کہ پہچاناجاؤں اس لئے دنیابنادی۔ توکسی کو کیاحق ہے کہ اس کے بعد دوسرا سوال کر سکے۔ خیر چلو کہ اچھاہوا کہ دنیابنانے کا جواب انہوں نے خود ہی دے دیا۔

اب رہایہ سوال کہ دنیا کس طرح بنی؟ یہ مجھ سے سن لیجئے مجھے بھی نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہواہے اور صاف ہی کیوں نہ کہہ دوں کہ مجھے خود میرے پروردگار نے مختلف اوقات میں سمجھایاہے کچھ تو خود بغیر دریافت کئے اور کچھ مختلف فرشتوں کی معرفت مجھے یہ تعلیم ملی ہے۔پس ضرورت ہے کہ اپنے حالات کی ابتدا کرنے سے پہلے یہ سمجھاؤں کہ دنیا کس طرح تشکیل میں آئی۔

ایک نور تھا جس کے متعلق مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ پیغمبر آخرالزماں کا نور ہے۔خود مجھے بھی بارہاان کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ اس وقت جب میں آسمان پر گرفتار کرکے لایا گیاتھا۔

www.ksars.org

ہاں تو واقعات یہ ہیں کہ اس وقت جبکہ کائنات میں کچھ بھی نہ تھا، صرف نور خداوندی ہی ہر طرف جلوہ افروز تھا، پروردگار نے اپنے پہچاننے کے لئے تخلیق کائنات کا ارادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم فرمادیا پہلا حصہ جس میں ایک راز تھا اور جسے صرف پروردگار ہی جانتا تھا۔ دوسرے حصہ سے زیادہ روشن اور کثیر الضیا تھا اس تقسیم کے بعد صانع مطلق نے پہلے حصہ کا نام نور رکھا اور بقیہ نصف جو صفات نوریہ سے کم درجہ پر تھا اور جس میں سے ضیائے خاص علیحدہ کرلی گئی تھی اس کو بھی دو حصوں میں تقسیم فرمادیا۔ پہلے حصہ کو دوسرے پر فضیلت دینے کے لئے اس میں مخصوص ترمیم فرمائی گئی۔ چنانچہ پہلے حصہ سے جس کا نام نار تجویز ہوا تھا قوم جن تخلیق ہوئے اور بقیہ دوسرا حصہ (جس میں صفات نوریہ معدوم ہوچکی تھیں) ارواح شیاطین اور ارواح خبیثہ کے لئے رہ گیا۔

چنانچہ اب یہ تقسیم اس طرح ہوئی کہ حصہ اول جو خالص نور تھا اور جس میں ضیائے خاص موجود تھیں اس کو ارواح مقدسہ اور ملائکہ نیز اطباق و سماوات وغیرہ کے لئے مخصوص فرمایا چنانچہ سب سے پہلے روح پاک پیغمبر آخر الزماں تخلیق فرمائی گئی اس کے بعد لوح و قلم اور عقل اور کل اجسام کی تخلیق عمل میں آئی۔ زمین وآسمان پیدا کئے گئے اور اس نور خاص کے بقیہ نصف سے جس میں سے ضیائے خاص علیحدہ ہونے کے بعد دو حصے ہوئے ان میں سے پہلے حصہ کو جو اپنے دوسرے نصف سے ممتاز تھا قوم جن کی تخلیق کے واسطے رکھا گیا اور اس کے بقیہ دوسرے حصہ کو ارواح شیاطین کے لئے مخصوص کردیا گیا۔

سب سے پہلے جو تقسیم عمل میں آئی اس کے نصف بہتر سے جو مخلوق عالم وجود میں آئی اس کا فرض منصبی عبادت قرار پایا گیا کیونکہ وہ نور خاص سے پیدا کی گئی تھی اس لئے اس کی سرشت میں عبادت داخل ہوئی اور معصوم رہی اور چونکہ خالص نور سے تخلیق ہوئی تھی اس واسطے اس مخلوق کا سایہ تک نہ پڑتا تھا اس کے بعد حصہ دوم جو ضیائے خاص سے محروم تھا لیکن ایک حصہ نور تھا قوم جن کے لئے مخصوص ہوا۔ چنانچہ قوم جن کا سایہ بھی زمین پر نہیں پڑتا لیکن چونکہ اس کی تخلیق میں نار کا جز غالب ہے اور حصہ نوریہ کم۔ اس لئے زیادہ تر یہ قوم تباہی کی طرف دوڑتی رہی کبھی کبھی اس قوم کے بعض افراد مائل بے دین ہوئے اور اس کی وہی توجہ تھی کہ ان کی تخلیق میں کچھ کچھ نور کی جھلک ضرور تھی لیکن نار غالب تھی اس لئے تباہی و بربادی زیادہ میسر آئی۔

خیر! تو یہ تشکیل دنیا کی کیفیت تھی جسے میں نے ضرورتاً بہت ہی مختصر بیان کیا اب میں باقی تمام صحیفے چھوڑ کر وہ حالات بیان کرتا ہوں جہاں سے میری زندگی کی ابتدا ہوئی۔ دنیا کے بہت سے ناسمجھ انسان مجھے فرشتہ سمجھتے ہیں، بڑے بڑے پڑھے لکھے میرے متعلق یہی رائے رکھتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ میں ہیڈ فرشتہ ہوں، اس واسطے فرشتوں کا استاد مشہور ہوں۔ بہر حال یہ طے شدہ امر ہے کہ میرے متعلق دنیا والے بہت کم جانتے ہیں کہ میں کون ہوں اس حالت میں کیسے آیا چنانچہ میں انسان کی محدود معلومات اور ناقص عقل کا مرثیہ پڑھنے اور اس کی مخصوص فطرت اور مفسد ذہنیت کی قسم کھا کر صحیح واقعات لکھتا ہوں کہ جب میں پیدا ہوا تھا تو کائنات کو عالم وجود میں آئے ہوئے ایک لاکھ چوالیس ہزار سال گزر چکے تھے۔

www.ksars.org

www.ksars.org

دنیا کی ابتدا

چونکہ مجھے دنیا کی مکمل تاریخ نہیں لکھنی بلکہ صرف اپنی زندگی کے حالات شائع کرنا ہیں۔اس واسطے میں باقی تمام واقعات چھوڑ کر صرف اپنی قوم کا ذکر لکھوں گا اور اس سے میرے حسب نسب کے متعلق بھی معلومات ہو سکے گی۔سب سے پہلے یہ معلوم کیجئے کہ میں فرشتہ نہیں بلکہ قوم اجنہ میں سے ہوں۔میرے جدامجد دنیا کے سب سے پہلے جن ہیں جن کو تخلیق کائنات کی ابتدا میں پیدا کیا گیا تھا اور جو مجھ سے کم و بیش ایک لاکھ چوالیس ہزار سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ان کا نام طارانوس تھا اور لقب جان تھا مگر عام طور سے ابوالجن کہلاتے تھے۔بعض دنیاوی مورخوں نے میرے جدامجد طارہ نوس کا نام سوما لکھا ہے لیکن جہاں تک میری معلومات کام کرتی ہے ان کا نام طارہ نوس تھا۔ممکن ہے کہ کسی مناسبت سے وہ کچھ عرصہ کے لئے سوما کے نام سے بھی مشہور ہوئے ہوں لیکن ہمارے خاندانی معاملات میں ان کا نام طارق نوس ہی لیا جاتا تھا۔سنا ہے کہ تاریخی کتابوں میں انسان ضعیف البیان نے طارہ نوس کا نام مارج بھی لکھا ہے۔بہر حال ان سب اختلافات کو بالائے طاق رکھئے۔ان کا نام طارہ نوس ماننا چاہئے۔

جس طرح آج حضرت انسان اپنی نسل حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام سے ملاتے ہیں بالکل یہی کیفیت قوم اجنہ کی بھی ہے۔ان کا سلسلہ توالد تناسل ابوالجن طارہ نوس (جان) سے ملتا ہے اور جس طرح عورت اور مرد انسانوں میں پیدا ہوئے ہیں اسی طرح قوم اجنہ میں بھی رواج تھا اور اب بھی ہے۔

میرے جدامجد طارہ نوس کو پیدا ہوئے کافی عرصہ گزر گیا تھا وہ اپنی قوم اور اپنی جنسیت کے لحاظ سے تنہا زندگی بسر کرتے تھے کہ یکایک غیر محسوس طور پر انہیں قوم جنہ میں سے ایک عورت نظر آئی۔اول تو انہیں بہت تعجب ہوا لیکن بعد میں وہ اس عورت سے مانوس ہو گئے۔رفتہ رفتہ اس یک جانی نے ان کو شوہر اور بیوی کے رشتہ میں منسلک کر دیا۔اس زمانہ میں رواجی موت کا دستور نہ تھا۔یعنی کوئی مخلوق بلاوجہ نہ مرتی تھی چنانچہ اس کا یہ اثر ہوا کہ تھوڑے ہی زمانہ میں طارہ نوس کی اولاد تمام روئے زمین پر پھیل گئی۔مرتا کوئی نہ تھا پیدا ہزاروں ہوتے تھے۔اس سود در سود کے قصے نے اچھا خاصا عالم آباد کر دیا۔آج کل کی زبان میں جس چیز کو مردم شماری کہا جاتا ہے وہ طارہ نوس کے زمانہ میں رائج نہ تھی۔اگر ہوتی تو شاید آج کی دنیا سے پچاس ہزار گنا زیادہ نفوس اس دنیا میں آباد نظر آتے۔مگر اس وقت کوئی شمار کرنے والا نہ تھا اور نہ شمار کرنے کی کوئی ضرورت تھی۔تمام روئے زمین پر میرے جدامجد طارہ نوس جان کی حکومت تھی۔

ساری دنیا عیش و عشرت کی زندگی گزار رہی تھی کہ ناگاہ پروردگار عالم نے ابوالجن پر ایک شریعت نازل فرمائی جسے ابوالجن اور ان کی تمام اولاد نے اپنے لئے قابل عمل ٹھہرایا۔

اس آسمانی شریعت پر عمل ہوئے طارہ نوس اور اس کی تمام اولاد نے آج کل کے حساب سے تقریباً چھتیس ہزار سال گزار دیئے اور سوائے چند مفسد جنوں کے کسی کی طرف سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہوئی جو شریعت آسمانی کے خلاف ہوتی یا اس قوم کی تباہی کا

www.ksars.org

سبب بنتی لیکن اس کا کیا علاج کہ سرشت میں ''نار'' تھی۔ یہ کب چین سے بیٹھنے دیتی، آخر کار یہ ''ناریت'' رنگ لائی اور مخلوق شریعت حقہ سے پھرنے لگی۔ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ تباہی کی طرف دوڑنے لگی۔ آخر تا بجے ایک وقت وہ آگیا کہ عالم میں ہر طرف گناہ ہی گناہ تھا۔ سیاہ کاریاں پورے طور پر غالب آگئیں۔ مخلوق اپنی زبان سے تباہی اور بربادی کو پکارنے لگی۔

حالات نے پلٹا کھایا اور آخر کار وہی ہوا جس کا خطرہ تھا۔ قہر خداوندی نازل ہوا اور تمام سیاہ کاروں کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا گیا۔

کیا لکھوں شرم آتی ہے لکھتے ہوئے کہ خود طارہ نوس بھی اس تباہی سے نہ بچ سکے۔ ان پر پوری طرح پنجہ عصیاں اپنا قبضہ جما چکا تھا چنانچہ اس تباہی میں وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ عالم فنا میں پہنچا دیئے گئے۔

اب تمام عالم میں سناٹا تھا وہ چہل پہل نہ تھی وہ گنجان آبادی نہ تھی، کہیں کہیں چند نیک عمل ہستیاں سربسجود تھیں ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے پروردگار عالم نے پھر کسی رہبر کی ضرورت محسوس کی اور آخر کار اسی قوم میں سے ایک فرد کو جن کا نام چلپانیس تھا بحکم خداوندی بجائے طارہ نوس کے سربرآرائے سلطنت کر دیا گیا اور سابقہ شریعت کو ترمیم و تنسیخ کے ساتھ ان کے حوالے کر دی گئی یہ بھی آخر اپنے باپ کے بیٹے تھے۔ باپ سے دور کیسے جاتے ہر چند کہ اپنی قوم میں سب سے زیادہ نیک اور سب سے زیادہ عابد و زاہد مشہور ہو گئے لیکن صرف اسی وقت تک جب تک کہ اپنی فطرت سے مقابلہ کرسکنے کی ان میں طاقت تھی۔ آخر کار خواہشات کے سامنے سر تسلیم خم کر بیٹھے۔ عبادت اور ریاضت نے اپنی توہین گوارا نہ کی۔ آہستہ آہستہ اس نے کنارہ کشی شروع کر دی اور تھوڑا ہی زمانہ گزرنے کے بعد دیکھنے والوں نے دیکھا کے طارہ نوس کے جانشین ہز ہولی نس چلپانیس وہی بزرگ ہیں جو حصول پیغمبری سے پہلے تھے اور اپنی قوم میں کسی قدر عبادت و ریاضت کے باعث ممتاز نظر آتے تھے۔ اب وہ انہماک عبادت تھا نہ وہ مشغلہ ہدایت۔ سب اپنے اپنے راستے پر تھے بظاہر کوئی کسی کا راہبر نہ تھا اور سب سب کے راہبر ایک دوسرے کے عمل سے کوئی متاثر نہ ہوتا تھا۔ چلپانیس کی پیغمبری برائے نام رہ گئی تھی خود انہیں یاد نہیں رہا تھا کہ وہ پیغمبر ہیں یا قومی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دی گئی ہے۔

زمانہ نے ایک اور پلٹا کھایا اور حالات کہیں سے کہیں پہنچ گئے، رہی سہی عبادتیں اور نیکیاں بھی یہ حال دیکھ کر اپنی عزت و آبرو کی حفاظت میں مصروف ہو گئیں اور مخلوق سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ مقدس چلپانیس یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے مگر اس طرح کہ گویا نہیں دیکھ رہے تھے۔ گناہ کا دیوتا ان کے سامنے رقص کر رہا تھا اور وہ دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے تھے ساری قوم ظلمت کی چادر میں سما گئی تھی مگر ان کی سیاہ کار آنکھیں قومی وجود کا اب بھی احساس کرسکتی تھیں۔

ستاری کی شان آگے بڑھی اور اس نے چلپانیس کو مخاطب کر کے کہا، چلپانیس! تم دامن شریعت کو تار تار کر چکے ہو آئو پھر تمہیں ویسا ہی کر دیں تم راستہ بھول گئے ہو اور آئو پھر تمہیں راہ پر لگا دیں۔

www.ksars.org

چلپانیس پھر جھک گئے قدرت نے پھر انہیں ویسا ہی کر دیا۔ ساری قوم پھر اعتدال پر آئی لیکن ناری فطرت مسلسل اپنا کام کر رہی تھی۔ قدرت نے بابار فرمائش کی متعدد بار ہدایتیں کیں مگر نار بحر حال نار تھی۔ آخر کار اس نے قوی عقل و ہوش کا گھر پھونک ڈالا۔ تمام قوم کو خانماں برباد کر کے چھوڑا اور ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا جو ان سے پہلے سرکشوں کے ساتھ ہوا تھا۔ ابھی چلپانیس کی حکومت اور پیغمبری کو پورے چھتیس ہزار سال بھی میسر نہ آئے تھے کہ وہ انجام کو پہنچا دیئے گئے اور اپنے ہمراہ تمام ایسے ہم عصروں جو ان کے ساتھ بدکاری میں مصروف ہو گئے تھے، گم نامی اور بربادی کی دنیا میں لے گئے اور اس طرح دنیا کا یہ دوسرا دور ہزار لیٹ ہائینس چلپانیس کے ہاتھوں تاریخ کی گم نامیوں میں کھو گیا اور بعد کی آنے والی نسلیں ڈھونڈتی رہ گئیں کہ ان کے دادا چلپانیس نے ان کے لئے کیا چھوڑا۔

اب دنیا پھر خالی تھی چند رہے سہے عبادت گزار کہیں کہیں نظر آرہے تھے مگر قہر خداوندی سے لرزاں اور اپنے نامعلوم انجام کے منتظر۔ قدرت نے پھر ایک ضرورت محسوس کی ہر طرف دیکھا۔ ایک مقدس صورت بزرگ اپنی قوم کی کھوئی ہوئی عظمت ڈھونڈتے پھر رہے تھے کہ قدرت کی نگاہ انتخاب میں آگئے، کیا ڈھونڈ رہے تھے اور کیا مل گیا۔

ان بزرگ کا نام بلیقا تھا ان کی اولاد کے متعلق بعض روایتوں سے پتہ چلا ہے کہ بہت ہی بد افعال تھی اور یہ اسی غم میں دن رات رویا کرتے تھے۔ ضرورت سے زیادہ عبادت کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ میری عبادت سے خوش ہو کر پروردگار میری اولاد کے گناہ معاف کر دے گا۔ ان کے بیٹے اور بیٹیوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ خود انہیں ان کی صحیح تعداد کا حال معلوم نہ تھا، نہ سب کے نام یاد رکھ سکتے تھے۔ سنا ہے کہ ایک بار انہوں نے اپنی اولاد کو ایک جگہ جمع کر کے شمار کرنے کی کوشش کی۔ لیکن شمارہ کے بعد معلوم ہوا کہ ان کے کئی بیٹے تعداد میں نہ آئے سکے کیونکہ وہ اس وقت موجود نہ تھے اور ماں باپ کا خیال نہ تھا کہ حاضرین کے علاوہ ان کے کوئی اور بھی اولاد ہے لیکن جب سامنے آئے تو ماں باپ کو یاد آگیا کہ وہ بھی ان ہی کے بچے ہیں۔ جس وقت قدرت کی انتخابی نگاہیں بلیقا پر پڑیں ان کی عمر دو ہزار سال سے کچھ زیادہ تھی اور خدمت قوم کا جذبہ ان کے دل میں شباب کی منزلیں طے کر رہا تھا۔ اس نئی توقیر سے ان کا دل باغ باغ ہو گیا۔ قدرت نے انہیں ان کی قوم کا پیغمبر بھی بنایا اور بادشاہ بھی۔ اس اعزاز کے بعد ان کی ریاضت میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بلیقا نے جانفشانی اور ایمانداری کے ساتھ اپنے عہدہ کے فرائض انجام دیئے اور ایسی عابدانہ زندگی کا نمونہ پیش کیا کہ ان کی قوم سرتاپا عبادت بن گئی۔

تقریباً چھتیس ہزار سال تک یہی کیفیت رہی دنیا کے ذرہ ذرہ پر بلیقا کی حکومت تھی۔ ہر طرف شریعت آسمانی کا ڈنکہ بج رہا تھا لیکن وائے بدنصیبی کہ ناری ذہنیت پھر بیدار ہو گئی اور حالات دیکھ کر بھڑک اٹھی اسے کب گوارا تھا کہ خاردار دنیا میں نیکیوں کی حکومت ہو۔ اس کے خیال میں شاید نیک اعمال کا وجود اس فانی دنیا کے لئے موزوں نہیں تھا چنانچہ دیکھتے دیکھتے ہوا کا رخ پھر گیا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائوں کے نرم نرم جھونکے آندھیاں بن کر سنسنانے لگے۔ حالات بے قابو ہوئے اور ظلمات کی طرف کا پرچم لہرانے لگا ہر طرف اندھیرا

www.ksars.org

ہی اندھیرا ہو گیا یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ سیاہ کاروں کی قوت باصرہ منہ موڑ بیٹھی اور انہیں ہر طرف تاریکی ہی تاریکی کا احساس ہونے لگا۔

اندھے کو اندھیرے میں دور کی سوجھتی ہے۔ ساری قوم سیاہ کاروں کی موجد بن گئی اور وہ وہ گناہ کاریاں تراشی گئیں کہ زمین اورآسمان لرز گئے۔

انجام کار قدرت نے نار کو نار میں شامل کر کے فیصلہ کیا اور سرکشان شریعت کو اتمام حجت کے بعد فنا کی گود میں پہنچا دیا۔

دنیا اب پھر خالی تھی سالار کارواں کی ضرورت نے قدرت کو پھر متوجہ کیا اور باقی ماندہ افراد میں سے ہاموس جنی کے نام پروانہ پیغمبری جاری ہوا۔ یہ بزرگ اپنی قوم میں مقابلتہ نیک طینت اور ممتاز تھے۔ حکومت اور پیغمبری کے بعد ان کے مراتب میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ ساتھ ہی قدرت کی طرف سے مختلف ہدایتوں کے علاوہ یہ نوٹس بھی ملا کہ اگر تم نے پچھلے جیسوں کی بغاوت کی اور شریعت آسمانی کی توہین کے مرتکب ہوئے تو تمہیں ان سب سے زیادہ سخت سزا دی جائے گی اور وہ ایسی سزا ہو گی کہ اگر تم آج اسے معلوم کر لو تو خوف ودہشت کے مارے تمہارے کلیجے کے ٹکڑے اڑ جائیں۔

ہاموس نے خلوص قلب سے وعدہ کیا کہ میں شریعت کی پوری طرح حفاظت کروں گا اور کوشش کروں گا کہ میں اور میری قوم پوری طرح قواعد آسمانی کی پابند ہو کر رہے۔

وعدہ کرنے والا ناری تھا اور وعدہ بھی ناری تھا کب تک رہتا رفتہ رفتہ ناری فطرت رنگ جمانے لگی اور اپنے اسلاف کی طرح پورے چھتیس ہزار سال گزرنے کے بعد آخر کار اسی مرکز پر آ گئی جہاں سے عالم فنا کا راستہ بالکل سیدھا اور تباہی کا زینہ قریب تر ہے اور جہاں پہنچ کر پچھلی قومیں شریعت کی قید وبند سے اپنی ذات کو آزاد سمجھنے لگی تھیں۔ شروع شروع میں تو ہاموس جنی نے اپنی قوم کو بہت سمجھایا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ سیاہ کاریوں کے دیوتا کے سامنے ایک دن ہاموس بھی سر بسجود نظر آیا، پھر کیا تھا سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا۔ جب پیغمبر اور راہبر ہی گناہوں کا پجاری بن جائے تو اس کی قوم کیسے بچ سکتی ہے، وہ جو ایک روک تھی ہاموس کی غداری سے جاتی رہی۔ کچھ افراد ایسے بھی تھے جو عرصہ تک گناہوں کی دنیا سے اپنا دامن بچاتے رہے لیکن راہبر کو مصروف گناہ دیکھ کر ان کا جی بھی للچایا اور انہوں نے بھی اپنا تقدس کا لبادہ سیاہ کاری کی بھٹی میں پھونک دیا۔

ان سے پہلے جو تین دور گزرے ان میں بھی یہ ہولناک سیاہ کاریاں نہ تھیں، کہیں کہیں زاہد و تقویٰ کے دم توڑتے نظر آہی جاتے تھے لیکن اس چوتھے دور میں تو ذرہ ذرہ انجام سے بے خبر ہو کر شریعت کی دھجیاں اڑا رہا تھا۔

www.ksars.org

قدرت نے پہلے ہی دن فیصلہ سنا دیا تھا کہ اگر تم نے اپنے اسلاف کی طرح غداری کی تو تمہیں ان سے لرزہ خیز سزا دی جائے گی چنانچہ باری تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک فوج کو حکم دیا کہ وہ زمین پر جائے اور ہاموس کی قوم کو انتہائی سختیوں کے ساتھ تباہ کر دے اور ایسا قتل عام ہو کہ شریعت سے غداری کرنے والوں کے لئے ہمیشہ کے واسطے ایک مثال بن جائے۔

ملائکہ کی فوج مقابلہ کے لئے زمین پر آئی اور ادائے فرض میں مصروف ہو گئی۔ قوم جنات نے بھی بہادری سے انکا مقابلہ کیا لیکن فرشتے بہر حال فرشتے تھے، آخر کار غالب آ گئے۔ قتل عام سے جو چند افراد بچ سکے وہ ادھر ادھر جزیروں میں بھاگ گئے اور بے شمار چھوٹی عمر کے بچے فرشتوں کی حراست میں آ گئے ان ہی کم سن قیدیوں میں اپنی کم عمری کے سبب میں بھی تھا۔ ہر چند کہ میں نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن گرفتار کرنے والے زیادہ طاقت ور تھے اور میں ان کے چنگل سے نہ بچ سکا۔

میں بچپن میں بے حد حسین تھا۔ میری ذہانت اور قابلیت سے میرے والدین کو بہت کچھ امیدیں وابستہ تھیں۔ میرے خاندان کے بہت سے لوگ میرے ماں باپ سے محض اسی وجہ سے عداوت رکھتے تھے کہ اتنا حسین و جمیل اور ایسا ذہین بیٹا ان کو کیوں نہ ملا۔ بہر حال اس قید کے بعد بھی میری ذہانت اور حسن بے کار نہیں گئے۔ مجھے دیکھ کر فرشتوں کو رحم آ گیا اور انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے پروردگار عالم سے التجا کی کہ اگر اجازت ہو تو اس کم سن بچے کو ہم آسمان پر لے آئیں، یہ بہت ذہین ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ فرشتوں نے کہا:

پروردگار! تو عالم الغیوب ہے آئندہ کے بھید تو ہی جان سکتا ہے لیکن بظاہر یہ لڑکا اگر اچھی تعلیم ملے تو ہمارے خیال میں ٹھیک ہو جائے گا۔

قدرت کو تو منظور ہی کچھ اور تھا۔ حکم ہوا اچھا اس بچے کو آسمان پر لے آؤ اور باقی بچوں کو وہیں دنیا میں چھوڑ دو چنانچہ حکم باری تعالیٰ کے ماتحت فرشتے مجھے آسمان پر لے گئے۔

آسمانی دنیا کا دھوکہ

سنتا ہوں کہ انسانی دنیا کے بعض تاریخ داں اصحاب میرے متعلق ایک نہایت ہی دلچسپ رائے رکھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ مجھے فرشتوں نے قید نہیں کیا بلکہ ان کی رائے میں واقعہ یوں تھا کہ قوم جنہ کی بدافعالی اور گناہ گاریوں کو دیکھ کر عزرائیل یعنی میں نے گوشہ تنہائی کو

www.ksars.org

اپنے لئے پسند کیا اور فساد کی دنیا سے دور کسی سنسان مقام پر خدا کی عبادت میں مصروف ہو گیا جب فرشتے مفسدوں کا سر کچل کر فارغ ہوئے اور عزرائیل کو مصروف عبادت دیکھا تو انہیں بہت تعجب ہوا اور پروردگار سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اس زاہد و متقی کو ہم اپنے ساتھ رکھ لیں کیونکہ یہ اس گناہ آلود دنیا کے لائق نہیں ہے اور ہمارے ساتھ اس کا نباہ خوب ہو جائے گا۔ پروردگار کو تو منظور ہی یہ تھا للٰذا اس نے فرشتوں کی التجا منظور کی اور عزازیل کو آسمان پر فرشتوں کے ساتھ رکھنا منظور کر لیا۔

خیر اس طرح بھی میری کوئی توہین نہیں ہے اگر ایسا مشہور ہوا تو کچھ حرج نہیں بہر حال مجھے صحیح واقعہ لکھنا ضروری تھا اور وہ وہی ہے جو میں نے پہلے لکھا ہے یعنی میں لڑائی کے وقت بصورت فریق مخالف قید کیا گیا تھا اور فرشتوں نے میری عبادت پر نہیں بلکہ میری کمسنی، معصومی اور خوبصورتی پر ترس کھا کر اور میرے اچھے ذہن اور ہوش سے مختلف امیدیں وابستہ کر کے پروردگار عالم سے سفارش کی تھی۔

بہر حال میں خود اپنی مرضی سے یا اپنی التجا سے آسمان پر نہیں گیا تھا۔ چند فرشتوں نے سفارش کی اور پروردگار نے منظور کیا۔ میرا کیا بگڑتا تھا اور بگڑتا کیا۔ میرا تو فائدہ اسی میں تھا کہ کسی صورت سے جان بچے۔ میں تو اپنی آنکھوں سے غداروں کا قتل عام دیکھ چکا تھا یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ مجھ پر کسی کا کوئی احسان نہیں رہا اور مفت میں جان بچ گئی۔ میں نے سوچا کہ خیریت اسی میں ہے کہ اس وقت جان بچنے کی خوشی کا اظہار نہ ہونے پائے ورنہ فرشتے اور خدا یہ سمجھ لیں گے کہ جان بچنے سے اس لڑکے کو خوشی ہوئی ہے۔ اور یہ خود چاہتا ہے کہ اسے فنا نہ کیا جائے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ اگر اس وقت پروردگار کو یہ اطلاع ہو جاتی یا فرشتے کسی طرح یہ جان سکتے کہ میں اس انقلاب سے مسرور ہوں تو یقیناً کوئی نہ کوئی شرط کسی وقت لگا دی جاتی۔ مگر وہ تو خیریت ہی رہی کہ فرشتوں نے التجا کی اور پروردگار نے منظور کر لیا۔

مجھے کیا خبر تھی اس وقت کہ میرا یہ خیال لچر ہے اور ایک نہ ایک دن مجھے تکلیف دے گا۔ میں تو یہ جانتا تھا کہ علم غیب کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا۔ اگر اس وقت کوئی مجھ سے یہ کہہ دیتا کہ پروردگار دور کی بات بھی جان لیتا ہے اور دل کا بھید بھی اسے کسی طاقت س معلوم ہو جاتا ہے۔ سچ جانیئے ایک دفعہ تو میں اس مہربانی کا شکریہ ادا کر رہی لیتا اور عجب نہیں اس وقت کی ممنونیت آج میرے کام آ جاتی۔ لیکن اب وقت گزر چکا۔ اس کی تلافی ممکن ہی نہیں ہے۔ ہائے مجھے کیا خبر تھی کہ اس وقت کی روشنی طبع مجھ پر بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے گی۔ جب میں آسمان پر رہتا تھا تو بارہا فرشتوں نے مجھے یہ طعنہ دیا کہ ہم نے تمہاری سفارش کی۔ جان بچائی۔ پروردگار سے التجائیں کر کے تمہیں زندہ رہنے کا موقعہ دیا اور ہمارے پروردگار نے اسے منظور کیا۔ لیکن تم نے اس احسان عظیم کے عوض اس وقت کسی ممنونیت کا اظہار نہیں کیا۔

اس وقت تو نہیں مگر ہاں آج مجھے پچھتانا پڑ رہا ہے۔ اگر اس وقت ایک آدھ ظاہری سجدہ کر لیتا تو میرا کیا بگڑ تھا تھا۔ مگر میں اپنی عقل کے زعم میں رہا اور واقعات اپنا کام کرتے گئے۔

www.ksars.org

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ فرشتے مجھے گرفتار کر کے آسمان پر لے گئے۔اس وقت میری عمر دو سو بیاسی سال کی تھی۔ ممکن ہے کہ میری عمر آج کل کے زمانہ میں تعجب انگیز ہو۔ کیونکہ میں نے اس عمر کے باوجود اپنی ذات کو گرفتاری کے وقت کم سن بتایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں عمریں محدود نہیں ہوتی تھیں۔ یہ حد بندی تو اسی وقت ہو سکتی ہے جب ابتدا کے بعد انتہا ہو اور آغاز کے بعد انجام ہو اور پیدائش کے بعد فنا کی صورت مقرر ہو چونکہ ہمارے لئے فنا کا کوئی وقت نہ تھا۔اس واسطے ہزار ہا سال کی عمر تک کم سنی کا زمانہ شمار ہوتا تھا۔

حسب نسب

قبل اس کے کہ میں آئندہ کے واقعات لکھوں، یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اپنی سابقہ عمر اور حسب و نسب کے متعلق بھی مختصراً عرض کر دیا جائے۔

میری پیدائش دنیا کی ابتدا سے ایک لاکھ چوالیس ہزار سال بعد میں ظہور میں آئی ہے۔ سب سے پہلے میرے جد امجد ابوالجن طارہ نوس جان پیدا کئے گئے تھے جو چھتیس ہزار سال تک ساری دنیا پر حکومت اور پیغمبری کرتے رہے اور آخر کار شریعت آسمانی کی سرکشی کے باعث بنا ہوئے۔

اس کے بعد دنیا کا ایک دوسرا دور شروع ہوا اور چلپانیس سریر آرائے سلطنت ہوئے۔انہوں نے بھی بہت شان دار طریقے سے چھتیس ہزار سال گزار دیئے، حق کی شریعت کو بھول گئے۔ اور اسی باعث انہیں اپنی ہستی کو بھی بھولنا پڑا۔ تیسرا دور بلیقا کا تھا یہ حضرت بھی اسی مدت میں عروج و زوال کی منزلیں طے کر گئے۔ چوتھی بار میرے جد امجد ہاموس جنی کی تھی انہوں نے بھی چھتیس ہزار برس تک شریعت آسمانی کا جھنڈا بلند رکھا اور انجام کار اپنے اسلاف کے مقلد بن کر گناہ کے دیوتا کی رگ رگ میں سما گئے۔ میرے والد صاحب قبلہ بھی ان ہی حضرت کی اولاد میں تھے اور محترمہ والدہ کو بھی یہی شرف حاصل تھا۔ اور خدا غارت کرے اس شرف کو مجھے بھی یہی لپٹ گیا اور آخر کار اپنے دادا جان کے عذاب میں مجھ جیسے بے گناہ اور کم سن پوتے کو بھی اسیر ہونا پڑا۔ خیر یہ تو دل کے پھپھولے ہیں ہمیشہ پھوٹتے ہی رہیں گے۔ پھوٹنے دیجئے۔ ہاں تو یہ سنئے کہ میں کون ہوں اور میرے باپ دادا کون تھے؟

جس طرح آج کل کے مختلف انسانوں کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں ٹھیک اسی طرح اس وقت میں بھی ہوتا تھا فرق صرف یہ ہے کہ آج کل شکلوں کا اختلاف بہت معمولی ہوتا ہے بہر صورت چہرہ انسانی ہی رہتا ہے مگر ہمارے زمانہ میں بات ہی کچھ اور تھی۔ مثلاً ایک مرد کا چہرہ اگر گھوڑے کا سا ہے تو دوسرے کا بلی کا سا ہو سکتا ہے اور یہ تعجب کی بات نہیں سمجھی جاتی تھی ہر فرد کا جسم تقریباً ایک سا ہی

www.ksars.org

ہوتا تھا جس طرح آج کل انسانی جسم موٹا، پتلا، بھدا، نازک وغیرہ شکلوں کا ہوتا ہے ایسا ہی اس وقت بھی دستور تھا۔ صرف چہرہ کی ساخت نمایاں اختلاف رکھتی تھی اور یہی پہچان کا ذریعہ تھا۔

ماں باپ کا حال

میرے والد کا قومی نام چلیپا تھا۔ لیکن ان کے قوم والے انہیں رکنیت کی مناسبت سے ابوالغوی کہہ کر پکارتے تھے۔ ان کا چہرہ تقریباً ایسا تھا جیسے آج کل کے زمانہ میں ببر شیر کا ہوتا ہے۔ نہایت قدآور اور بہادر تھے۔ اگر آج کل کے حساب سے بتایا جائے تو ان کے جسم کا وزن ۱۴ من اور ۳۵ سیر تھا۔ قوم کی طرف سے ان کو شاشین کا خطاب تھا۔ شاشین کے لغوی معنی ہمارے زبان میں دل ہلا دینے والے کے ہیں۔ میرے والد کی تمام قوم پر دھاک بیٹھی ہوئی تھی وہ جس سے خفا ہوتے تھے اس کی زندگی اجیرن ہو جاتی تھی اور جس سے خوش ہوتے تھے نہال کر دیتے تھے۔ قوم کا بچہ بچہ ان کا احترام کرتا تھا۔

اسی طرح اپنی والدہ بھی بہت طاقتور اور دلیر تھیں ان کا نام نبلیث تھا۔ ان کا چہرہ کچھ اس ساخت کا تھا کہ آج میں مثال دے کر بھی مشکل سے سمجھا سکتا ہوں۔ بہر حال ایک حد تک ان کے چہرے کی ساخت آج کل کے بھیڑیئے کی مادہ سے بہت کچھ ملتی جلتی تھی۔ ان کے متعلق عام بات یہ مشہور تھی کہ وہ اپنے زمانہ کی سب سے زیادہ حسین و جمیل مادہ ہیں۔ لیکن نہایت جنگجو اور دلیر۔ بہادر ایسی کہ جنگ میں ہزار نروں کا منہ پھیریں۔ فرشتوں سے آخری جنگ کے وقت ان کی بہادری نے وہ وہ نظارے پیش کئے کہ دیکھنے والے عش عش کر گئے لیکن مشکل یہ تھی کہ جن اور فرشتے کی جوڑ برابر کی نہیں تھی ورنہ ہماری قوم میں نبلیث جیسی بہادر مادہ کے ہوتے ہوئے شکست ناممکن تھی۔ دوران جنگ میں قوم کے بچہ بچہ کی زبان پر تھا کہ جنہ کی مائیہ نازمادر وطن نبلیث کے زندہ ہوتے ہوئے دنیا کی کوئی طاقت ہمیں زیر نہیں کر سکتی۔

خود میرا بھی یہی خیال تھا کہ اماں جان کی بعید از قیاس بہادری کے مقابلہ میں آکر فرشتوں نے زبردست غلطی کی ہے اور انہیں منہ کی کھانی پڑے گی اور درحقیقت منہ کی کھانی پڑتی۔ اگر کوئی اندرونی طاقت کام نہ کر رہی ہوتی۔ بیچارے کم طاقت فرشتے ہمارے مقابلہ پر کیا جنگ کر سکتے تھے۔ یہ بھی خدا جانے کیا بات تھی کہ ہم دب گئے ورنہ وہ جوہر دکھاتے کہ فرشتوں کو چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔

www.ksars.org

اس عجیب و غریب جنگ کا سماں کچھ ایسا نا قابل فہم تھا کہ ساری قوم حیرت بیں تھی۔ فرشتوں کا وار ہم پہ بھرپور پڑ رہا تھا۔ لیکن ہمارا وار کچھ ایسا اوچھا بزدلانہ نظر آتا تھا کہ خود ہمیں حیرت ہوتی تھی۔ وہ وار کرتے تھے تو ہم پر پڑتا تھا اور جب ہم وار کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہم نے ریت کے ڈھیر پر حملہ کیا۔

اسی نا قابل فہم اور حیرت ناک جنگ میں والد اور والدہ شہید ہو گئے۔ میں بھی اس وقت شادی شدہ تھا میری جان نثار ملکہ بھی اسی لڑائی میں خدا کو پیاری ہو گئی۔ اور میرا بڑا لڑکا بھی بیچارہ اسی جنگ میں ختم ہوا۔ اس کا نام مرہ تھا۔ بیچارہ کی شادی کے دن قریب تھے۔ اگر یہ جنگ کچھ عرصہ بعد ہوتی تو وہ غریب بھی شادی کی مسرتیں دیکھ لیتا مگر افسوس ہے ہمیں اپنے دادا ہاموس کی طرف سے ایک ایسا تاوان ادا کرنا تھا جو کسی حال میں مہلت دینے کے لئے تیار نہ تھا۔ مرہ غریب بے آئی مارا گیا۔ اس نے ابھی دنیا میں پوری طرح قدم بھی نہ رکھا تھا کہ اپنے بزرگوار ہاموس جنی کے گناہوں کی پاداش میں فنا کی قربان گاہ پر چڑھا دیا گیا۔ اور اپنے دادا ابوالغوی جلیپا اور دادی نبلیث کے ساتھ ساتھ گمنامی کے عمیق سمندر میں انسانی مورخوں کی نظروں سے بہت دور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھو گیا۔ اور آنے والی انسانی دنیا کے لئے غلط فہمی چھوڑ گیا۔ کہ اس کا باپ (یعنی شیطان) فرشتہ ہے اور شاید بے ماں باپ کے پیدا ہوا ہے۔ اور غالباً یہ خیال غلط بھی ہے کہ بے چارہ شیطان لاولد ہے۔ غیر شادی شدہ ہے۔ (خدا نہ کرے جو میں لاولد ہوں)۔

خیر مجھے اس سے کوئی بحث نہیں کہ میرے لخت جگر مرہ نے دنیا کے لئے کیا چھوڑا اور اپنے ساتھ کیا لے گیا۔ مجھے تو ان نادان انسانی مورخوں پر ہنسی آتی ہے جو مٹی کی عقل لئے پھرتے ہیں۔ اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم تاریخ کے اندھے کنویں سے بہت دور کی کوڑی لا سکتے ہیں۔ اور جن کی تاریخی معلومات کا یہ عالم ہے کہ فرشتہ اور جن میں بھی تمیز نہیں کر سکتے۔

میری عمر کا ابتدائی حصہ

بتا چکا ہوں کہ میں دنیا کی ابتدا سے ایک لاکھ چوالیس ہزار سال پہلے پیدا ہوا تھا اور دنیا کی تباہی کے وقت میری عمر دو سو بیاسی سال کی تھی۔ اس مختصر عمر کی کیفیت یہ ہے کہ مجھے والد صاحب نے اپنے ایک دوست سے جن کا نام ثربوق تھا، ابتدائی تعلیم دلوائی۔ ذہن اچھا تھا، تھوڑے ہی عرصے میں چل نکلا اور تعلیم کے میدان میں فراٹے بھرنے لگا۔ میری قابلیت کو دیکھ کر بہت سے افراد جلنے لگے اور انہوں نے یہ شہرت دینی شروع کی کہ عزازیل (میرا یہ قومی نام ہے) بہت مغرور اور خود بین لڑکا ہے۔ اور چونکہ اس کے باپ کی شکل شیر کی سی ہے اس واسطے نہایت خوددار اور سرکش ہے۔ اور اس کا مارا بچ ہی نہیں سکتا۔ اور چونکہ ماں کی شکل بھیڑیئے سے مشابہ ہے اس واسطے نہایت مکار اور خود غرض ہے۔ دھوکہ باز اور فریبی ہے۔

www.ksars.org

ممکن ہے مجھ میں یہ صفات ہوں یا میری قوم کے حاسدوں نے یہ باتیں جلن کی وجہ سے مشہور کردی ہوں۔ بہر حال یہ واقع ہے کہ میں بچپن میں ضدی بہت تھا۔ اور اس وقت تو نہیں مگر آج مجھے تجربات کی بنیاد پر یہ بھی ماننا پڑا ہے کہ میں والدین کی اطاعت سے بھی گریز کیا کرتا تھا۔ نافرمان تھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ میں نے ہمیشہ باپ کے ساتھ گستاخانہ برتاؤ کیا لیکن اب بے چاروں نے ہمیشہ در گزر اور عفو سے کام لیا۔ میں نے بارہا والد صاحب قبلہ کو ایک حقیر ملازم کی مانند ڈانٹ دیا لیکن وہ بیچارے ہمیشہ میرے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے رہے۔

یہاں دنیا کے انسانی مورخ نوٹ کرلیں کہ میں کس آزادی کے ساتھ اپنی برائیاں بھی لکھتا جارہا ہوں اگر میری جگہ حضرت انسان ہوتے اور ان سے بھی بچپن میں اس قسم کی گستاخانہ حرکتیں سرزد ہوتیں تو وہ ان واقعات کو اس طرح لکھتے کہ بچپن میں میرے معزز والدین مجھ سے بہت محبت کرتے تھے اور میری ناز برداریوں میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے تھے۔ میری تعلیم و تربیت کا انہیں خاص خیال تھا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے تمام دنیا کی ہر زبان کا اور ہر علم کا دستار بند عالم اور فاضل بنایا۔ کروڑوں روپیہ میری تعلیم پر پانی کی طرح بہایا۔ تب یہ خاکسار دنیا میں رہنے کے قابل ہوا۔

دیکھی آپ نے انسانی خاکساری کہ سب کچھ کہہ جاتا ہے۔ ہر قسم کا رنگ جما دینے کے بعد کیسے سوکھے منہ سے کہتا ہے۔ کہ تب کہیں یہ خاکسار دنیا میں رہنے کے قابل ہوا ہے۔ اس کے علاوہ گستاخانہ رویہ کو بتایا کہ والدین میرے ناز بردار تھے۔ گویا انسان کے خیال میں گستاخی کرنے کے بعد اگر کوئی بزرگ معاف کردے یا درگزر کی اس سے غلطی ہو تو انسان سمجھتا ہے کہ اس سے محبت کی گئی۔ اور اس کی ناز برداری ہوئی۔

خیر چھوڑیئے ان باتوں کو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بچپن میں خدا جانے کیوں گستاخ تھا۔ ماں باپ کا جتنا احترام کرنا چاہئے میں اس کا عشر عشیر بھی نہ کرتا تھا اور جہاں تک میرا خیال ہے میری موجودہ بدنامی کا باعث ایک بڑی حد تک والدین کی نافرمانی بھی ہے جو دوسرے بڑے اسباب کے ساتھ مل کر رسوائی کی زیادتی کا سبب بنی۔

موجودہ دنیا والوں کا خیال ہے کہ میں صرف ایک سجدہ کے انکار پر ان حالوں کو پہنچا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ سجدہ کرلیتا تو شاید میری سیاہ بختیوں پر اور کچھ دن پردہ پڑا رہتا مگر وہ تو قدرت ہی کو یہ منظور تھا کہ میں نسل آدم کا دشمن مشہور ہو جاؤں۔ قیامت تک مجھ پر لعنت اور پھٹکار کی بارش ہوتی رہے۔

www.ksars.org

آسمان کی سکونت

عین اس وقت جب میں شباب کی ابتدائی منزلوں سے گزر رہا تھا کہ وہ جنگ شروع ہوئی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

جس میں میرے والدین اور قوم کے لا تعداد افراد لقمہ اجل ہوئے اور جس میں دنیا کا چوتھا دور بھی ختم کر دیا۔ اس جنگ میں فرشتوں نے مجھے قید کر لیا اور خدائے قدوس کی اجازت سے مجھے آسمان پر لے گئے۔ اس حفاظت جاں سے مجھے در حقیقت بے حد مسرت تھی لیکن تجربہ کے بعد آج افسوس کرتا ہوں اگر مجھے بھی میری قوم کے ساتھ فنا کر دیا جاتا تو زیادہ اچھا تھا۔ اس ذلت کی زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر تھی لیکن مجھے اس وقت کیا خبر تھی کہ آئندہ میری زندگی میرے ساتھ کیسے کیسے ذلت انگیز کھیل کھیلے گی۔ میں صرف یہ سمجھ رہا تھا کہ جان بچ گئی اور اب ہمیشہ فرشتوں کی صحبت میں آرام سے بسر ہو گی۔

شروع شروع میں مجھے فرشتوں نے پڑھایا۔ علوم مختلفہ کی تعلیم دی۔ اکثر آسمانی راز اور ان کے تفصیلی واقعات سے آگاہ کیا۔ پروردگار عالم کے رتبہ اور جاہ و جلال سے آشنا کیا۔ عبادت اور ریاضت کے طریقے سمجھائے۔ آدب آسمانی بتائے اور جب میں تیز ذہن اور زبردست حافظہ کی مدد سے سب کچھ سیکھ گیا تو وہی فرشتے (غالباً حکم خداوندی کے ماتحت) مجھ سے علوم عالیہ میں امداد لینے لگے۔ رفتہ رفتہ میں اپنی قابلیت کے باعث فرشتوں کا مکمل استاد بن گیا۔ اب میری وہ پوزیشن ہو گئی جو کبھی میرے سامنے فرشتوں کی تھی۔ ایک دن وہ آیا کہ وہ سب کے سب میری شاگردی کو باعث افتخار سمجھنے لگے۔

اللہ اللہ قدرت بھی کیسے کیسے عجوبے پیش کرتی ہے۔ کبھی کسی کو اعزاز بخشتی ہے اور کبھی کسی کو۔ اللہ میاں کا ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ وہ اپنی رائے اور اپنے ارادے کو سب سے الگ تھلگ رکھتے ہیں کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی اور انہیں جو کرنا ہوتا ہے کر جاتے ہیں۔ جس کو چاہتے ہیں عزت دیتے ہیں۔ اور جس کو چاہتے ہیں ذلت دیتے ہیں جو ان کے راستے سے گمراہ ہو جائے پھر اسے کوئی طاقت صراط مستقیم پر نہیں لا سکتی اور جسے راہ راست کی کنجی دیں پھر اسے کوئی طاقت گمراہ نہیں کر سکتی۔

موجودہ زمانہ میں بھی ان کا وہی دستور مائل ہے۔ قرآن مجید میں بھی انہوں نے بارہا یہی جتایا ہے کہ ہم جسے چاہتے ہیں عزت دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں ذلت دیتے ہیں کوئی ہمیں مشورہ دینے کا مجاز نہیں۔

آسمانوں کی سکونت

www.ksars.org

پہلے آسمان پر

میری عبادت اور ریاضت پورے جوش پر تھی وعظ کی مجلسیں روزانہ ہوا کرتی تھیں۔ پہلے آسمان کے فرشتے میرے درس و تدریس سے بہت کچھ سیکھ چکے تھے۔ میں بھی ان سب سے مانوس ہو گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے میں بھی انہیں میں سے ایک ہوں۔ میرے سب ساتھی آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے رہتے تھے کہ پروردگار نے عزازیل جیسی ہستی ان کی تعلیم و تربیت کے لئے بخشی ہے۔ مجھے بھی سب کچھ معلوم تھا کہ یہ فرشتے میرے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔ ایک روز یکایک مجھ کو بتایا گیا کہ آسمان دوئم کے فرشتے میرے جلیس ہونا چاہتے ہیں اور وہ بھی میرے پند و نصیحت سے کچھ فائدہ اٹھانے کی تمنا رکھتے ہیں۔ میں نے یہ سن کر جواب دیا کہ میں جو کچھ جانتا ہوں ان کو بھی ضرور بتاؤں گا۔ وہ شوق سے وعظ کی مجلسوں میں حاضر ہوا کریں۔ لیکن اس کے جواب میں مجھ کو بتایا گیا کہ آسمان دوم کے فرشتے پہلے آسمان پر نہیں آسکتے۔ چنانچہ میں بحکم خداوندی دوسرے آسمان پر پہنچا دیا گیا۔ پہلے آسمان کے فرشتوں کو میری اس تبدیلی اور جدائی سے افسوس ہوا مگر میں نے انہیں سمجھا دیا کہ حکم خداوندی کے آگے ہم سب کی گردنیں خم ہیں اور یہی ہمارا امتیاز ہے۔ آسمان اول کے فرشتے میرے سمجھانے سے کچھ مطمئن ہو گئے اور میں اپنے محبوب ساتھیوں کو باحسرت و یاس چھوڑ کر دوسرے آسمان پر چلا گیا۔

دوسرے آسمان پر

یہاں پہنچا تو فرشتوں نے میری بہت آئو بھگت کی اور مجھ سے کہا کہ ہم سب نے اپنے بارگاہ قدوس میں عرض و معروض کر کے آپ کو حاصل کیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر آپ کی زندگی اور عمل سے کچھ ہم بھی سیکھ سکیں۔ رہی وعظ کی مجلسیں جو آپ آسمان اولیں پر منعقد فرمایا کرتے تھے۔ یہاں ہمارے لئے بھی مفید ہونگی۔ میں نے کہا پیارے دوستو! میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں چنانچہ وہی مشاغل جو پہلے آسمان پر تھے۔ یہاں بھی شروع ہو گئے۔ ایک مدت تک یہ سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ میری ضرورت تیسرے آسمان کے فرشتوں کو محسوس ہوئی اور اسی طرح مجھے بادل نخواستہ دوسرے آسمان کے پیارے ساتھیوں کو الوداع کہنا پڑا۔ چلتے وقت میرے محبوب ساتھیوں نے جن مایوس نگاہوں سے مجھے دیکھا تھا وہ تیر کی طرح میرے سینے کو چھلنی کر گئیں اور آج تک ان کا اثر محسوس کرتا ہوں۔

www.ksars.org

تیسرے آسمان پر

پہلے آسمان پر جو بہار تھی کاش میں بیان کر سکنے کی طاقت رکھتا۔ لیکن جب دوسرے آسمان پر پہنچا تھا تو وہاں کے مناظر دیکھ کر پہلے آسمان کو بھول گیا تھا مگر اب تیسرے آسمان نے تو مجھے حیرت میں ڈال دیا۔ کیسا سماں تھا بس یہ میں ہی جانتا ہوں۔

یہاں بھی وہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ روزانہ وعظ کی مجالس ہوتی تھیں اور لاتعداد ملائکہ شرکت کرتے تھے۔ مجھے اس جگہ بہت ہی ہر دل عزیزی حاصل ہوئی۔ میں نے بھی جی کھول کر اپنے احباب کو تعلیم دی اور انہوں نے بھی ہر طرح سے بے نیاز ہو کر میرے اعمال کی تقلید کی اور فن عبادت میں چار چاند لگائے۔

چوتھے آسمان پر

ابھی خود میرا جی بھی نہیں بھرا تھا کہ چوتھے آسمان کے ملائکہ کی رگ کشش بھڑک اٹھی اور انہوں نے پروردگار عالم سے التجا کی کہ عزازیل کو کچھ روز کے لئے ہمارے آسمان پر بھی رہنے کا موقع دیجئے تاکہ ہم بھی اس کی نیک تعلیم سے مستفید ہو سکیں چنانچہ بحکم باری تعالیٰ مجھے آسمان چہارم پر جانا پڑا۔

وہاں میں نے کیا دیکھا یہ ایک بہت بڑا راز ہے اور مجھے اجازت نہیں کہ ظاہر کروں۔ کیونکہ وہاں علاوہ ملائکہ کے میری ملاقات اور بھی چند مشہور روحوں سے ہوئی۔ بہر حال میں جس لئے آیا تھا اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ یہاں کے فرشتوں نے میری بہت سی خاطر مدارت کی اور میں نے بھی خوب جی بھر کے ان کے ساتھ محنت کی اور تعلیم خاص سے مستفیض کیا حتیٰ کہ مجھے پانچویں آسمان پر جانے کا حکم سنا دیا گیا اور میں بادل نخواستہ چوتھے آسمان سے بھی روانہ ہو گیا۔

پانچویں آسمان پر

یہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہاں کے ملائکہ عرصہ دراز سے مجھے بلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ آخر کار پروردگار مطلق نے ان کی التجا قبول کی اور مجھے یہاں بھیج دیا۔ اس آسمان پر عجیب بہار تھی، ہر طرف عبادت ہی عبادت نظر آ رہی تھی میں بھی اس مشغلہ میں

www.ksars.org

مصروف ہو گیا۔ اکثر وعظ کی مجلسیں منعقد ہونے لگیں۔ میرے آنے سے یہاں کے فرشتوں میں عبادت خداوندی کا بے پناہ جذبہ پیدا ہو گیا۔ مجھے دیکھ دیکھ کر ان سب نے بھی اپنی ریاضت میں غیر معمولی اضافہ کر دیا۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ اس آسمان کی سکونت کو ہوا تھا کہ مجھے چھٹے آسمان پر پہنچنے کا حکم مل گیا۔ چنانچہ میں اپنے دوستوں کو الوداع کہتا ہوا روانہ ہوا۔

چھٹے آسمان پر

کتنی بہار تھی اس آسمان پر۔ کاش ایک دفعہ اور دیکھنے کا موقع مل سکتا۔ ایک وہ وقت تھا کہ میں چھٹے آسمان پر حکومت کر رہا تھا اور تمام فرشتے میرے تابعدار اور معتقد تھے اور آج وہ وقت ہے کہ میں صرف ایک نظارہ کو ترستا ہوں۔ یہاں کے ملائکہ کتنے شریف اور کتنے مہمان نواز تھے۔ اف یہ خیال کر کے کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ ایسے جنت نظیر مقام سے مجھے محروم ہونا پڑا۔ یہاں بہت ہی کم عرصہ قیام ہوا کہ مجھے ساتویں آسمان پر حاضر ہونے کا حکم سنا دیا گیا چنانچہ میں اپنے ساتھیوں کے اخلاص آمیز برتاؤ پر ممنونیت کے آنسو نچھاور کر کے ساتویں آسمان کے لئے روانہ ہو گیا۔

ساتویں آسمان پر

ڈرتا ڈرتا نہایت ادب و احترام کے ساتھ فلک ہفتم پر پہنچا۔ ہر طرف نور کی بارش ہو رہی تھی، جدھر دیکھئے نور ہی نور تھا۔ یہاں کے ملائکہ کیا تھے در حقیقت نور کے چلتے پھرتے مجسمے تھے۔ میری آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں چند دربان ملائکہ آگے بڑھے اور انہوں نے حسب دستور آسمان ہفتم کے فرشتوں کے آداب و احترام سے آگاہ کیا۔

اور آگے بڑھا تو ملائکہ کی ایک مختصر جماعت نے میرا استقبال کیا اور پیغام خداوندی سنایا کہ میں ملائکہ ہفت افلاک کے معلم کی حیثیت سے ساتویں آسمان پر بھی فرشتوں کو اپنی تعلیم و تدریس سے فائدہ پہنچاؤں کیونکہ آسمان ہفتم کے فرشتوں نے خداوند قدوس سے درخواست کر کے مجھے بطور مہمان اپنے پاس بلایا ہے۔

چنانچہ میں ہمہ تن ملائکہ کی تعلیم و تدریس میں مصروف ہو گیا اور مدت دراز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں یہ بات اور لکھ دوں کہ اب مجھے اس قسم کے اعزاز کی عادت ہو گئی تھی۔ اس واسطے اپنی حیرت انگیز عظمت و ترقی پر مجھے کبھی غور کرنے کی ضرورت محسوس ہی نہیں ہوئی، نہ مجھے غور سے واسطہ پڑا بلکہ میں اپنے خیال میں صرف یہ سمجھتا تھا کہ میری پیدائش کا مقصد صرف عبادت الٰہی ہے اور اس کے احکام کی تعمیل ارشاد میں فرشتوں کو درس دینے کی خدمت عالیہ انجام دے رہا تھا۔

www.ksars.org

جنت میں

خدا بھلا کرے جنت کے ٹھیکیدار بھائی رضوان کا کہ انہوں نے مجھے یہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ بارگاہ قدسی میں عرض و معروض کر کے میرے پیر یہاں سے بھی اکھاڑ دیئے اور یہ حکم نامہ بھجوادیا کہ اب جنت میں پہنچ کر کچھ دن ساکنان فردوس کو بھی اپنی تعلیم سے فائدہ پہنچاؤں۔

مجھے خدمت علم اور تعمیل ارشاد خالق کائنات سے ہی اتنی فرصت نہ تھی کہ جنت اور آسمان ہفتم کے فرق پر غور کرتا یاان میں سے ایک دوسرے کو فضیلت دیتا۔ حکم ہوا کہ جنگ میں جاکر وہاں والوں کے ارمان بھی پورے کر دو نہ انکار کی مجال، نہ اقرار کی ہمت، چنانچہ بصدرنج ویاس اپنےان ساتھیوں کو چھوڑ کر جنت میں چلا گیا۔

جنت میں داخل ہوتے ہی ٹھیکے دار صاحب نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ میرا استقبال کیا۔ کہنے کے لئے تو یہ حضرت ''دربان فردوس'' ہیں۔ لیکن سچ پوچھو تو بڑے مزے کرتے ہیں۔ ان کی زندگی ایسے چین سے گزرتی ہے کہ اس کی مثال موجودہ دنیا کی کوئی راحت نہیں دے سکتی۔

حضرت دیکھتے ہی کہنے لگے، آپ بھائی عزازیل ہمارے ایسے نصیب کہاں کہ آپ کی زیارت کر سکیں اور آپ کی بہترین تعلیم اور قابل تقلید زندگی سے کچھ سبق حاصل کر سکیں۔ میں نے انکساری کے لہجہ میں (واضح رہے کہ اس زمانہ میں خاکساری کا رواج نہیں تھا اس لفظ کی جگہ انکساری کا لفظ استعمال ہوتا تھا) ان سے بہت کچھ کہاسنا اور آخر میں کہا کہ میں رب العزت کا ایک ادنی اور حقیر بندہ ہوں اور مجھ سے اس سلسلہ میں جو کچھ بھی خدمت ہو سکتی ہے اسے اپنے لئے باعث افتخار سمجھتا ہوں۔

بھائی رضوان بولے۔ اگر کچھ دن ہمیں بھی درس وتدریس سے استفادہ کا موقع دیا جائے تو ہم اہالیان جنت اپنی خوش نصیبی سمجھیں گے۔

ساکنان فردوس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے پھر کہا کہ یہ سب بھی آپ کے رہین منت ہونگے۔ اگر آپ ہماری التجا قبول فرما کر کچھ روز خلد میں قیام کریں۔ میں نے کہا آپ کو بھی معلوم ہے کہ پروردگار نے مجھے حکم بھیجا ہے کہ چندیوم آپ کے ساتھ بھی گزار دوں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں یہاں نہ رہوں یا میری کیا مجال ہے کہ تعمیل حکم سے سرکشی کا ارادہ بھی کر سکوں۔

www.ksars.org

اس کے بعد رضوان نے باجازت خداوندی مجھے تمام خلد کی سیر کرائی۔جی باغ باغ ہو گیا۔وہ کچھ دیکھا جو کبھی نہ دیکھا تھا اور شاید اب کبھی نہ دیکھ سکوں۔

الغرض میں جنت میں رہنے لگا اور وہاں بھی وہی وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور یہ دستور مقرر ہوا کہ ایک مخصوص اور باعظمت مقام پر یاقوت واحمر کا منبر تیار ہوتا تھا اور اس پر ایک نوری علم ایستادہ کیا جاتا تھا۔اس منبر پر میں وعظ کہتا تھا۔ہر مجلس میں ملائکہ کی تعداد اتنی کثیر ہوتی تھی کہ ان کا شمار میری قوت شماریہ سے بھی باہر تھا۔سوائے عالم الغیب کے اس تعداد کو کوئی نہیں جانتا۔

درس وتدریس کا یہ مبارک سلسلہ سالہاسال تک جاری رہا۔ملائکہ نے اس زمانہ میں مجھ سے بہت کچھ حاصل کیا گو ساتوں آسمانوں سے ہزار ہاگنا زیادہ فردوس میں ملائکہ نے مجھ سے فائدہ اٹھایا۔لیکن میرے خیال میں وہ اتنا ہے جیسے کسی بغیر ساحل کے سمندر میں سے کسی نے چند قطرے لئے ہوں۔

ہیڈ پیغمبر

اس ترقی درجات کے زمانہ میں زمین کی دنیا نے پھر ایک کروٹ بدلی۔میں آسمانوں پر محو تدریس تھا اور آسمانی دنیا کو دولت علم و عبادت سے مالا مال کر رہا تھا۔ادھر زمین کی بچی بچائی مخلوق پھر سمٹ سمٹا کر ایک مرکز پر جمع ہو گئی تھی اور اپنی کھوئی ہوئی وقعت اور نگاہ التفات ڈھونڈ رہی تھی۔

مجھے اطلاع ملی کہ میری قوم کے بہت سے افراد جو کسی زمانہ میں فرشتوں کی جنگ میں فنا کئے گئے تھے اور جن کو پروردگار نے کسی مصلحت سے ادھر ادھر روپوش ہو جانے کی اجازت دے دی تھی آج پھر بے سروسامان پھر رہے ہیں اور انہیں کوئی سچا راستہ دکھانے والا نہیں ہے۔یہ حالات معلوم کر کے میرا جی بے حال ہو گیا۔دل نے کہا، چھوڑ ان مشاغل کو۔تیری قوم بے یار و مددگار اور ڈانواں ڈول پھر رہی ہے۔انہیں راستہ بتا۔تاکہ وہ بھی تیری طرح مصروف عبادت ہو کر قرب الٰہی حاصل کر سکیں۔مگر مشکل یہ تھی کہ اگر میں قومی لیڈری کے حصول کی درخواست کرتا ہوں تو جنت اور اس کی سکونت ہاتھ سے جاتی ہے اور یہ عظمت و وقار جو آج میسر ہے وہ پھر نہیں

www.ksars.org

رہے گا۔ مجھے اب سے بہت پہلے کے واقعات یاد تھے جو بداعمالیوں کے باعث اہل زمین پر گزر چکے تھے اور جن کے تصور سے اب بھی روح پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔

ایک طرف جنت تھی اور ایک طرف قومی رہبری۔ میرے دل کی دنیا میں دونوں جنگ کر رہی تھیں۔ کبھی اعزاز ذاتی کا غلبہ ہو جاتا تھا اور کبھی حب قومی کا۔ کبھی سوچتا تھا کہ قوم کی رہبری کے لئے زمین پر جانا پڑے گا تو یہ آسمانی سکونت چھن جائے گی اور کبھی یہ احساس پریشان کرتا تھا کہ قومی خدمت پر ہزار راحتیں قربان کر دینی چاہئیں۔ غرض عجیب ذہنی کشمکش میں مبتلا تھا کہ بارگاہ خداوندی سے حکم ملا۔

تم اگر چاہو تو ہم تمہیں تمہاری قوم کا راہبر بنا کر بھیج سکتے ہیں تاکہ تم ان بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم پر لگا کر قومی فرض ادا کرو اس کے بعد بھی تمہارے ساتھ یہ رعایت رہے گی کہ تم جب چاہو آسمان پر بلا روک ٹوک آ سکتے ہو اور جب چاہو اپنی قوم میں جا سکتے ہو۔ تمہارے لئے ہفت افلاک اور جنت الفردوس کے داخلہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو گی۔

اندھے کو کیا چاہئے دو آنکھیں۔ میں تو خود یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح مجھے ان درجات کے ہوتے ہوئے بھی قومی رہبری کا موقع مل جائے۔ چنانچہ میں نے خالق کائنات سے عرض کی ہے:

''اے پروردگار عالم! تو عالم الغیب ہے۔ تو نے دل کی بات جان کر مجھے بامراد فرمایا ہے۔ اب میں تجھ سے امداد و اعانت طلب کرتا ہوں کہ مجھے زمین پر بھیجنے سے پہلے اتنی طاقت دیدے کہ ضرورت کے وقت میں کسی کام میں معذور نہ رہوں اور روئے زمین کے ذرہ ذرہ کو مطیع اور فرماں بردار بنا سکوں''

دریائے رحمت نے میری یہ آرزو بھی آغوش میں لے لی اور بصد اعزاز مجھے اپنی قوم کی رہبری کے لئے بھیج دیا اور بے شمار ملائکہ کی فوج بھی میرے ساتھ کر دی۔

اسسٹنٹ پیغمبروں کی روانگی!

میں ملائکہ کی کثیر فوج کے ساتھ زمین پر آیا اور اپنی سکونت کے لئے ایک نہایت پر فضا مقام تجویز کرنے لگا۔ ملائکہ کی فوجیں بھی میرے ارد گرد بس گئیں۔

www.ksars.org

اب میں نے اپنی قوم کی رہبری کے لئے ایک پروگرام بنایااور کامل غور وخوض کے بعد یہ مناسب سمجھا کہ میں اپنی قوم کے پاس ایک اسسٹنٹ پیغمبر بھیجوں۔تاکہ وہ تعلیم خداوندی سے قوم جنہ کو بہرہ ور کرے۔چنانچہ میں نے چندروزہ کوشش کے بعد اپنی قوم کے چندافراد سے دوستی کرکے انہیں اپنے ساتھ ملالیا۔

لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ صرف چند دوستوں کے حصول میں مجھے کافی دقت اور مصائب کا سامنا کرناپڑا۔یہ بھی عجیب بات تھی کہ باوجود اس تباہی اور بے چارگی کے یہ قوم اب بھی غراتی تھی۔بہر حال حکمت عملیوں سے میں نے کچھ ایسے افراد حاصل کرہی لئے جو مجھے میرے پروگرام میں امداد دے سکتے تھے۔

سب سے پہلے میں نے سہلوطلیث ابن بلاہت کو بطور اپنے نائب یعنی (اسسٹنٹ پیغمبر) کے قوم کی طرف بھیجا۔سہلوطلیث نہایت ہوشیار اور متقی جن تھا۔اور میرا خیال تھا کہ وہ اس خدمت کو نہایت دانش مندی سے انجام دے گا۔لیکن افسوس ہے کہ جانے کے بعد اس نے عرصہ تک کوئی خبر نہیں بھیجی۔تب میں نے ایک دوسرے جن کو تیار کرکے بطور ہادی قوم کی طرف روانہ کیا وہ بھی ایسا روپوش ہوا کہ عرصہ تک خبر نہیں ملی۔اس کے بعد مجبوراً تیسرا پیغمبر کو مامور کیا۔یہ حضرت بھی اپنے سابقہ ساتھیوں کی طرح ہوا میں غائب ہوگئے۔تب مجبوراًایک اور پیغمبر روانہ کیا۔یہ حضرت بھی ایسے گئے کہ خط بھی نہ بھیجا رسید کا۔پانچواں پیغمبر بھیجا تو یہ حضرت پانچویں سوار ثابت ہوئے۔مجبوراًچھٹا پیغمبر تیار کیااور خوب سمجھا بجھا کراور تاکید کردی کہ تم پہلوں کی طرح بیٹھ نہ رہنا۔کم از کم حالات سے ضرور مطلع کرنا۔مگر یہ بھی اپنے ساتھیوں کے بھائی ثابت ہوئے۔

اب مجھے بڑا تعجب ہوااور میں نے سوچا کہ اگریہی لیل ونہار رہے تو قوم کی رہبری اپنے بس کی بات نہیں۔سوچتے سوچتے دل نے کہا کہ کم از کم ایک بار اور کوشش کرلوں۔آخر یہ لوگ غائب کیوں ہوجاتے ہیں۔جسے بھیجتا ہوں بس یہی سمجھناپڑتاہے کہ بھیج دیا۔کوئی خیر خبر نہیں ملتی۔خود مختلف ذرائع سے جانے والوں کے حالات معلوم کرتاہوں تو پتہ چلتاہے کہ وہاں کوئی پہنچا ہی نہیں۔صحیح حالات ہی کوئی نہیں بتاتا۔

میں نے اپنی کوشش سے جو چندافراد حاصل کئے تھے۔ان میں سے کئی معتبراو بھروسے کے نمائندے بھیج چکاہوں۔لیکن ہنوزروزاول تھا۔اب میں نے باقی ماندہ ساتھیوں پر نظر ڈالی اورآخری کوشش کے لئے آسف بن یاسف کوانتخاب کیا۔یہ بہت ہی تیز طرار اور بے انتہا چالاک جن تھا۔بہت عابداور پرہیز گار۔

آسف کو اول تواس خدمت سے کچھ تامل ہوالیکن میرے سمجھانے سے علم پیغمبری لے کر روانہ ہوگیا۔میں نے ضروری ہدایتیں کیں۔اور خوب اچھی طرح پڑھادیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو کہ شریعت آسانی پر عمل پیراہونے کی تلقین کرو۔اور حالات سے مجھے مطلع کرتے رہو۔ایسانہ ہو کہ تم بھی سابقہ پیغمبروں کی طرح منہ چھپابیٹھو۔

www.ksars.org

آسف اللہ کا نام لے کر روانہ ہو گیا۔ اور وعدہ کر گیا۔ کہ حتی المقدور ہدایت پر عمل کروں گا۔ عرصہ تک مجھے اس کی بھی کوئی خبر نہ ملی۔ میں سمجھ گیا کہ یہ بھی پچھلے نبیوں کی طرح فرار ہو گیا۔ لیکن حیرت یہ تھی کہ باوجود سخت تحقیقات کے یہ پتہ کسی طرح نہ چلتا تھا کہ میرے بھیجے ہوئے پیغمبر کہاں روپوش ہو جاتے ہیں۔ نہ ان کا وہاں پہنچنا پایا جاتا ہے، نہ کوئی یہ اقرار کرتا ہے کہ ہم نے انہیں کسی جگہ دیکھا ہے۔ میں نئے طریقوں اور آئندہ تجاویز پر غور کر ہی رہا تھا کہ ایک دن آسف نہایت پریشان اور ہراساں آیا اور کہنے لگا:

''اے عزازیل! تم نے آج تک جتنے نبی اپنی قوم میں بھیجے ہیں وہ سب فنا کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ قوم کے سر برآوردہ جنوں نے ہر پیغمبر کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک کیا ہے وہ اپنے درمیان کسی ہادی کو دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

تم نے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں ان سب کے ساتھ نہایت وحشیانہ سلوک کیا گیا ہے اور یہ کہہ کر فنا کیا گیا کہ تم نے قوم سے غداری کر کے دوسری پارٹی سے میل جول پسند کیا تھا اس واسطے تم اس قابل نہیں ہو کہ ہم میں مل بیٹھ سکو۔''

یہ حالات سن کر میرے تن بدن میں آگ کے شرارے نکلنے لگے اور میں نے اس وقت بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ اے خالق کائنات! مجھے طاقت دے کہ اپنی نافرمان قوم سے انتقام لے سکوں اور مجھے کوئی گزند نہ پہنچے، ارشاد ہوا کہ انتقام لے سکتے ہو۔ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ چنانچہ میں نے اسی وقت ملائکہ کی فوج کو حکم دیا کہ قوم جنہ میں جتنے سرکش اور باغی ہیں۔ سب کو نیست کی گود میں سلا دو۔ اور کسی کے ساتھ رعایت نہ کرو۔ البتہ کوئی متقی اور پرہیز گار نظر آئے تو اس کو احترام کے ساتھ ہمارے پاس بھیج دو۔ اور باغیوں میں سے اگر کوئی صراط مستقیم پر چلنے اور شریعت آسمانی پر عمل پیرا ہونے کا وعدہ کرے تو اس کو بھی بہ حفاظت ہم تک پہنچا دو۔

ملائکہ کی فوج نے ایسا ہی کیا۔ باغی اور سرکشوں کو چن چن کر نیست و نابود کر دیا۔ اب اس دنیا میں صرف متقی اور نیک لوگوں رہ گئے تھے فساد اور بغاوت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

خدا کا وائسرائے

اس جنگ عظیم کے بعد دنیا سے گناہوں کا نام و نشان ہی جاتا رہا جس طرف نگاہ جاتی تھی۔ رکوع و سجود کا منظر سامنے آجاتا تھا۔ مجھے اپنی عظیم الشان کامیابی سے بے حد مسرت ہوئی اور میں حسب دستور بچے کھچے افراد کے درس و تدریس میں مصروف ہو گیا۔ اب مجھے ان لوگوں کو تعلیم دینے میں کوئی دقت نہیں تھی اور ذاتی طور پر نہایت آسانی کے ساتھ پیغمبری کرنے لگا۔ بادشاہ حقیقی کو میری خدمات پسند آئیں اور اس نے مجھے اپنا وائسرائے بنالیا۔ اور وائسرائے بنانے کے بعد تمام کائنات میرے ماتحت کر دی۔ روئے زمین کا چپہ چپہ میری حکومت میں آگیا اور ہفت افلاک کی باگ ڈور بھی میرے ہاتھ میں دے دی گئی۔ جنت اور دوزخ بھی میرے زیر اثر آ گئے۔

www.ksars.org

اب میرے فرائض بہت کچھ بڑھ گئے تھے لیکن چونکہ دنیا سے گناہوں کا رواج تقریباً ختم ہو چکا تھا۔اس واسطے مجھے بیشتر وقت حمد و ثنا کے لئے بھی مل جاتا تھا۔ میری عبادت کی جگہ بھی اس زمانہ میں مخصوص نہیں رہی تھی جس طرح ہندوستان کا وائسرائے موسم گرما میں شملہ، موسم سرما میں دہلی اور موسم خزاں میں ریاستوں وغیرہ کا دورہ کرتا تھا یا جہاں ضرورت سمجھتا تھا چلا جاتا تھا۔ بالکل یہی کیفیت میری تھی جب جی چاہتا زمین پر مصلیٰ بچھا کر عبادت الٰہی کرتا اور جب جی چاہتا آسمان پر پہنچ جاتا۔ نہ یہاں کوئی دقت اور نہ وہاں کوئی تکلیف۔ البتہ ''موسم خزاں'' کا اس زمانہ میں رواج نہیں تھا۔ اس واسطے کوئی نئی سرزمین اس موسم کے لئے بنی تھی۔

میری شہنشاہی پورے عروج پر تھی۔ وائسرائے کی طرح مجھ پر مجبوریاں اور پابندیاں حکمران نہیں تھیں۔ میں باوجود شہنشاہ حقیقی کی نیابت کے بالکل آزاد تھا۔ آپ یقین کیجئے کہ باوجود اتنی عظمت و سطوت کے میں نے کسی کو نہیں ستایا۔ امن و امان کے دیوتا کو کبھی ناراض نہیں کیا۔ میں خدمت ملک و قوم کے لئے وائسرائے بنایا گیا تھا۔ میرا مقصد اور میری زندگی کا مشن صرف یہی تھا کہ میری خدمت سے عوام کا بھلا ہو۔ آج کل کے بادشاہوں کی طرح مجھ میں ملک گیری، زرپرستی اور جاہ طلبی کا مادہ نہیں تھا۔ آج کل کے بادشاہوں کی طرح غریب اور کمزور پر لالچی نگاہیں ڈالنے کا میں عادی نہ تھا اور نہ مجھ میں ذاتی وجاہت پر مغرور ہونے اور دوسرے کو حقیر سمجھنے کی صلاحیت تھی۔ میرے نزدیک سب برابر تھے کیونکہ میرے خیال میں حکومت اور بادشاہی اس لئے ہوتی تھی کہ قوم اور وطن کی خدمت کی جائے نہ اس لئے کہ طاقت کے گھمنڈ میں صاحب اپنی قوم کی پرورش کا خیال بھی صفحہ دل سے ہمیشہ کے لئے محو کر دے۔

آج کل جس چیز کا نام انسانی دنیا نے بادشاہی رکھا ہوا ہے وہ اتنی مضحکہ خیز اور ذلیل چیز ہے کہ میں نے اپنی تمام عمر میں اتنا ناپاک عہدہ نہ اپنی قوم میں پایا اور نہ اب سے پہلے انسانی نسلوں میں دیکھا۔ خدا کی پناہ آج کل کا انسان ذاتی وجاہت اور عیش و آرام کے لئے حکومت کرتا ہے۔ اسے رعایا کی تکلیف آرام پر غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ بلکہ وہ یہ سوچ لیتا ہے کہ رعایا کی ضرورتوں پر غور کرنا میرا کام نہیں دوسرے ملازمین رعایا کو دیکھ بھال لیں گے۔

کتنا افسوسناک اور خود غرضانہ خیال ہے۔ حکومت کا تخت اور حکومت کے مخصوص اختیارات تو اپنے ہاتھ میں مضبوط پکڑے اور یہ سمجھ کر بیٹھ رہے کہ رعایا کے حالات پر ماتحت افسران غور کر لیں گے۔ خزانہ کی چابیاں تو اپنی جیب میں رکھے اور سوچ لے کہ یہ خزانچی اپنا کام جاری رکھے گا۔ اپنے کان پھوڑ کر بیٹھ جائے اس انتظار میں کہ رعایا کی فریاد کوئی اور سن لے گا۔ یہ ہے انسانی دنیا کا بادشاہ اور پھر لطف یہ کہ ان جیسے حالات کے باوجود بھی حضرت انسان اپنے کو اشرف المخلوقات سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اگر خود غرضی اور عیش پرستی اور وطن اور قوم سے لاپرواہی کا نام شرف ہے تو ایسے شرف کو دور سے سلام۔ یہ حضرت انسان ہی کو مبارک رہے۔

www.ksars.org

سب سے پہلا شیطانی خیال

میرے حسن انتظام اور ہوش مندیوں سے معبود حقیقی پوری طرح مطمئن تھا اور زمین و آسمان کا چپہ چپہ میرا مطیع اور فرمانبردار تھا کسی کو مجال سرکشی نہ تھی جو کچھ چاہتا تھا کر سکتا تھا۔ دنیا کی ہر طاقت میرے اختیار میں تھی۔ اپنی قوم کے علاوہ فرشتوں کی دنیا پر بھی میں اسی طرح مسلط تھا اور وہ سب بھی میری تابعداری کو سعادت سمجھتے تھے۔

ایک دن بیٹے بیٹھے مجھے خیال آیا (نعوذ باللہ۔ نقل کفر، کفر نباشد) اب کسی وجہ سے شہنشاہ حقیقی اپنی تمام سرپرستیوں کے ساتھ شہنشاہیت سے کنارہ کشی کر لے یا اس کی طاقت ای معاملہ میں کمزور ہو جائے تو میں اس کے بعد اسی اطمینان کے ساتھ حکومت کر سکتا ہوں کیونکہ اب میں کسی معاملہ میں (نعوذ باللہ) خدا کا محتاج نہیں ہوں۔ وہ زمانہ گزر گیا۔ جب میں بات بات پر اس کا محتاج تھا اور وہ بار بار میری مدد کرتے تھے اور وقتاً فوقتاً مختلف قسم کی طاقتیں بخشتے رہتے تھے۔

آج ضرورت سے زیادہ ہر طاقت میرے پاس ہے۔ اب مجھے نہ کسی امداد کی ضرورت ہے نہ کسی سرپرستی کی۔ اگر چاہوں تو آج ہی پوری آزادی کا اعلان کر دوں۔

دوسرا شیطانی خیال

افسوس ہے کہ باوجود اچھا خاصا سمجھدار ہونے کے میری عقل پر اس وقت پتھر پڑ گئے اور میں یہ نہ سوچ سکا کہ جس میں اعزاز بخشنے کی طاقت ہے وہ ذات بھی تو دے سکتا ہے۔ مگر میں سوچتا بھی تو کیسے۔ میری خلقت نار سے ہوئی تھی اور احسان فراموشی نار کا خاصہ ہے اس واسطے کہا جا سکتا ہے کہ میں بے قصور تھا۔ احسان فراموشی کے ان ناپاک خیالات کو روکنا میرے بس کی بات نہیں تھی۔

پہلے شیطانی وسوسہ پر جتنے آنسو بہاؤں کم ہے۔ کیونکہ پہلی بات تھی۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ احساس بھی شروع ہو گیا کہ اگر خدا چاہے کہ عزازیل سے یہ تمام وجاہتیں اور عظمتیں چھین لے یا چھین کر کسی دوسرے کو دیدے تو شاید اسے بہت کچھ دقتیں اٹھانی پڑ تیں گی اور (نعوذ باللہ من ذالک) پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ دنیا جہان کی ہر طاقت میرے قبضہ میں آچکی ہے اور جس کے بل بوتہ پر (توبہ، توبہ) اسے ناز ہے وہ میرے اختیار میں ہے۔

لعنت ہے میرے ان خیالات پر جنہوں نے مجھے کہیں کا نہ رکھا۔ اور سب کچھ چھنوا دیا۔ بہر حال اس وقت باوجود ان شیطانی وسوسوں کے مجھ سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی تھی اور میں بدستور حکومت اور پیغمبری کرتا رہا۔

www.ksars.org

جبرئیل علیہ السلام کی پیدائش

اسی زمانہ سے آسمان سے خبر آئی کہ پروردگار عالم نے جبرئیل کو خلعت عنایت فرمایا ہے اور انہیں امین الوی کے خطاب سے بھی سرفراز کیا ہے۔ مجھے اس خبر سے درحقیقت بہت ہی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ میں اپنی موجودگی میں کسی دوسرے کو برسراقتدار دیکھنا پسند نہ کرتا تھا۔ نہ مجھے یہ گوارا تھا کہ میرے ہوتے ہوئے کسی غیر کو کوئی خطاب اور عظمت عطا ہو۔

سنا گیا کہ جبرئیل عالم وجود میں آتے ہی سجدہ میں گر گئے اور یہ سجدہ آج کل کے حساب سے تقریباً تیس ہزار سال کی مدت میں ختم کیا۔ جب جبرائیل نے سجدہ سے سر اٹھایا تو اپنے معبود سے دریافت کیا کہ اے پروردگار جس طرح میں نے تیری عبادت میں قیام کیا ہے اس کی مثال تیری مخلوق میں مل سکتی ہے؟ ارشاد ہوا۔

”جبرائیل! تیری عبادت ممکن ہے تمہاری نظر میں زیادہ اہمیت رکھتی ہو لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں آخر زمانہ میں ایک ایسا گروہ پیدا کروں گا جس کی دو رکعت نماز تمہارے تیس ہزار سال کے ایک سجدہ سے کہیں زیادہ باوقعت اور ممتاز ہوگی اور اس دو رکعت نماز کا اجر تمہارے طویل سجدہ سے لاکھوں گنا زیادہ ہوگا۔“

جبرائیل کو یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ تیس ہزار سال کے سجدہ سے دو رکعت نماز کی اہمیت زیادہ ہے اور اس کا زیادہ اجر ہے۔ آخر کار انہوں نے پروردگار سے پھر سوال کیا۔ کیف ذالک یارب العالمین (اے پروردگار عالم یہ کیسے) ارشاد ہوا۔

”تم نہیں جانتے کہ وہ کن کن مصیبتوں میں یہ دو رکعت نماز ادا کریں گے۔ میں نے تمہیں نور خاص سے پیدا کیا اور تمام خواہشات نفسانی و علائق جسمانی اور تلاش معاش وغیرہ کی ہر آفت سے بری رکھا ہے تمہیں کوئی بہکانے اور راہ راست سے بھٹکانے والا بھی نہیں سنایا۔ لیکن اس گروہ کا امتحان لینے کے لئے میں نے طرح طرح کی پابندیاں تجویز کی ہیں۔ خواہشات نفسانی کو بھی انکا دشمن بنایا ہے۔ تلاش معاش کا بار بھی انہیں پر رکھوں گا۔ طرح طرح کے جسمانی آزاد بھی انہیں ہوں گے۔ اس کے بعد دیکھوں گا کہ کتنے ایسے ہیں جو میرے بتائے ہوئے راستہ پر قائم رہ کر ان پابندیوں سے گزرتے ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ جبرئیل، جب ان حالات میں وہ دو رکعت نماز ادا کریں گے تو وہ تمہارے ہزار سال کے سجدے سے کتنی زیادہ باوقعت اور قابل ستائش ہوگی۔ تم تو محض نور سے پیدا کئے گئے ہو۔ تمہارا کام عبادت ہے تمہاری سرشت میں عبادت ہے اور وہ گروہ آب و گل کی کشمکش میں بھی سجدہ عبادت بجالائے گا۔ تو اب تم ہی غور کرو کہ تمہاری عبادت قابل تحسین ہے یا اس گروہ کی۔“

www.ksars.org

جبرئیل نے یہ حالات سن کر کہا۔ پروردگار تو علیم و خبیر ہے۔ ظاہر و باطن کے حالات تو ہی جانتا ہے۔ میری کیا مجال ہے کہ تیری حکمت عملیوں پر غور کرنے کا ارادہ بھی کر سکوں۔ اس کے بعد جبرئیل بدستور عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے اور یہ معاملہ یہیں کا یہیں رہ گیا۔

اللہ میاں کی پیشین گوئی

ایک روز کا ذکر ہے میں بغرض سیر و تفریح ہفت افلاک کی سیر کے لئے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوح محفوظ پر آسمانی زبان میں حسب ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے۔

''ہمارا ایک ایسا بندہ ہے جسے ہم انواع و اقسام کی نعمتوں سے مالا مال کریں گے۔ اور زمین سے اس کو آسمان پر پہنچا دیں گے اور آسمان سے پھر اس کو جنت میں لے جائیں گے۔ اس کے بعد ہم ایک خاص کام پر اسے مامور کریں گے لیکن وہ انکار کرے گا اور بغاوت پر آمادہ ہو جائے گا۔''

مجھے یہ عبارت پڑھ کر بڑی ہی حیرت ہوئی۔ ایسا کون ہو گا جو اپنے محسن کے ساتھ ایسی احسان فراموشی کرے گا میں نے سوچا کہ اگر میرے ساتھ کوئی اتنے احسان کر دے تو اپنی جان تک اس پر قربان کر دوں، بڑا بدنصیب ہے وہ بندہ جس پر خدا ایسی ایسی نعمتیں نازل فرمائے اور وہ سرکشی پر آمادہ ہو۔

دوبارہ عبارت پڑھنے کا ارادہ کیا تو اس پوری عبارت کے قریب ہی ایک جگہ نہایت صاف اور جلی حروف میں تحریر تھا۔

''اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم''

میں گھبرایا ہوا بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ اے رب العالمین! یہ شیطان الرجیم کون ہے جس سے پناہ مانگنا چاہئے۔ ارشاد ہوا کہ ہمارے بندوں میں سے ایک ہے جو انواع اقسام کی نعمتوں سے سرفراز کیا جائے گا لیکن ہماری ایک نافرمانی کے باعث مردود بارگاہ ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی۔ ''پروردگار! مجھے اس ملعون کو دکھا دے۔ تاکہ میں اسے ابھی جہنم رسید کر دوں۔'' بارگاہ عالی سے ارشاد ہوا۔ ''موف تراہ'' یعنی تو جلد اسے دیکھے گا۔

www.ksars.org

مجھے یہ کیفیت دیکھ کر بہت ہی بے چینی ہو گئی اور بار بار یہی خیال آتا تھا کہ ایسا کون احسان ناشناس ہو گا جو پروردگار کی نعمتوں سے مالا مال کیا جائے اور پھر بھی مطیع نہ رہے یا خالق کائنات سے بغاوت کرنے کا ارادہ کر بیٹھے۔ میں اس مردود پر ہزاروں لعنتیں بھیجتا ہوا آسمان سے واپس ہوا۔ راستہ بھر اس تکلیف دہ خیال نے ستایا۔

آسمان سے واپس آنے کے بعد مجھے ایک عجیب بات نظر آنے لگی۔ یعنی میں جب سجدہ سے سر اٹھاتا۔ سجدہ کی جگہ ''لعن اللہ علی ابلیس'' لکھا نظر آتا چنانچہ سجدہ سے اٹھنے کے بعد میں بھی ہر مرتبہ یہی کلمہ زبان پر لانے لگا۔ مجھے اس وقت کیا خبر تھی کہ یہ لعنت اپنے اوپر ہی بھیج رہا ہوں اور وہ بد خصال احسان فراموش میں ہی بنوں گا۔ جس کی پیشین گوئی لوح محفوظ پر لکھی دیکھی تھی۔

مگر ہاں مجھے یاد ہے کہ اس وقت یہ خطرہ میرے دل میں ضرور گزرا تھا کہ جب وہ شیطان پروردگار کی نعمتوں کو ٹھکرانے کی طاقت رکھتا ہے تو یقیناً کسی وقت مجھ سے بھی برسرِ پیکار ہو گا۔ اس واسطے میں ابھی سے کیوں نہ اس کا انتظام کر لوں چنانچہ ایک دن میں نے اپنی فوج کے تمام فرشتوں کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ اگر خدانخواستہ مجھ پر کسی وقت کوئی آفت آجائے تو تم سب میرے لئے کیا کرو گے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی قربانیوں کا حال سنانا شروع کر دیا۔

اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ اگر خداوند عالم بجائے میرے کسی دوسرے کو زمین کی بادشاہت دیدے اور میری جگہ کوئی دوسرا افسرِ اعلیٰ اور خدا کا وائسرائے مقرر ہو جائے تو تم لوگ کیا کرو گے ؟

سب نے یک زبان ہو کر کہا:

اے بادشاہِ زمین و زماں! ہماری کیا مجال ہے کہ حکم خداوندی کے سامنے دم مار سکیں۔ اس کا ارشاد ہمارے سر آنکھوں پر۔ جو بارگاہ رب العزت سے ارشاد ہو گا۔ ہم بسر و چشم اسے قبول کرینگے۔ یہ جواب سن کر مجھے بے حد تشویش ہو گئی میں نے سوچا کہ اگر کبھی (نعوذ باللہ) میرے اور خدا کے درمیان کوئی جنگ شروع ہوئی تو یہ سب کے سب مجھ سے منحرف ہو کر خدا کی طرف ہو جائیں گے اور ایسی حالت میں میرے وقار اور عزت و آبرو کا خاتمہ ہو جائے گا۔

حضرت آدمؑ کا پتلہ

میں اس کشش و پنج میں مبتلا تھا کہ آسمان سے حضرت آدم کا پتلہ تیار ہونے کی خبر ملی۔ مجھے بتایا گیا کہ ایسا عجیب و غریب قالب تیار کرنے کا پروردگار نے حکم دیا ہے جس کی بناوٹ میں عجیب و غریب چیزیں کام میں لائی جائیں گی۔ مخبر نے کہا کہ جیسا پتلہ تیار ہونے

www.ksars.org

والا ہے نہ ہم نے سنا، نہ دیکھا۔ اس کا سر مکہ کی خاک سے تیار ہو گا اور گردن بیت المقدس کی مٹی سے بنے گی۔ سینہ زمینِ عدن سے اور پشت شکم ہندوستان کی سرزمین سے۔ ہاتھ مشرق کی خاک سے اور پیر مغرب کی زمین سے تیار ہونگے اور باقی گوشت پوست اور خون وغیرہ جہان کی مجموعی خاک سے بنیں گے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اس پتلہ میں مٹی علاوہ آگ، پانی اور ہوا کو بھی شامل کیا جائے گا اور اس طرح یہ عجیب و غریب پتلہ خود صانع مطلق اپنے ہاتھ سے تیار کرے گا۔ اس کے بعد یہ معلوم نہ ہو سکا کہ تیاری کے بعد اس پتلہ سے کیا کام لیا جائے گا۔

سی آئی ڈی کی یہ اطلاع میرے لئے بہت تشویش انگریز تھی۔ معاً مجھے خیال آیا کہ جس بندہ کے لئے لوح محفوظ پر پیشین گوئی کی تھی، ہو نہ ہو، یہ وہی حضرت ہیں۔ پروردگار اسی پتلہ کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کرے گا لیکن مجھے یاد آیا کہ پروردگار کی پیشین گوئی میں تو یہ بات ہے کہ پہلے اس کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیں گے۔

یہ پتلہ تو آسمان پر ہی تیار ہو رہا ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ پیشین گوئی اس کے لئے ہو۔ اس خیال نے مجھے پریشان کر دیا۔ البتہ اگر یہ پتلہ زمین پر تیار ہوتا تو یقیناً شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔

میں نے مخبر سے پوچھا کہ اس پتلہ میں یہ جگہ جگہ کی مٹی کیوں شامل کی گئی۔ کیا ایک ہی جگہ خاک کا اتنا ذخیرہ نہیں مل سکا۔ جو اس کے لئے کافی ہوتا۔ مخبر نے کہا کہ مختلف ممالک کی مٹی سے تیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس پتلہ کی نسل مختلف اور مختلف خصائل کی بنے گی اور اس ترکیب عمل کا نتیجہ ایک یہ بھی ہو گا کہ نسل آدم مختلف شکلوں اور مختلف ہستیوں میں نمودار ہو سکے گی۔

میں نے پوچھا کیا آدم کا پتلہ اس لئے تیار ہو رہا ہے کہ اس سے نسل چلائی جائے گی۔ جواب ملا کہ باطن کا حال تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن حالات اور مختلف افوائیں یہی بتاتی ہیں کہ اس پتلے کی کسی نہ کسی وقت نسل چلے گی۔

ان عجیب و غریب اطلاعوں نے مجھے اور بھی پریشان کر دیا۔ طرح طرح کی بدگمانیاں اور برے برے خیال ہر وقت ستانے لگے۔ اسی اثناء میں میرے محکمہ سی آئی ڈی نے مجھے اطلاع دی کہ پروردگار نے آدم کا پتلہ تیار کر کے زمین پر بھیج دیا ہے اور فلاں فلاں جگہ رکھا ہوا ہے۔

فرشتے یہ سن کر جوق در جوق وہاں جانے لگے۔ پتلہ کا تحیر خیز حسن، صفائی، طینت و ہیت اور ترکیب ظاہری و باطنی اعضاء کی عجیب و غریب ساخت کو دیکھ دیکھ کر تمام فرشتے انگشت بدنداں تھے اور صانع حقیقی کی حمد و ثناء کرتے تھے۔

میں بھی پتلہ کے پاس گیا۔ در حقیقت اس کے متعلق جو کچھ اطلاع ملی تھی۔ وہ سب باتیں اس پتلہ میں موجود تھیں۔ عجیب و غریب اعضاء کی ساخت اور اس کا حسن واقعی بے نظیر تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہاں جتنے فرشتے تماشہ دیکھنے جمع ہوئے تھے کہنے لگے کہ اے

www.ksars.org

بادشاہ عالم! یہی وہ پتلہ ہے جس کی اطلاع ہمیں ملی تھی۔ میں نے کہا ذرا ٹھہرو میں اسے اندر سے دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ خداوند قدوس نے اس کے اندر کس قسم کی مشینری رکھی ہے۔ یہ کہتے ہوئے اول تو میں نے اس پتلہ کو اپنی انگلیوں سے اس طرح بجایا جیسے آج کل کے زمانہ میں تربوز کا خریدار تربوز خریدتے وقت پکا اور کچا دیکھنے کیلئے انگلیوں کی پشت سے تربوز پر چوٹ مارتا ہے۔

میری اس حرکت سے پتلے میں ایک آواز پیدا ہوئی۔ بہت ہی عجیب و غریب آواز، غالباً یہ آواز خالق کائنات کے حضور میں فریاد کے طور پر تھی۔ مگر میں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنی مخصوص طاقتوں کے ذریعہ پتلہ کے اندر داخل ہو گیا۔ تاکہ اس کا اندرونی مطالعہ کر سکوں۔ باطن کی سیر کرتے ہوئے مجھے بے شمار باتیں معلوم ہوئیں۔ منجملہ ان کے اس پتلہ کی صاف باطنی سطحی نور، ہر قسم کی صلاحیت اور قابلیت میرے لئے قابل تعجب تھی۔ میں نے اس اپنی طویل عمر میں جو کچھ دیکھا تھا، وہ سب اس مٹی کے پتلے میں موجود تھا۔ چنانچہ میں رگ رگ کی سیر کرتا ہوا دل کے قریب پہنچا مگر وہ کچھ اس طرح بند کیا گیا تھا کہ میں نہ اسے کھول سکا اور نہ اس کے اندر کے حالات معلوم ہو سکے۔ خالق نے اسے سربمہر کر دیا تھا۔

میں نے سمجھ لیا کہ یقیناً اس پراسرار ڈبیہ میں کوئی خاص چیز بند کی گئی ہے جسے مجھ سے پوشیدہ رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ چنانچہ میں پتلہ سے باہر آیا اور اپنے ساتھیوں سے تمام ماجرا بیان کر دیا کہ اس پتلہ کے صدر مقام پر ایک خزانہ پوشیدہ کیا گیا ہے۔ جس میں کوئی ایسا راز ہے جو ہمارے لئے باعث نقصان ہو گا۔ میں نے ہر چند اسے دیکھنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ اس واسطے ہم سب کو اپنے بچاؤ کی فکر کرنی چاہئے۔ فرشتوں نے میری بات سنی اور مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

مٹی کے پتلہ میں روح کا پہلا قدم

قالب آدمؑ تقریباً چالیس سال تک زمین پر پڑا رہا اور اس عرصہ میں غم واندوہ کے بادل اس پر آنسو بہاتے رہے۔ (یہ انسان ضعیف البیان کے دادا کا پتلہ تھا۔ جو دنیا میں آتے ہوئے اپنے بے جان وجود پر بھی آنسو بہانے کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ ایک یہ ان کا پوتا ہے۔ جو دنیا کی راحتوں کو ڈھونڈتا ہے اور ان سے خوش ہوتا ہے)۔

چالیس سال گزرنے کے بعد یہ پتلہ آسمان پر واپس منگا لیا گیا۔ اور ایک دن مقرر کر کے جمیع ملائکہ ہفت افلاک اور ساکنان جنت اور تمام روئے زمین کے فرشتے بلائے گئے۔ مجھے بھی حاضری کا حکم ملا چنانچہ وقت مقررہ پر ہم سب زیر سایہ عرش جمع ہو گئے۔

www.ksars.org

مٹی کا پتلہ سامنے لایا گیا۔ اور روح آدم کو بارگاہ خداوندی سے حکم ہوا کہ قالب آدمؑ میں داخل ہو جا۔ اول تو وہ اس اندھیری کوٹھری کی قید سے کچھ جھجکی۔ لیکن غور کرنے پر اسے قلب آدمؑ میں کچھ نظر آگیا۔ اور وہ لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ پڑھتی ہوئی قلب آدمؑ میں سما گئی۔

پتلہ نے آنکھیں کھول دیں۔ سب سے پہلے آدم کی نظر جس طرف پڑی وہ کلمہ طیبہ تھا جو بخطِ نور ساق عرش پر تحریر تھا۔

''لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ''

آدم نے متحیر انداز میں پوچھا۔ اے پروردگار عالم یہ کس خوش نصیب کا نام ہے جو تیرے نام پاک کے برابر تحریر ہے۔ ارشاد ہوا۔ اے آدمؑ یہ نام پیغمبر آخرالزماں کا ہے۔ جو تمہاری اولاد میں ہوگا اور جس وقت تم اپنے گناہوں کی پاداش میں ہمارے دربار سے فیصلہ کا انتظار کر رہے ہوگے تو یہی تمہارا فرزند تمہاری سفارش کرے گا۔ اور میں اس کی سفارش پر تمہارے گناہ بخش دوں گا۔

چونکہ قلب آدمؑ میں روح کی آمد سے پہلے میں داخل ہو چکا تھا۔ اس واسطے یہ کیسے ممکن تھا کہ میرا اثر زائل ہو جاتا۔ پروردگار کی یہ بات سن کر آدمؑ نے سوچا یہ عجیب بات ہے کہ باپ کی سفارش بیٹا کرے گا۔ تو گویا اس حساب سے باپ کا رتبہ بیٹے سے کم ہو گیا اور باپ بیٹے کا محتاج ہوا۔ یہ خیال فاسد طوالت کی منزل طے کرنا چاہتا ہی تھا کہ عالم الغیب کی طرف سے جبرئیلؑ کو ہدایت ہوئی۔

''آدم کے سینہ سے فوراً یہ خیال فاسد دور کرو۔ ورنہ یہی وسوسہ اس کی تباہی کا سبب بن جائے گا۔''

جبرائیلؑ بحکم خداوندی آگے بڑھے اور سینہ آدم کو چیر کر خیال فاسد کا غالب حصہ نکال لیا اور باحتیاط خاص جنت میں ایک علیحدہ مقام پر دفن کر دیا گیا۔ باقی نصف حصہ جو اس خیال فاسد کا جو قلب آدمؑ میں رہ گیا تھا۔ اس نے نفس امارہ کی شکل اختیار کر لی۔ اور وہی نفس امارہ آج تک اولاد آدم کے ساتھ ہے اور جب یہ نفس امارہ آدم زاد کو کسی گناہ کے ارتکاب کی طرف مائل کرتا ہے تو میں اس کی تائید وحمایت کرتا ہوں۔ بس یہ صورت ہے آدمی کے گناہ گار بننے کی۔ اگر وہ خیال فاسد پوری طرح آدمؑ میں رہ جاتا تو آپ اندازہ کیجئے کہ آدم کی طرف سے کیا کچھ نہ ہوا کرتا۔ مگر وہ انتہائے فساد پروردگار عالم کو منظور تھا۔ اس لئے خیال بد کا بڑا حصہ قالب آدمؑ سے علیحدہ کر کے جنت میں دفن کرا دیا گیا۔

www.ksars.org

گیہوں کا درخت

جس جگہ اس خیال فاسد کا وہ حصہ جنت میں دفن کیا گیا تھا۔ وہاں ایک پودا نمودار ہو گیا تھا۔ جس کی شکل آج کل کے گیہوں سے بہت کچھ ملتی جلتی تھی۔ یہ وہی درخت تھا جس کے متعلق بعد میں آدمؑ کو ہدایت کی گئی تھی کہ یہ پیڑ تمہارا دشمن ہے اور اس کا استعمال تمہاری تباہی کا سبب بن جائے گا۔ اس واسطے اس پیڑ کے قریب بھی نہ جانا۔

پروردگار عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ اگر آدمؑ نے یہ پودا یا اس کا پھل کھا لیا تو وہی خیال فاسد جو اس سے علیحدہ کیا گیا تھا دوبارہ اس کے ذہن اور روح پر سوار ہو جائے گا۔ اور پھر وہی اس کی ندامت اور مصیبتوں کا پیش خیمہ ہو گا۔ اس واسطے محض اتمام حجت کے لئے آدمؑ کو ہدایت ہوئی کہ یہ پھل تمہارے لئے ممنوع ہے۔ اگر کھاؤ گے تو گھاٹے میں رہو گے۔

اس جگہ مجھ جیسی طبعیتیں یہ سوال کر سکتی ہیں کہ جب خدا عالم الغیب ہے اور آئندہ کے حالات پر بھی وہ نظر کر سکتا ہے تو یقیناً اسے یہ بھی معلوم ہو گا کہ آدمؑ نافرمانی کرے گا۔ اور مختلف ترکیبوں سے عدول حکمی بھی کرے گا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال کچھ کمزور سا ہے۔ پروردگار نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں اپنی مخلوق کو آزاد رکھتا ہوں۔ اچھا برا پہلے ہی سمجھا دیتا ہوں۔ اگر قوم اس پر عمل کرتی ہے اجر پاتی ہے اور اگر سرکشی کرتی ہے تو کیفر کردار کو پہنچتی ہے۔ بہر حال قدرت پر یہ الزام کہ ہونے والے گناہ اس کے علم میں ہوتے ہیں۔ کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ عالم الغیب کے لئے یہ کیا ضروری ہے کہ مخلوق کے افعال کا صرف ایک ہی راستہ کھولے۔ اگر ایسا ہوتا تو قدرت کا یہ کائناتی کھیل ہی ادھورا رہ جاتا۔

یہی اسباب ہیں جن کی بنا پر مخلوق کو آزادی ملی ہے۔ البتہ اگر پہلے سے گناہوں کی سزا کا علم نہ ہو اور کوئی مخلوق گناہ کرے تو ممکن ہے کہ معترض قدرت پر الزام لگانے میں حق بجانب سمجھا جائے۔ لیکن جب قدرت نے بھلے برے کی پہچان بتا دی اور دونوں راستوں کا انجام بتایا۔ اس کے بعد کیسے ممکن ہے کہ گناہگار کو اپنے گناہوں کا خمیازہ بھگتنا نہ پڑے۔ اگر چشم پوشی کھلے بندوں قدرت کی طرف سے ہو سکتی ہے تو زاہد و اتقا کی کیا قیمت رہ جاتی ہے۔ بہر حال خدا سے سخت مخالفت اور اپنے معتوب ہونے کے باوجود مجھے تسلیم ہے کہ قدرت اس معاملہ میں کسی اعتراض کی حقدار نہیں ہے۔ فاعل اپنے فعل کی اچھائی برائی کا آپ ذمہ دار ہے اور آپ ہی جواب دہ ہو گا۔

www.ksars.org

اللہ میاں کا پروگرام

دراصل اللہ میاں کا پروگرام آدمؑ کا عالم وجود میں لانے کا اس وقت ہی ظاہر ہو گیا تھا۔ جب ہاموس جنی کے زمانہ میں پروردگار نے ملائکہ کی فوج ہاموس جنی اور اس کی قوم کو نیست ونابود کرنے کے لئے بھیجی تھی۔ بات یہ تھی کہ جب ملائکہ کی فوج باغیوں کا خاتمہ کر چکی اور اطمینان نصیب ہوا تو پروردگار نے فرشتوں سے خطاب فرمایا تھا۔

"انی جاعل فی الارض خلیفہ"

یعنی میں زمین میں ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔

فرشتے چونکہ زمین کے باشندوں کی قتل وغارت گری دیکھ چکے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ زمین کے رہنے والے مفسد ہوتے ہیں۔ اور قتل وخون ریزی کا باعث بنتے ہیں۔ للہذا انہوں نے پروردگار سے عرض کی۔

"اتجعل فیہا من یفسد ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک"

ترجمہ: کیا پیدا کرے گا تو زمین پر اس قوم کو جو طرح طرح کے فساد برپا کریں گے۔ اور ان سے خون ریزیاں ہوں گی۔ اور ہم تیری تسبیح کرتے ہیں۔ حمد کرتے ہیں۔ تقدیس کرتے ہیں۔

گویا فرشتوں کا یہ مطلب تھا کہ اگر تیرا منشا اس کے پیدا کرنے سے یہ ہے کہ تیری تسبیح وتقدیس کی جائے تو وہ ہم کر ہی رہے ہیں۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ زمین پر فساد اور خون ریزی کرنے والے کو پیدا کیا جائے۔

فرشتوں کا جواب سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "انی اعلم مالا تعلمون" یعنی اس معاملہ میں جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ خالق کائنات کا یہ جواب فرشتوں نے سنا اور عاجزانہ لہجہ میں کہا:

"سبحانک لا علم لنا انک انت العلیم الحکیم"

پروردگار تیری ذات پاک ہے جو کچھ تو نے ہمیں علم دیا ہے اس سے زائد کچھ نہیں جانتے۔ تو سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اتنا کہہ کر سب فرشتے عفو تقصیر کے لئے سجدہ میں گر گئے۔

بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوا۔

www.ksars.org

اے فرشتو! تم نے اس کے فساد اور خون ریزی پر غور کر لیا۔ لیکن اس کی نیکیوں پر خیال نہیں کیا۔ اس کے گناہ کا تصور تو کر لیا لیکن میری مغفرت کو بھول گئے۔ اس کی خون ریزی دیکھنے کے بعد تمہیں اس کی اشک ریزی بھی تو دیکھنی چاہئے تھی۔ تم نے اپنی معصومیت پر غور کیا۔ لیکن اس کی وہ محبت نہ دیکھ سکے جو اسے اپنے خالق کے ساتھ ہو گی۔ دراصل تم اپنی دوستی میرے ساتھ دیکھ سکتے ہو۔ لیکن میری دوستی جو اس کے ساتھ ہو گی وہ تو تمہارے خواب وخیال میں بھی نہیں آسکتی۔

جب آدم کے قالب میں روح ڈال دی گئی تو جمیع ملائکہ کو حکم دیا گیا کہ اسے سجدہ کریں۔ کیونکہ یہ ہمارا خلیفہ ہے۔ تو سب سے پہلے جبرئیل نے سجدہ کیا۔ اس کے بعد میکائیل سجود ہوئے۔ اور ان کے بعد اسرافیل سجدہ میں گر گئے۔ اسرافیل کے بعد عزرائیل نے اپنے خالق کے حکم کی تعمیل کی۔ ان چاروں کے بعد تمام ملائکہ سماوات نے آدمؑ کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ ایک سو سال تک قائم رہا۔ پورے سو سال کے بعد فرشتوں نے سجدہ سے سر اٹھایا۔

میں نے چونکہ سجدہ نہیں کیا تھا۔ اس واسطے خاموش کھڑا رہا۔ بھلا غور تو کیجئے کہ آدم کے پتلہ کو مٹی سے بنا کر مجھے حکم دیتے ہیں کہ اسے سجدہ کرو۔ کہاں آگ اور کہاں مٹی۔ بات تو جب تھی کہ آدمؑ سے کہتے کہ اس پیشوائے اعظم کو سجدہ کر۔ الٹا مجھ ہی ذلیل کر دیا۔ بھلا ایسا کون ہے جو یہ کہہ دے گا کہ مٹی کو آگ پر فوقیت ہے۔ لیکن خدا جانے اس وقت ان کے جی میں کیا آئی کہ مجھے نکو بنا دیا اور ساری دنیا میں بدنام کر دیا۔

مجھ سے پوچھا۔ کیوں ابلیس! (یہ میرا نیا نام رکھا گیا تھا) تو سجدہ کیوں نہیں کرتا۔ میں نے عرض کی۔ اے عزت و عظمت دینے والے! میں آدمؑ کو کیونکر سجدہ کے قابل سمجھوں تو نے مجھے نار سے بنایا ہے اور اسے خاک سے تخلیق کیا ہے۔ یہ کہتے کہتے میں نے دیکھا کہ میرا چہرہ اور تمام جسم تبدیل ہونے لگا۔ پروردگار نے میرا یہ جواب سنتے ہی لباس خاص اور خلعت پیشوائی مجھ سے چھین لیا اور اس کی جگہ پیرہن رسوائی میرے بدن پر چڑھا دیا گیا۔ تمام نعمتوں اور الطاف ربانی سے مجھے محروم کر دیا گیا۔ قربت اور حضوری خاص بھی میرے ہاتھ سے جاتی رہی۔ وہ حسن صورت جو تمام ملائکہ سے زیادہ مجھے عطا ہوا تھا کافور ہو گیا۔ اور ایسی ہیبت ناک شکل بن گئی کہ خدا کی پناہ! بس میرا ہی جی جانتا ہے۔ (اس کتاب کے شروع میں میری اس زمانہ کی تصویر دیکھ لیجئے)۔

فرشتوں نے میری یہ گت بنتی دیکھی۔ تو دوبار سجدہ شکر واطاعت ادا کیا۔ یہ آج کل مسلمانوں میں دو سجدوں کا رواج ہے۔ یہ اسی دوسرے سجدے کی یادگار میں ہے۔ جو فرشتوں نے دوبارہ ادا کیا تھا۔

دیکھا آپ نے حضرت انسان تو ایک طرف مجھے برا بھلا کہتا ہے، طرح طرح کی گالیاں دیتا ہے، کوستا ہے اور دوسری طرف میرے شاگرد فرشتوں کے عمل سے سبق لیتا ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ جو شخص میرے شاگرد کو اپنا استاد سمجھتا ہو۔ اسے میری ذات سے کیا رشتہ ہو گا اور ذرا اس کے بعد یہ بھی خود ہی دیکھ لیجئے کہ مجھے کیا سمجھنا چاہئے تھا اور کیا سمجھا جاتا ہوں۔ خیر مجھے اس کی کوئی

www.ksars.org

شکایت نہیں۔ جب پروردگار نے ہی مجھے ٹھکرا دیا تو اس کے بندوں سے کیوں شکایت کروں۔ وہ تو منہ دیکھے کے ہوتے ہیں۔ اگر آج اللہ میاں مجھ سے خوش ہوتے تو یہی انسان میرا بندہ بے دام ہوتا۔

پہلی سزا

اس نافرمانی کے عوض مجھے پروردگار کی طرف سے پہلا تحفہ جو عطا ہوا وہ ایک سو سال کی قید تنہائی بلامشقت تھی اور جس جگہ مجھے قید کیا گیا تھا وہ اتنی تنگ و تاریک تھی کہ میرا جی گھبرا گیا۔ بہر حال جیسے تیسے میں نے سو برس گزار ہی دیئے۔

بعد ختم مدت مجھے اس کال کوٹھری سے باہر نکالا گیا۔ تو میری صورت بری طرح مسخ ہو چکی تھی۔ سب سے پہلے میرے دوست جبرائیل نے اور ان کے تینوں ساتھیوں میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل نے مجھ پر لعنت کا ریزولیوشن پاس کیا اور اس کے بعد کل ملائکہ ہفت افلاک نے میری عزت افزائی کے لئے لعنت بھیجی اور بحکم خداوندی عہد کر لیا کہ آئندہ میرے ساتھ کسی قسم کے تعلقات نہ رکھیں گے۔

زمانہ کو پھرتے دیر نہیں لگتی۔ مجھ سے ایک نگاہ بدلی تھی کہ زمانہ بدل گیا۔ کل تک جو لوگ میرے مطیع اور تابع فرمان تھے۔ آج ایسے پھر گئے کہ گویا وہ مجھے جانتے ہی نہیں۔ مجھ سے کبھی ان کا واسطہ ہی نہیں پڑا۔ اللہ رے طوطا چشمی۔ یہ منہ دیکھے کی محبت بھی عجیب چیز ہے۔ جن بھائی جبرئیل کو میری دوستی اور محبت کا دعویٰ تھا۔ آج وہ سیدھے منہ بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔ ارے بھائی اگر خدا کو دکھانے اور اسے خوش کرنے کے لئے تم نے مجھ سے قطع تعلق کیا تھا تو کم از کم چوری چھپے ہی مل لیا کرتے۔ مگر توبہ کیجئے جناب وہ اپنے نام جبرائیل نکلے اور رشتہ توڑنے کے بعد آج تک ان سے دعا سلام کا موقع نہیں ملا۔

بھائی عزرائیل کا بھی یہی حال ہے۔ شروع شروع میں جب میں دنیا میں بادشاہت کرتا تھا تو ان سے بارہا ملاقات ہوئی۔ بیچارے ایسے ملتے تھے جیسے ان سے زیادہ ہی کائنات میں میرا کوئی ہمدرد ہی نہیں۔ بات بات میں ''جی حضور'' اور عالی جناب کی تکرار ہوتی تھی۔ میرا اتنا ادب اور احترام کرتے تھے کہ کوئی اپنے باپ کا بھی نہیں کرتا ہوگا۔ لیکن جب انہوں نے یہ سماں دیکھا تو ان کی رگ اخلاص میں بھی ناآشنائی کا خون دوڑنے لگا اور ایسے بن گئے گویا وہ مجھ سے واقف ہی نہیں۔ بھائی اسرافیل اور میکائیل بھی بے وفا ثابت ہوئے۔ حالانکہ ایک وقت وہ تھا کہ میکائیل مجھ پر کافی مہربان تھے۔

www.ksars.org

راندۂ درگاہ ہونے کے بعد میری چار خواہشیں

جب میں نے دیکھا کہ کسی صورت معافی ممکن نہیں ہے۔اور اب سابقہ عظمت واپس نہیں مل سکتی تو میں نے بارگاہ خداوندی میں پیغام بھیجا کہ :

پروردگار عالم! میں نے تیری عبادت وریاضت میں ہزارہا سال گزارے ہیں۔ تو نے مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عظمت دی تھی اور میں نے تیری ہی تعلیم کے موافق اس کی قدر کی اور تیری عبادتوں میں ذرہ برابر فرق نہ آنے دیا:

تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم عبادت اور نیکیوں کا اجر ضرور دیں گے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میری آخرت کا فیصلہ آج ہی سنا دے اور اگر میں نے زندگی اچھی طرح گزاری ہے یا تیری بنائی ہوئی شریعت پر تیری پسند کے مطابق کام کیا ہے تو اس کا اجر مجھے دنیا ہی میں دے دے۔

بارگاہ رحمت سے ارشاد ہوا۔ بول کیا چاہتا ہے ؟

پہلی خواہش

میں نے عرض کی۔ میری پہلی خواہش تو یہ ہے کہ مجھے اس وقت تک کے لئے موت سے مہلت دے۔ جب تک کہ تیری آخری دنیا کے افراد قبروں سے اٹھائے جائیں۔

حکم ہوا:

فانک من المنظرین الٰی یوم الوقت المعلوم

یعنی مجھے بتایا گیا کہ موت سے اس دن تک کے لئے مجھے مہلت دی گئی جس کی میں نے خواہش کی تھی۔

دوسری خواہش

میں نے یہ بتائی کہ دنیا کے ہر فرد کو گمراہ کرنے کی قدرت پاؤں۔ ارشاد ہوا کہ یہ بھی منظور ہے۔ تو ان سب کو گمراہ کر سکے گا جو تیرے فریب میں آنے کی خامی رکھتے ہوں گے اور جن کے لئے میں نے جہنم کو منتظر رہنے کا حکم دیا ہے۔

تیسری خواہش

www.ksars.org

میری اولاد بہت ہی زیادہ ہو۔ تاکہ میرا مشن کامیاب ہو سکے اور میں اپنا کام اطمینان سے کرتا رہوں۔ یہ خواہش بھی منظور ہو گئی۔

چوتھی خواہش

یہ تھی کہ جس شکل میں اور جس حلیہ میں چاہوں اپنا وجود تبدیل کر لوں۔ حکم ہوا تو جس شکل میں چاہے اپنی ذات کو تبدیل کر سکے گا لیکن میرے ایک محبوب بندہ کا روپ اختیار نہیں کر سکتا۔ جسے میں آخر زمانہ میں پیدا کرنے والا ہوں۔

دنیا جہاں کی شہنشاہیت دینے کے بعد صرف یہ چار خواہشیں پوری کرا لیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر ان کو سیدھی طرح استعمال کروں تو پہلی زندگی سے بہتر زندگی گزار سکتا ہوں۔ لیکن چونکہ آدمؑ میری تباہی و بربادی اور ذلت و رسوائی کا باعث ہوا تھا۔ اس واسطے انتقام کی آگ میرے سینہ میں بھڑک رہی تھی۔ جس کے باعث میرے دل و دماغ میرے قابو میں نہیں تھے۔ ہر وقت یہ سوچتا رہتا تھا کہ آدمؑ سے کس طرح بدلہ لوں وہ جنت میں ہے اور میں جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر سامنے آجائے تو ذرا سی دیر میں بتا دوں کہ میرا نام اب عزازیل نہیں بلکہ ابلیس ہے۔

موقع کی تلاش

میں جانتا تھا کہ آدمؑ پر قابو پانا آسان نہیں۔ اس واسطے موقع کی تلاش میں رہا۔ گو اس عرصہ میں اپنی ذلت انگیز زندگی سے بارہا مجھے خون کے آنسو رونا پڑے۔ لیکن میں نے ہمت نہ ہاری اور بدستور انتقام کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا رہا۔

ایک دن اپنے جی میں ایک پروگرام تیار کر کے اور اپنی شکل فرشتوں کی سی بنا کر جنت کے دروازے پر گیا۔ مگر مجھے کسی نے اندر جانے نہ دیا۔ نہ کسی نے یہ پہچانا کہ میں کون ہوں۔ لیکن اس کے باوجود میری دال نہ گلی۔ حالانکہ میں فرشتے کی شکل میں گیا تھا اور میں نے روکنے والوں سے یہی کہا کہ میں ایک مقرب فرشتہ ہوں۔ آج جنت کی سیر کو جی چاہا تو اس طرف آنکلا۔ لیکن داخلہ کے پاسپورٹ پر جنت کے پاسبان مسٹر رضوان کے دستخط نہ ہو سکے۔ مجبوراً باہر کھڑا رہا۔ اس انتظار میں کہ ممکن ہے کہ جنت میں سے کوئی شخص ایسا باہر نکلے جس پر میرے جادو بھرے الفاظ اثر کر سکیں۔

www.ksars.org

بعض دنیاوی مورخین نے بتایا کہ مجھے اس انتظار میں کھڑے کھڑے تین ہزار سال گزر گئے۔ لیکن میں اس کی تصدیق نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں اندرونی بے چینیوں کے باعث اتنا ہوش ہی نہیں رکھتا تھا کہ انتظار کی مدت شمار کرتا۔ ہاں یہ ضرور یاد ہے کہ انتظار کا زمانہ بہت ہی طویل اور تکلیف دہ تھا۔ ایک دن میری خوش قسمتی کامیابی کا لبادہ اوڑھے ہوئے طائوس کی شکل میں جنت سے برآمد ہوئی۔

میں نے مور کو جنت کے دروازے پر کھڑا دیکھا تو اس کے قریب گیا اور کہا:

اے دوست! بہت دن کے بعد تم نظر آئے۔ میں ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اندر جا کر تم سے پوچھوں کہ اب ملنا جلنا کیوں چھوڑ دیا۔ مگر شکر ہے کہ تم آگئے۔ مجھے تم سے ایک کام ہے۔ کیا میں امید کروں کہ تم اسے پورا کر دو گے۔

مور نے حیرت سے مجھے دیکھا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ میں نے فوراً جواب دیا۔ اوہو۔ تم اتنی جلدی بھول گئے۔ تم نے مجھے بار بار دیکھا ہو گا۔ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا بہت ہی محبوب فرشتہ ہوں۔ دن رات اس کی عبادت میں مصروف رہتا ہوں۔ اس وجہ سے ادھر کم آنا جانا ہوتا ہے۔ آج بیٹھے بیٹھے جنت کی سیر کو جی چاہا اس لئے ادھر آنکلا۔ یہاں آکر مجھے بہت حیرت ہوئی۔ یہ جنت کے دربان بہت ہی بداخلاق معلوم ہوتے ہیں۔ مجھ جیسے فرشتے کو بھی جنت میں جانے سے روکتے ہیں مگر دوست! مجھے تمہارے اخلاق حسنہ اور مہمان نوازی سے یہ امید نہیں تھی کہ تم بھی ان لوگوں کی طرح مجھ سے غیروں جیسا سلوک کرو گے۔

مور نے یہ سن کر کہا۔ ہاں میں تو ایسا ہی ہوں۔ کیا حرج ہے اگر تم جنت کی سیر کر لو۔ لیکن یہ لوگ تمہیں شاید اس لئے روکتے ہیں کہ وہ تم سے واقف نہیں ہیں۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ تم جنت میں جا کر کیا کرو گے۔ جو کچھ تم بارگاہ صمدیت میں کرتے رہتے ہو۔ وہی یہ لوگ جنت میں کرتے ہیں۔ تم وہاں عبادت کرتے ہو۔ یہ یہاں مصروف عبادت ہیں۔

میں نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ لیکن اس سیر سے میرا منشا یہ بھی ہے کہ جنت کے کل راز اور یہاں کے باشندوں کی عبادت کا حال دیکھ کر اپنا شوق عبادت بڑھاؤں اور پہلے سے زیادہ شوق کے ساتھ خالق کائنات کی عبادت کر سکوں۔

مور بولا۔ تو پھر میرے لائق جو کام ہو بتاؤ۔ میں کرنے کو تیار ہوں۔ میں نے کہا۔ تم مجھے اپنے ساتھ اندر لے چلو۔ یہ لوگ جب مجھے تمہارے ساتھ دیکھیں گے تو کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔ یہ سن کر طائوس نے جواب دیا۔ اے اجنبی دوست! مجھ میں تو یہ طاقت نہیں ہے کہ کسی کو اندر جنت میں پہنچا سکوں۔ البتہ میرا ایک دوست ہے۔ وہ تمہیں یہاں کی سیر کرا دے گا۔ میں نے کہا۔ تو پھر اسے ہی بلا دو۔ ممکن ہے کہ وہ مجھے جانتا ہو اور اگر وہ نہ بھی جانتا ہو تو تم اسے سمجھا دینا کہ یہ ایک مقرب فرشتہ ہے اور اپنی عبادت بڑھانے کے لئے جنت کی سیر کرنا چاہتا ہے۔ وہ تمہارا کہنا ضرور مان لے گا۔

مور یہ سن کر جنت میں گیا اور تھوڑی ہی دیر میں اپنے دوست کو ساتھ لے آیا۔ اس کے دوست کا نام حیہ تھا۔ جسے آج کل اردو زبان میں سانپ اور انگریزی میں Snake اور ہندی زبان میں ناگ دیوتا کہتے ہیں۔ اس نے آتے ہی طرح طرح کے سوال شروع کر

www.ksars.org

دیئے اور کچھ میرے نئے ہمدرد طاؤس نے۔آخر کار حیہ نے کہا۔آؤ میرے منہ میں بیٹھ جاؤ۔تاکہ جنت کی سیر کرادوں۔میں نہایت اطمینان کے ساتھ اس کے حسین منہ میں ایسے بیٹھ گیا جیسے اب سے پچاس برس پہلے ہمارے ملک کے رئیس 'رتھ'' میں سوار ہوا کرتے تھے۔

حیہ نہایت حسین تھا اور اس کے اس زمانہ میں چار پیر تھے جسم سے نور برستا تھا اور دور دور تک اس کی شعاعیں جاتی تھیں۔اپنے منہ میں رکھ کر مجھے لے چلا۔راستہ میں ہمارے پرانے دوست مسٹر رضوان کو کچھ شبہ ہو گیا اور انہوں نے اسے روکنا چاہا۔تو فوراً ہی بارگاہ عالم الغیب سے حکم صادر ہوا۔

اے رضوان! حیہ کو اندر جانے دو۔اس کا روکنا مناسب نہیں۔

کیونکہ یہ ایک راز ہے اور ہم اسے خوب سمجھتے ہیں۔

رضوان خاں اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اور یار لوگ دندناتے ہوئے خلد بریں میں جا پہنچے۔جی تو چاہا۔اس حرکت پر حیہ کے منہ سے نکل کر رضوان کا منہ چڑھادوں اور کہوں۔روک نہ لیا۔بڑے ٹھیکیدار جنت کے۔دیکھ جانے والے یوں جاتے ہیں۔

مگر میں نے سوچا کہ اگر اس وقت میں رضوان کا منہ چڑایا تو واپسی پر بڑی خبر لے گا اور مجھے انتقام کی پیاس بجھا کر اسی کے سامنے سے واپس جانا ہے۔چنانچہ اس دور اندیشی کے تحت میں خاموش بیٹھا رہا۔حیہ نے جنت میں لے جا کر مجھے اُگل دیا۔اور کہا۔لو اب تم سیر کر سکتے ہو۔مگر یاد رکھنا۔آداب جنت کے خلاف کوئی کام نہ کر بیٹھنا۔میں نے کہا۔حیہ دوست! تم اگر مجھ سے واقف ہوتے تو شاید تمہیں یہ کہنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔میں یہاں کے آداب سے بخوبی واقف ہوں۔اور انشاءاللہ تمہیں کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دوں گا۔بلکہ یہاں سے جانے کے بعد تم دیکھو گے کہ پروردگار تمہیں بھی وہی عظمت و شان عطا کر دے گا۔جو آج مجھے میسر ہے۔

بی بی حوا سے ملاقات

جنت کے چپہ چپہ سے واقف تھا اور یہ بھی سن چکا تھا کہ آدمؑ کی دلبستگی کے لئے خالق کائنات نے ایک عورت کو بھی تخلیق کیا ہے۔اور اسے آدمؑ کے ساتھ ہی رکھا گیا ہے۔چنانچہ میں سیدھا حوا کے پاس پہنچا اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر زار زار رونے لگا۔اول تو وہ حیرت سے مجھے دیکھتی رہیں اور اس کے بعد پوچھا۔اے شخص تو کون ہے اور کیوں روتا ہے۔یہ سن کر میں چیخیں مار مار کر رونے لگا۔اکثر ساکنان فردوس میرے چاروں طرف جمع ہو گئے۔حوا کو اور بھی کچھ وحشت ہوئی۔میرے قریب آکر بولیں۔اے اجنبی کچھ بتا تو

www.ksars.org

کہ تیرے رونے کا باعث کیا ہے۔ میں نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔اے مورد الطاف ربانی۔ کیا کہوں کہ مجھے اس وقت کیوں رونا آگیا۔ میں پروردگار کا ایک مقرب فرشتہ ہوں۔اور مجھے تمام گزشتہ اور آئندہ حالات کی خبر رہتی ہے۔آج اتفاق سے جنت کی سیر کو چلا آیا۔ یہاں سیر کرتا پھر رہا تھا کہ یکایک تم پر نظر پڑی اور میری آنکھوں کے سامنے وہی ہولناک سماں بندھ گیا۔ جو تم پر اور تمہارے شوہر آدمؑ پر گزرنے والا ہے۔اے حوا! یہ خیال آتے ہی میرا رواں رواں تھرا اٹھا اور میں ضبط نہ کر سکا۔ تم کیا جانو حوا کہ تم پر کیا وقت آنے والا ہے۔ کاش مجھے اس کی اجازت ہوتی اور میں تمہیں بتا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں کیا کیا لکھا ہے۔ حوا! اگر تمہیں کسی طرح یہ علم ہو جائے کہ تمہارا مستقبل کتنا تاریک ہے تو کوئی کیا جان سکتا ہے کہ تمہارا کیا حشر ہو۔ محض خبر سن کر تمہارا کلیجہ شق ہو جائے۔

اے حوا! یہ زیادہ بہتر تھا کہ تم پیدا ہی نہ ہوتیں۔ تمہارے مقدر میں وہ ہولناک سزا درج کی گئی ہے جو خالق عالم نے آج تک کسی مخلوق کے لئے تجویز نہیں کی۔

حوا یہ سن کر گھبرا گئیں اور انہوں نے کہا۔اے اجنبی تو ہمارا سچا ہمدرد ہے۔اور جب تو ہمارے مستقبل کی بات جانتا ہے تو کم از کم ان تدابیر سے ضرور واقف ہو گا کہ ہم کیوں کر اس عذاب سے نجات پا سکتے ہیں۔ کوئی ایسی ترکیب بتا کہ ہمارا خالق اپنا یہ ارادہ بدل دے۔ کیا ایسی کوئی صورت ہو سکتی ہے کہ ہم اس عذاب سے محفوظ رہ سکیں۔

''ہاں ہو سکتی ہے۔'' میں نے فلسفیانہ انداز میں جواب دیا۔ مگر ایک شرط پر، حوا نے نہایت اشتیاق کے لہجے میں کہا۔ وہ کیا۔ میں نے حاضرین پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالتے ہوئے کہا۔اے حوا! تم اب عبادت کو بڑھاؤ اور دن رات نہایت خلوص سے پروردگار کے حضور میں دعائے مغفرت مانگو۔ میں بھی واپسی پر تمہاری سفارش کروں گا۔ عجب نہیں کہ غفور الرحیم تمہاری دعا اور میری سفارش پر نظر کرم فرمادے اور تم عذاب سے بری کر دی جاؤ۔ حوا نے کہا۔اے ہمدرد اگر میری عبادات اور ریاضت پر پروردگار عالم کے حضور میں کوئی سفارش مغفرت کر سکتی ہے تو میں آج ہی سے اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ اس کی حمد و ثناء میں بسر کروں گی۔

میں نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔اے حوا! بڑی مشکل یہ ہے کہ تم عبادت کے طریقوں سے پوری طرح واقف نہیں ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک دو باتیں حمد و ثنا کے متعلق سمجھا دوں تاکہ ان پر عمل کر کے پروردگار کو خوش کر سکو۔ یہ کہتا ہوا میں بی بی حوا کو ایک علیحدہ جگہ لے گیا۔ جہاں ہم دونوں کی باتیں سننے والا کوئی نہ تھا۔ یہاں پہنچ کر میں نے کہا کہ اب تک میں جو کچھ کہہ رہا تھا۔ وہ اس واسطے کہ ہمارے تمہارے چاروں طرف ساکنان فردوس جمع تھے۔ اس واسطے مجھے صرف عبادت ہی کا ذکر کرنا پڑا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تمہارے عذاب سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔

بی بی حوا بولی۔ وہ کیا۔اے اجنبی! مجھے جلدی بتاؤ۔

www.ksars.org

میں نے کہا۔ اگر تم اخفائے راز کا وعدہ کرو اور کسی کو یہ نہ بتائو کہ وہ ترکیب میں نے تمہیں سمجھائی تھی۔ تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں ورنہ نہیں۔ حوا نے کہا۔ تم اطمینان رکھو کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہو۔ یہ جواب سن کر میں نے کہا۔ تم جانتی ہو کہ جنت میں کوئی ایسا درخت بھی ہے جس کے قریب جانے کی تم کو اور آدم کو ممانعت کی گئی ہے۔

''ہاں ہے'' حوا نے کہا ایک ایسا درخت ہے۔ جس کے لئے پروردگار کی طرف سے حکم امتناعی صادر ہو چکا ہے۔ لا تقرب ہذا الشجرۃ۔

میں نے مسکرا کر پوچھا۔ جانتی ہو۔ کیوں ممانعت ہے ؟

نہیں یہ تو میں نہیں جانتی۔

یہی تمہاری بھول ہے۔ حوا۔ تمہارے شوہر کو یہ سوال کرنا چاہئے تھا کہ اس پیڑ میں آخر کیا ایسا کیا راز ہے کہ جنت کا کونہ کونہ تو مباح قرار دیا جائے اور ایک حقیر پیڑ کے لئے ایسی سخت پابندیاں لگا دی جائیں کہ ہاتھ لگانا اور کھانا تو کجا اس کے قریب ہو کر گزرنا بھی ممنوع ہو جائے۔

ہاں ہے تو تعجب کی بات، اے ہمدرد۔ مگر ہم نے آج تک اس بات پر غور ہی نہیں کیا تھا۔

میں نے وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ جانتی ہو کہ اس پیڑ کے قریب نہ جانے دینا کیا معنی رکھتا ہے۔

نہیں میں نہیں جانتی۔

ہاں جان بھی کیسے سکتی ہو۔ حوا۔ یہی تو تمہارا مستقبل پکار رہا ہے کہ تم اس پیڑ کو نہیں جان سکتیں۔

حوا نے حیران لہجے میں پوچھا۔ کیا یہی پیڑ ہماری تباہی کا باعث ہے۔

میں نے کہا۔ ہاں اس پیڑ میں دونوں باتیں ہیں۔ برباد بھی کر سکتا ہے اور آباد بھی کر سکتا ہے۔

وہ کیسے ؟

وہ کیسے۔ یہ پوچھتی ہو۔ مگر ہاں میں ضرور بتائوں گا۔ حوا۔ تم بہت بھولی مخلوق ہو تمہیں بتانا ہی پڑے گا۔ تمہیں تباہی اور بربادی سے بچانا ہم سب کا فرض ہونا چاہئے۔ یہ اہلیان فردوس کتنے خود غرض ہیں۔ حوا۔ تم نے دیکھا۔ کہ یہ لوگ تمہیں کتنا بے خبر رکھنا چاہتے ہیں۔ آج تک تمہیں اس پیڑ کا حال نہیں بتایا۔

www.ksars.org

حوانے کہا۔ کیا یہ لوگ بھی اس پیڑ کے بارے میں جانتے ہیں۔

ہاں جانتے کیوں نہیں۔ حوا یہ سب کچھ جانتے ہیں۔ لیکن تم ان کو نہیں جانتیں۔ یہ تمہاری بربادی کے منتظر ہیں۔ خلد میں تمہارا قیام یہ گوارا نہیں کرتے۔ انہوں نے بارہا تمہاری شکایتیں پروردگار کے پاس بھیجی ہیں۔ مگر حوا تم جانتی ہو۔ کہ جب مجھ جیسا فرشتہ بارگاہ خداوندی میں موجود ہو تو ان کی شکایتیں کیسے بااثر اور نتیجہ خیز ہو سکتی ہیں۔ میں نے بالا بالا ہی ان معاملات کو رفع دفع کر دیا ہے۔ ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ تم ایسے اطمینان کے ساتھ جنت میں رہ سکتیں۔

تو کیا یہ سب لوگ ہمارے دشمن ہیں؟

میں نے تجربہ کارانداز سے گردن کو ہلاتے ہوئے کہا۔ دشمن! یہ تو ایسے خوفناک دشمن ہیں کہ خدا محفوظ رکھے۔ ان کا کاٹا ہوا تو پانی نہیں مانگتا۔ ایسا مل کر مارتے ہیں کہ بس بلبلاتے ہی بن پڑتی ہے۔

پھر تو مجھے کوئی ترکیب بتاؤ۔ میں تمہارا احسان ہمیشہ یاد رکھوں گی۔

'ترکیب' میں نے یہ لفظ دہراتے ہوئے کہا کہ ترکیب تو ایسی بتا سکتا ہوں کہ تم ہمیشہ کے لئے عذاب سے محفوظ ہو جاؤ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھو گی۔ اور مجھے دعائے خیر سے یاد کیا کرو گی۔ مگر حوا۔ سچ بات یہ ہے کہ مجھے راز فاش ہونے کا ڈر ہے۔ اگر کہیں کسی کو خبر ہو گئی کہ میں نے تمہیں عذاب سے بچنے کا ذریعہ بتا دیا ہے۔ تو تمہارا کچھ نہ بگڑے گا۔ تم عذاب سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاؤ گی۔ البتہ میرا کہیں ٹھکانہ نہ رہے گا۔

یہ سن کر حوانے مجھے کامل اطمینان دلایا اور کہا۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس بات کی خبر کسی کو نہ ہو گی۔

تب میں نے آہستہ سے ان کے کان میں کہا کہ یہ درخت تمہارے عذاب و ثواب ہی کے لئے بنایا گیا ہے۔ اگر کسی وقت خدا کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ تم پر سے عذاب ہٹا دے یا معاف کر دے۔ تو وہ تمہیں حکم دے گا کہ اس پیڑ کے دو چار پھل کھالو۔ بس ان پھلوں کا کھانا تمہارے لئے امرت بن جائے گا اور سارا عذاب ملتوی کر دیا جائے گا۔ یہی سبب ہے کہ پروردگار نے تمام ضروریات پر غور کرتے ہوئے یہ درخت بھی پیدا کیا ہے۔ تاکہ اگر ضرورت پڑے تو وقت پر کام آ سکے۔

غیر ضروری نوٹ:

ناظرین یہاں یہ بھی نوٹ کر لیں کہ موجودہ زمانہ میں دستاویزات کے اختتام پر ایک فقرہ لکھا جاتا ہے کہ یہ "دستاویز لکھ دی تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آوے" یہ اسی تقلید کا نتیجہ ہے دراصل موجودہ صدی کے لوگ دستاویز میں جب یہ فقرہ لکھتے ہیں یا لکھواتے ہیں تو انہیں وہی حال یاد آجاتا ہو گا کہ پروردگار نے بھی ایک درخت لگایا تھا۔ تاکہ موجود رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

www.ksars.org

تو حوا! میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس درخت کے پھل کھانے نہ کھانے پر تم دونوں کے مستقبل کا انحصار ہے۔اور پروردگار نے چونکہ تمہارے لئے ایک فیصلہ کر رکھا ہے۔اسی واسطے اس درخت کے قریب جانے کی ممانعت کر دی ہے۔اگر تم نے یہ پھل کھالیا تو پھر وہ فیصلہ جو تمہارے لئے ہو چکا ہے قابل عمل نہ سمجھا جائے گا۔اور تم عذاب سے بری ہو جاؤ گی۔

حوا نے کہا۔ "کیوں ہمارے اجنبی ہمدرد۔اگر وہ پھل ہم دونوں کھالیں تو پھر عذاب سے محفوظ ہو جائیں گے نا؟"

میں نے جواب دیا۔ہاں۔ پھر تم دونوں پر عذاب نہیں آئے گا لیکن دیکھو پھر سمجھائے دیتا ہوں کہ آج اور آج کے بعد اس سلسلہ میں کبھی میرا نام نہ آنے پائے۔

یہاں قبل اس کے کہ میں بعد کے حالات لکھوں۔ناظرین کو ایک خاص بات یاد دلا دوں کہ وہ گیہوں کا معاملہ جو جنت میں ہوا اور جس کے باعث آج موجودہ دنیا نظر آرہی ہے۔زیادہ تر عورت کے ذمہ ہی رہا۔یعنی سننے والے زیادہ یہی کہتے ہیں کہ آدم عورت کے باعث جنت سے نکالے گئے۔نہ عورت انہیں ورغلاتی، نہ وہ پھل کھاتے اور نہ جنت سے نکلتے۔ میں ممنون ہوں۔اماں حوا کا جنہوں نے زندگی بھر اپنا وعدہ یاد رکھا۔اور سوائے اپنے شوہر کے کبھی کسی سے نہیں کہا کہ نیاز مند نے انہیں پھل کھانے کا مشورہ دیا تھا۔حالانکہ پھل کھانے کے بعد بیچاری طرح طرح کی تکالیف میں پھنس گئیں۔اور ہزاروں مصیبتیں سہیں اور ان کی اولاد آج تک وہ خمیازہ بھگت رہی ہے۔ مگر واہ رے وعدہ وفائی کہ اس بیچاری نے مرتے دم تک میرا نام نہیں لیا۔ہمیشہ اپنی غلطی پر نادم ہوتی رہیں۔

اگر آج حوا زندہ ہوتیں تو میں ان کے قدموں میں سر رکھ دیتا اور کہتا کہ گو میں تمہارے خاوند کی بدولت راندۂ درگاہ ہوا ہوں لیکن تم نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا ہے کہ قیامت تک میری گردن تمہارے احسان سے نہیں اٹھ سکتی۔

آج حوا زندہ نہیں ہیں لیکن ان کا احسان زندہ ہے اور میں اس کے عوض یہ عہد کر چکا ہوں کہ ان کی بیٹیوں پر زیادہ اثر انداز نہ ہوں۔اور یہی وجہ ہے کہ دنیا والے عورت کو مرد کے مقابلہ میں زیادہ مذہب پرست بتاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب میں پوری قوت عورت ذات پر صرف نہیں کرتا۔تو وہ مرد کے مقابلہ میں اپنے آپ ہی مذہب پرست نظر آئے گی۔

ہاں! تو میں عرض کر رہا تھا کہ حوا کو پھل کھانے کا نیک مشورہ دے کر اور اخفائے راز کا مسئلہ طے کر کے میں جنت سے واپس چلا آیا اور اس کے بعد کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے کہ آج تک وہاں جانا نہیں ہو سکا۔لیکن بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ میرا جنت کا آخری سفر کامیاب رہا۔

www.ksars.org

عورت کی پہلی غلطی

مجھے جنت سے واپسی کے بعد جو تفصیلات ملیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ حوا نے میرے مشورہ کو اپنی آئندہ بہبودی پر محمول کرتے ہوئے فیصلہ کر لیا کہ وہ خود بھی پھل کھائیں گی اور اپنے خاوند کو بھی مجبور کریں گی۔ تاکہ عذاب سے نجات مل سکے۔ چنانچہ وہ اس درخت سے سات خوشے گندم کے توڑ کر لائیں۔ جن میں سے ایک تو خود کھالیا اور خدا جانے کسی نیت سے ایک خوشہ اپنے پاس محفوظ رکھ کر باقی پانچ خوشے آدمؑ کو دیئے اور ان سے بھی درخواست کی کہ وہ بھی یہ پھل کھا کر عذاب الٰہی سے پناہ میں آجائیں۔

آدمؑ یہ دیکھ کر سخت متعجب ہوئے اور پوچھا۔ حوا! یہ تم نے کیا غضب کیا تم کو اپنے پروردگار کا وہ حکم یاد نہیں کہ یہ پھل ہم دونوں کی تباہی کا باعث ہے۔ اس کے قریب بھی نہ جانا۔

حوا نے سایت متانت اور سنجیدگی سے جواب دیا۔ آپ گھبرایئے نہیں میں اس حکم کی تہہ تک پہنچ گئی ہوں۔ درحقیقت یہی درخت ہماری تباہی اور بربادی کے لئے تھا اور اسی واسطے ہم اس کے پھل کھا رہے ہیں۔

آدمؑ نے حیرت سے پوچھا تو کیا تم خود اپنے ہاتھوں تباہ ہونا اور پروردگار کی بارگاہ سے مورد عتاب ہونا پسند کرتی ہو۔

حوا نے جواب دیا۔ ''آپ کیا جانیں۔ اس راز کو۔ یہ درخت ممنوع کیوں ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ اس درخت کو ممنوع قرار دینے میں خالق کائنات کی بہت بڑی حکمت عملی ہے۔''

''وہ کیا۔'' آدمؑ نے دریافت کیا۔

بس اس کو راز ہی رہنے دیجئے۔ یہ کیا ضروری ہے کہ جس راز سے میں واقف ہو چکی ہوں وہ آپ پر بھی روشن ہو جائے۔ ہاں۔ ہم دونوں کو اس کے نتیجہ پر ضرور غور کرنا چاہئے اور وہ بہت ہولناک ہے۔

ارے اگر ہولناک ہے تو پھر کھاتی کیوں ہو؟

ہمیں کھانا ہی پڑے گا۔ اے آدمؑ بغیر اس کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ تو کیا ہم یہ پھل کھا کر تباہ نہ ہو جائیں گے؟

نہیں۔ آپ نہیں جانتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اور اس کا انجام کتنا اچھا ہے۔ آپ میرے کہنے پر عمل کیجئے اور یہ پھل کھا لیجئے۔

www.ksars.org

آدمؑ نے بہم ہو کر کہا۔ ہر گز نہیں۔ حوا اگر تم اپنے پروردگار سے سرکشی کرنے والی ہو تو کرو۔ میں اپنے میثاق سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ میں نے اپنے پروردگار سے جو وعدہ کیا ہے وہ اٹل ہے۔ اور کوئی طاقت اسے نہیں بدل سکتی۔ جنت کی ہر نعمت میرے لئے آزاد ہے۔ کیا حرج ہے۔ اگر میں ایک پھل کو ہمیشہ کے لئے اپنے واسطے حرام کر لوں۔

"یہی آپ کی بھول ہے۔" بھویں سکیڑتے ہوئے سمجھانے کے انداز میں کہا۔ آپ خود تباہ ہونے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔

کیا کہا۔ میں تباہ ہونے کا بیڑا اٹھا رہا ہوں۔

ہاں۔ آپ اٹھا رہے ہیں۔

یہ کیسے ؟

یہ کیسے۔ یہ ایسے کہ آپ اپنے عیش و آرام کے ذریعے پر تالا لگا رہے ہیں۔ اپنی بھلائی کے راستے میں ناعاقبت اندیشی کے کانٹے بچھا رہے ہیں۔ اپنے حسین مستقبل کے چہرہ پر ہٹ دھرمی کی سیاہی مل رہے ہیں۔ تاکہ آپ عذاب الٰہی کے حق دار بنیں اور اپنی بھلائی کے ذرائع آمنا و صدقنا کے تاریک کنویں میں پھینک دیں کیا آپ کو......

آدمؑ نے بات کاٹ کر کہا۔ حوا! تمہاری یہ عجیب و غریب باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں۔ کیا تمہارا یہ منشا ہے کہ میں اپنے پروردگار کے احکام سے سرکشی کروں۔ کیا تم یہ چاہتی ہو کہ محض ایک پھل کا ذائقہ حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام نعمتوں کو ٹھکرا دوں۔ اور پھر کچھ خبر نہیں کہ وہ پھل ذائقہ میں کڑوا ہے یا میٹھا ہے۔ خدا جانے اس میں کیا راز ہے۔ جس کو میں اور تم دونوں نہیں جانتے۔

آپ نہ جانتے ہوں۔ لیکن میں جانتی ہوں کہ اس کا ذائقہ شہد سے زیادہ میٹھا اور جنت کی ہر نعمت سے زیادہ سرور انگیز ہے۔ یہ دیکھو آدمؑ اس کی رنگت کتنی دلفریب ہے۔ مسکہ سے زیادہ نرم اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ لو اسے کھالو تاکہ ہم عذاب الٰہی سے محفوظ ہو جائیں۔

کیا کہا حوا تم نے۔ عذاب الٰہی سے محفوظ ہو جائیں۔

ہاں۔ عذاب الٰہی سے محفوظ ہونے کا صرف یہی ایک ذریعہ ہے۔

یعنی یہ کہ پروردگار سے سرکشی عذاب سے بچانے کا ذریعہ ؟

سرکشی نہیں بلکہ حفاظت خود اختیاری کے لئے سمجھداری۔

www.ksars.org

ایسی سمجھداری تمہیں ہی مبارک رہے۔ حوا میں کسی حالات میں اپنے خالق سے غداری کے لئے تیار نہیں۔ کہ محض اس غداری کے باعث عزازیل جیسا باعظمت شخص موردِ عتاب ہوا۔ اس نے بھی تو ایک ہی نافرمانی کی تھی۔ جس کے باعث آج تک موردِ عذاب ہے۔ اور تمام کائنات کی بھلائیاں اور عیش و آرام اس پر حرام ہو گیا ہے۔ تو کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں بھی نافرمانی کر کے عذاب میں مبتلا ہو جائوں۔

حوا نے کہا۔ وہ مغرور تھا۔ اس نے پروردگار کے سامنے غرور کا مظاہرہ کیا۔ اس نے کہنا نہیں مانا اور عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوا۔ اور آپ یہ کام اپنی بھلائی کیلئے کریں گے۔ اپنا مستقبل درست کرنے کیلئے کریں گے۔ اس واسطے ہم پر کوئی مصیبت نازل نہیں ہو گی۔ بلکہ آئندہ کا ایک خطرہ جاتا رہے گا۔

وہ خطرہ کیا۔ آدمؑ نے حیرت سے پوچھا۔

خطرہ یہ کہ اگر ہم نے یہ پھل نہ کھایا تو ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

آدمؑ مسکرائے۔ کیا کہہ رہی ہو حوا۔ یہ الٹی بات۔ پروردگار نے تو یہ بتایا ہے کہ اگر یہ پھل کھائیں گے تو تباہ ہو جائیں گے۔ تم یہ کہتی ہو کہ اگر یہ نہ کھائیں گے تو تباہ ہو جائیں گے۔

حوا آخر مجبور ہو گئیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آدم کسی طرح راضی نہیں ہوتے تو انہوں نے اجنبی کی ملاقات اور اس کی مفصل گفتگو بیان کر دی اور آخر میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ وہ ٹھیک کہتا ہے ورنہ اس کی کیا ضرورت تھی کہ جنت کے تمام میوے اور تمام نعمتیں تو ہمارے لئے مباح قرار دی جائیں لیکن ایک حقیر درخت کیلئے ایسی زبردست شرط لگا دی جائے۔ یقیناً یہی شرط ہمارے لئے نقصان دہ ہے اور ہمیں چاہئے کہ یہ پھل ضرور کھائیں۔

غیر ضروری نوٹ:

واضح رہے کہ آج کل عام خیال یہ ہے کہ اگر کسی معاملہ میں کسی شخص کو بزرگوں سے رائے لینے کی ضرورت پڑے اور اتفاق سے کوئی بزرگ اس وقت نہ ملے تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی سے مشورہ لے اور بیوی جو مشورہ دے اس کا الٹ کرے۔ کامیابی ہو گی۔ یہ الٹے مشورے پر عمل کرنا اس بات کی یادگار ہے جو حوا نے آدمؑ کو رائے دی تھی۔ اگر آدمؑ بیوی کے مشورہ کے خلاف عمل کرتے اور پھل نہ کھاتے تو یقیناً کامیابی تھی مگر انہوں نے عورت کے مشورہ کے مطابق سیدھا سادہ عمل کر لیا اور آخر کار انہیں نقصان پہنچ گیا۔

www.ksars.org

بہر حال آدمؑ نے مجبور ہو کر ڈرتے ڈرتے وہ خوشہ حوا کے ہاتھ سے لے لیا اور اللہ کا نام لے کر کھا گئے۔ یہ عورت کی پہلی غلطی تھی۔ جس پر مرد نے عمل کیا۔ ابھی وہ گیہوں معدہ تک بھی نہ پہنچا ہو گا کہ کل حلہ ہائے بہشتی آدمؑ اور حوا کے جسم سے گر پڑے اور تاج تقرب ان کے سروں سے ایسے اڑ گیا جیسے کوئی پرندہ ہوا میں اڑ جائے۔

حلہ ہائے بہشتی کی نشانی اب بھی جسم انسانی میں ناخن کی شکل میں موجود ہے۔ حلہ ہائے بہشتی تمام و کمال ایسے تھے جیسے انسان کی انگلیوں پر ناخن ہیں اور یہ محض یادگار کے نام پر چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اور یہ واقعہ بھی ہے کہ انسان انتہائی مسرور حالت میں قہقہے لگا کر ہنس رہا ہو اور اتفاق سے اپنے ناخن دیکھ لے تو اس کے دل پر ایک اداسی چھا جاتی ہے اور وہ ایک لمحہ کے لئے بھول جاتا ہے کہ کس بات پر اسے ہنسی آ رہی تھی۔ اگر کسی شخص کو میرے اس دعوے پر شبہ ہو تو جب چاہے تو تصدیق کر سکتا ہے یعنی ہنسی کے وقت اگر ناخن دیکھ لے تو ہنستے ہنستے بھی کچھ اداسی سی محسوس کرنے لگتا ہے۔

خیر تو یہ جملہ معترضہ تھا اسے چھوڑ دیئے اور یہ سنیئے کہ جب آدمؑ اور حوا کے جسم سے بہشتی لباس اتر گیا اور وہ برہنہ ہو گئے تو انہیں بڑی شرم محسوس ہوئی۔ قریب ہی انجیر اور عود کے درخت تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اپنے پتے آدم اور حوا کو دیدیئے۔ تاکہ مغز پوشی ہو سکے۔

یہاں یہ بھی عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آدم اور حوا کے جسم سے بہشتی لباس اترنے کے بعد بھی ساکنان جنت انہیں برہنہ نہ دیکھ سکے تھے۔ کیونکہ پروردگار نے باوجود عتاب کے اپنے خلیفہ کے ساتھ ستر پوشی کی رعایت رکھی تھی اور اہالیان جنت سے قوت باصرہ کا صرف وہ حصہ چند سیکنڈ کے لئے الگ کر لیا تھا۔ جس کی مدد سے وہ ان دونوں کو کامل برہنہ دیکھ سکتے۔ البتہ جسم کا عام حصہ لوگوں کو ننگا نظر آ رہا تھا۔ اور درخت انجیر و عود نے محض اسی باعث اپنے پتے پیش کئے تھے۔ البتہ آدمؑ حوا کو برہنہ دیکھ سکتے تھے اور حوا آدمؑ کو۔ اس واسطے ان پتوں نے بہت کام دیا اور فوراً ہی ایک دوسرے نے اپنی اپنی ستر پوشی کر لی۔

اسی یادگار میں آج آدمؑ کی اولاد برہنگی کو ناجائز قرار دیتی ہے اور ایک دوسرے کو ننگا دیکھ لینا سخت گناہ کی بات جانتی ہے۔ لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ میں نے یہ فرسودہ خیال لوگوں کے دلوں سے نکالنا شروع کر دیا ہے اور اگر آپ لوگ تھوڑی بہت معلومات رکھتے ہیں تو آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میری یہ تحریک برہنگی کتنی زوروں پر ہے۔ جس چیز کو میرے ازلی دشمن آدمؑ نے اپنے واسطے باعث شرم قرار دے کر انجیر کے پتے استعمال کئے تھے وہ آج میں اس کی اولاد کے لئے باعث فخر قرار دے رہا ہوں۔ کتنی دلچسپ کامیابی ہے کہ آدمؑ نے اپنی برہنگی دور کرنے کیلئے دوسروں کی مدد سے لباس حاصل کیا اور آج اسی آدمؑ کی اولاد اپنی برہنگی تیار کرنے کے لئے خود اپنا لباس جسم سے اتار کر پھینک رہی ہے۔ یہ دیکھ دیکھ کر میں ہوا میں قہقہوں کی آوازیں بلند کر رہا ہوں۔ اور یہ آوازیں قدامت پسند لوگوں کی آنکھوں سے ٹکراتی ہیں اور آنسو بن کر گرنے لگتی ہیں اور دنیا کا ناسمجھ انسان ان آنسوئوں کو قدیم تہذیب کے شکستہ مزار پر پھولوں کی

www.ksars.org

طرح چڑھا رہا ہے۔ مگر نہیں سمجھتا کہ اس مزار کا ذرہ ذرہ سرتاپیاس بن گیا ہے۔ اور ان آنسوئوں کو اپنے پیاسے وجود میں پیوست کر کے دنیا کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے اوجھل کر دیتا ہے۔

احکم الحاکمین کی عدالت میں

مجھے جو کرنا تھا کر چکا۔ میرے جذبہ انتقام پر کامیابی کا پانی پڑ چکا تھا۔ اب صرف مجھے یہ دیکھنا باقی تھا کہ جس عدالت نے محض ایک معمولی نافرمانی کے سبب مجھ جیسے جلیل القدر بادشاہ کے ساتھ یہ انصاف کیا ہے کہ ہمیشہ کے واسطے میری گردن میں لعنت کا طوق ڈال دیا۔ وہ اپنے اس خلیفہ کی نافرمانی پر کیا سزا دے گا جسے اس نے اپنے ہاتھ سے بڑے شوق میں تخلیق کیا ہے اور جس کی ذات سے اسے طرح طرح کی امیدیں وابستہ تھیں۔ آج دیکھنا ہے اس کے انصاف کا حال۔ میرا خیال تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے مٹی کے کھلونے کو توڑے گا۔ لیکن مجھے خبر ملی کہ بارگاہ حقیقی سے آدمؑ اور حوا کے نام پروانہ طلبی صادر ہوا ہے۔ حیہ اور طائوس بھی بلائے گئے ہیں۔ انجیر اور عود کو بھی حاضری کا حکم ملا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی میں بھی چپکے سے اپنی انتہائی پرواز تک پہنچ گیا تاکہ انصاف کا تماشہ دیکھ سکوں۔

مجرموں کی حاضری

سب سے پہلے میں نے دیکھا کہ جناب آدمؑ بصد رنج و یاس جنت الفردوس سے برآمد ہوئے۔ ان کے چہرے پر کھیلتے ہوئے جذبات سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ دل ہی دل میں یہ مصرعہ پڑھ رہے ہیں

خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

ایک دفعہ پیچھے مڑ کر انہوں نے جنت پر نگاہ ڈالی تو خدا جانے کس غضب کی نگاہ تھی کہ در و دیوار لرزنے لگے۔ میں بھی اس زلزلہ سے گھبرا گیا۔ مگر بعد میں مجھے یاد آیا کہ حسرت بھری نظر تو پہاڑوں کو لرزہ براندام کر سکتی ہے۔

جی چاہا کہ آگے بڑھ کر آدمؑ سے علیک سلیک کروں اور پوچھوں۔ کہیئے حضرت کہاں تشریف لے چلے۔ یہ آج اداسی کیسی ہے۔ کیا کچھ کھو گیا ہے؟ مگر میں نے سوچا عقلمند دشمن وہ ہے جو خود کو ظاہر نہ کرے اور کامیاب ہو جائے تاکہ دوبارہ بھی بغیر مزاحمت کے انتقام کا موقع مل سکے۔

www.ksars.org

آدم کے پیچھے پیچھے میرا شکار جارہا تھا۔ جیسے شکاری کا بھرپور وار کھائے ہوئے ہو۔ یہ میرا آلہ کار حوا صاحبہ تھیں۔ جنہوں نے میرے مخلصانہ مشورہ پر عمل کر کے عذاب سے بچنے والی ترکیب کی تھی۔ بیچاری نہایت خاموش اور اداس جارہی تھی۔ پشیمانی کے آنسو قدم قدم پر گر رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے جی ہی جی میں چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی کا سبق پڑھتی جارہی ہیں۔

ان کے پیچھے میرا معزز دوست طائوس تھا اس کی کیفیت ایسی تھی جیسے آج کل کوئی شخص کسی عدالت میں جھوٹی گواہی دے رہا ہو اور مجسٹریٹ پر اس کے جھوٹ کا راز معہ ثبوت کے کھل جائے اور اس غریب گواہ کے گلے میں دفعہ ۱۹۳ کا پھندہ پڑ جائے اور بیچارہ جیل کی طرف یہ کہتا ہوا چل دے کہ ہم آئے تھے اس لئے کہ نماز بخشوائیں گے وہاں روزے اور گلے پڑ گئے۔

طائوس کے بعد مسٹر حیہ تھے جن کا منہ میں نے بطور رتھ کے استعمال کیا تھا۔ بیچارے نیچی گردن کئے ہوئے خراماں خراماں عدالت کی طرف جارہے تھے۔ ایک ایسے مجرم کی طرح جس کی مقدمہ کی تاریخ آخری ہو اور اسے سزا کا حکم سننے کا پورا یقین ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ بیچارے اپنی روانگی سے پہلے ضرور کوئی وصیت نامہ لکھ کر آئے ہیں۔

ان حضرات کے پیچھے پیچھے انجیر اور عود کے درخت تھے۔ ایسے چہرے بنائے ہوئے گویا ناکردہ گناہ ہیں۔ اور غلط فہمی کے باعث پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا ہے۔ راستہ میں ہر شخص پر اپنی نگاہوں سے معصومی کا اظہار کرتے ہوئے چل رہے تھے۔

آدمؑ کی سزا

دربار خداوندی پر آج قہاری کی پوری شان برس رہی تھی۔ جمیع ملائکہ خوف زدہ تھے اور ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ عرش و کرسی لرزہ براندام تھے ارشاد ہوا کہ آدمؑ کو حاضر کرو۔

آدم نیچی نگاہیں کئے ہوئے ڈرتے ڈرتے پیش ہوئے اور سجدہ عبودیت بجالانے کے بعد دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ آواز آئی۔

اے آدمؑ کیا ہم نے نہ کہا تھا تم سے کہ "لا تقربا ہذہ الشجرۃ" مگر تم نے اس پر عمل نہیں کیا۔ ہم نے تمہیں اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ یہ درخت تمہارے لئے ممنوع ہے اور اگر اس درخت کا پھل کھائو گے تو خسارے میں رہو گے۔ آخر کار آج وہ دن آگیا کہ تم اس کا نتیجہ حاصل کرنے کے لئے انصاف کے سامنے کھڑے ہو ہم نے تمہیں اپنا خلیفہ بنایا تھا کہ نیک اعمال اور اطاعت کا مظاہرہ کر کے مخلوق کو سبق دو گے نہ کہ اس لئے کہ خلافت کو بدنام کرنے کا باعث بنو وہ بھی صرف ایک معمولی ذائقہ حاصل کرنے کے لئے، پس تمام حالات پر غور کرنے کے بعد ہم تمہارے لئے حسب ذیل دس سزائیں تجویز کرتے ہیں۔

www.ksars.org

پہلی سزا

تمہارے جسم کی ظاہری خوب صورتی یعنی حلہ ہائے بہشتی تم سے واپس لئے جائیں۔(اوراس پر عملدرآمد ہوچکاہے(

دوسری سزا

تمہاری موجودہ زندگی کے ساتھ جنت سے اخراج اوراس کا عمل درآمداسی وقت ہوگیاجب کہ تم اس دربار میں طلب کئے گئے۔

تیسری سزا

عتابِ الٰہی۔جواس وقت تم پر ہورہاہےاور جس کی پاداش تمہیں ہمیشہ خون کے آنسو رُلائے گی۔

چوتھی سزا

ستر عورت کی معلومات۔کہ یہ میرے خلیفہ آدمؑ کے لئے سخت ممنوع تھی۔(اس پر بھی عملدرآمد ہوچکاہے(

پانچویں سزا

تم سے اور تمہاری اولاد سے شیطان الرجیم کی عداوت قیامت کے دن تک۔

چھٹی سزا

آدم(آدمی)کے نام کے ساتھ عاصی کااضافہ کہ یہ بطور تاج عصیاں آدم کے ساتھ رہے گا۔

ساتویں سزا

تمہاری اور حوا کی مفارقت اوراس کادل خراش صدمہ تمہارے قلب پر۔

آٹھویں سزا

تمہاری ہر حرکت پر شیطان کوآزادی کہ وہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کرے۔

نویں سزا

www.ksars.org

تم کواور تمہاری اولاد کو دنیا کی مصیبتوں اور ہولناک تکلیفوں کا سامنا۔

دسویں سزا

تلاش معاش کی سوہان روح بننے والی تکلیف جس سے تم آج تک بے نیاز تھے۔

یہ حکم سنانے کے بعد چند ملائکہ کو حکم دیا گیا کہ آدم کو زمین پر پھینک دو تا کہ یہ اپنے کئے کی سزا پا سکیں۔ چنانچہ فرشتوں نے تعمیل ارشاد کی اور مجھے تخت سلطنت سے اتروانے والے حضرت آدمؑ آسمان سے ٹپکا دیئے گئے۔ جو بیچارے کوہ سراندیپ پر آکر گرے۔

حوا کی سزا

آدم کے مقدمہ کا فیصلہ سنانے کے بعد بی بی حوا طلب کی گئیں۔ ارشاد ہوا۔

اے حوا تم جانتی ہو کہ اس معاملہ میں آدمؑ سے زیادہ تم قصور وار ہو اور تمہیں نے آدمؑ کو مجبور کر کے وہ پھل کھلایا۔ آدمؑ کو محض اس جرم میں سزا دی گئی کہ باوجود ہماری ممانعت کے تمہاری تقریر سے وہ مجبور ہو گئے اور انہوں نے تمہارا کہنا مانتے وقت یہ نہ سوچا کہ پروردگار کے احکام کی نافرمانی ہو رہی ہے چونکہ تم آدمؑ سے زیادہ قصور وار ہو اس لئے تمہارے واسطے ذیل کی پندرہ سزائیں تجویز کرتے ہیں۔

پہلی سزا

جنت اور اس کی نعمتوں سے محرومی کے بعد دنیا کی مصیبت جس سے قیامت تک تمہاری اولاد کو چھٹکارہ نہ مل سکے گا۔

دوسری سزا

دنیا میں رہنے کے بعد ہر مہینے کی ایک ایسی مصیبت جس کی ناپاکی سے تم کئی دن تک پریشان رہو اور عبادت سے محروم رہو۔

تیسری سزا

عمل کی موجودگی میں روحانی اور جسمانی تکالیف جس سے زندگی میں بار بار پالا پڑے گا۔

چوتھی سزا

www.ksars.org

وضع حمل کی ایک ایسی سخت تکلیف جس کے سامنے دنیا کی تمام جسمانی تکلیفیں ہیچ ہیں۔

پانچویں سزا

مرد کی مستقل محکومیت اور غلامی جس سے زندگی بھر چھٹکارہ نہ مل سکے گا۔

چھٹی سزا

مرد کو اختیار طلاق تاکہ وہ کسی حال میں تمہارا محکوم اور مطیع قرار نہ پائے۔

ساتویں سزا

طلاق یا بیوگی کے بعد ایک ایسی مدت کا قرار جس میں تمہیں دنیا کے لذایذ سے محرومی رہے۔

آٹھویں سزا

مرد کے مقابلہ میں تمہارا حق میراث جو مرد کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے کم ہو۔

نویں سزا

تم اور تمہاری بیٹیاں قیامت تک پیغمبری سے محروم اور اس کی نااہل رہیں گی۔

دسویں سزا

جمعہ کی نماز اور اس کے انمول ثواب سے محرومی تاکہ ہر ہفتہ اپنے کبیرہ گناہ کو یاد کر سکو۔

گیارھویں سزا

جہاد کی شرکت میں حاصل ہونے والے فضائل اور ان کے ثواب سے محرومی۔

بارھویں سزا

نقصان عقل۔ کہ اس میں ہمیشہ مرد کا دست نگر بن کر رہنا پڑے گا۔

تیرھویں سزا

www.ksars.org

دین اور مذہب کی عملی خدمتوں سے اندرونی قوتوں کا فقدان ہونے کے باعث محرومی یا کمی۔

چودھویں سزا

شہادت اور گواہی کے وقت کی ذلت کہ تمہاری شہادت مرد کے مقابلہ میں کمزور سمجھی جائے گی۔

پندرھویں سزا

مرد کے مقابلہ میں ہر قسم کی عزت و عظمت کی کمی تاکہ ہر وقت تمہارا یہ زبردست گناہ تمہارے سامنے رہے۔

یہ حکم سنانے کے بعد پروردگار نے چند ملائکہ کو حکم دیا کہ حوا کو زمین پر پھینک دو۔ تاکہ یہ اپنے کئے کی سزا پا سکیں۔ چنانچہ فرشتوں نے حکم خداوندی کے ماتحت بیچاری بی بی حوا کو آسمان سے نیچے ڈال دیا۔ اور وہ بار عایت خداوندی زندہ سلامت جدہ کی سرزمین پر آ پڑیں اور حضرت آدمؑ کو فراق کی سزا جو دی گئی تھی اس پر عملدرآمد ہو گیا۔ یعنی آدمؑ کوہ سراندیپ میں پھینکے گئے اور بی بی حوا جدہ میں۔

طائوس کی سزا

بی بی حوا کا مقدمہ ختم ہونے کے بعد طائوس پیش ہوا۔ حکم ہوا:

اے طائوس تیری خطا گو زیادہ نہیں ہے لیکن یہ قصور کسی طرح معاف نہیں کیا جا سکتا کہ تو نے ہماری ممانعت عام کے باوجود کسی غیر کو جنت میں جانے کا موقع دیا حالانکہ تو واقف تھا کہ جنت میں ساکنان فردوس کے علاوہ کسی غیر کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ بس تیرے اس قصور کے عوض ہم حسب ذیل تین سزائیں تجویز کرتے ہیں۔

پہلی سزا

اخراج جنت کے بعد تیرے جسم کی تمام خوبصورتی واپس لے لی جائے اور نشانی کے طور پر کہیں کہیں اس کی یادگار باقی رہے۔

دوسری سزا

تیرے چھ سو بازو ہیں ان سب کو واپس لے کر صرف دو بازو تیرے پاس باقی رہنے دیئے جائیں۔

www.ksars.org

تیسری سزا

چونکہ تیرے پیر گناہ کی معاونت کے لئے حیہ کے پاس گئے تھے اس واسطے ان کی خوبصورتی سلب کر کے بدصورت کر دیا جائے۔

فیصلہ سنانے کے بعد پروردگار نے چند فرشتوں کو حکم دیا کہ طائوس کو آسمان سے نیچے گرادو۔ تاکہ یہ اپنے کئے کی سزا پائے۔ چنانچہ طائوس ہدایت کے مطابق زمین پر پھینک دیا گیا اور یہ بیچارہ ملک حبش میں آکر گرا۔

یہاں مجھے ایک اور بات عرض کرنی ہے۔ بعض انسانی مورخین نے لکھا ہے کہ طائوس قابل میں آکر گرا تھا لیکن میری تحقیق کا ماحصل یہ ہے کہ وہ حبش میں آیا۔ بہر حال میں انسانہ مورخین کی اس معاملہ میں تردید مناسب نہیں سمجھتا۔ کیونکہ اس وقت میں خود آسمان پر تھا اور میں نے اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر غور کروں۔ اگر اس وقت یہ خیال ہوتا کہ ایک نہ ایک دن مجھے اپنی سوانح عمری لکھنی پڑے گی اور اس میں یہ چھوٹی باتیں بھی درج کرنی پڑیں گی۔ تو میرے لئے اس بات کی تحقیقات کچھ مشکل نہ تھی۔ ذرا سی دیر میں معلوم کر سکتا تھا۔ بہر حال یہ ایسی اہم بات نہیں ہے۔ جس کے لئے تحقیقات کرنے کی ضرورت ہو۔ اگر انسانہ مورخ یہ ہٹ دھرمی کریں کہ وہ قابل میں گرا تھا تو بہت اچھا۔ نیاز مند کو کیا غرض پڑی ہے کہ اس کی تردید کرتا پھرے۔ بہر حال یہ یقینی بات ہے کہ اسے فیصلہ خداوند کے بعد زمین پر پھینک دیا گیا۔

حیّہ کی سزا

مور (طائوس) کا مقدمہ طے ہونے کے بعد حیّہ (سانپ) کی باری آئی یہ بے حد حسین جانور تھا۔ تمام جسم پر نہایت ہی دل فریب رنگ کے پر تھے۔ اور چار پیروں سے چلتا تھا۔ موجودہ وقت کی حالت اور جسم سے کہیں زیادہ بڑا اور پیارا قد تھا۔ اس کے جسم اور منہ سے مشک اور عنبر کی خوشبو آیا کرتی تھی۔ جس طرف سے نکل جاتا تھا پیچھے خوشبوئوں کی سرور انگیز دنیا چھوڑ جاتا تھا۔ جنت میں اپنے مخصوص امتیازات کے باعث بہت ہی معزز اور ممتاز سمجھا جاتا تھا۔ جنت کے تمام باشندے حیّہ کی دوستی کو اپنے لئے باعث فخر جانتے تھے۔ آج بیچارہ نیاز مند کی دوستی کے باعث ملزم کے کٹہرے میں کھڑا اپنے مقدمے کا فیصلہ سننے کا منتظر تھا۔ بارگاہ انصاف سے آواز آئی۔

www.ksars.org

حیّہ! ہم نے تجھے اپنی بہت سی مخلوق سے زیادہ حسن صورت دیا۔ طرح طرح کی نعمتیں تجھے بخشیں، عزت دی، عظمت دی اور اپنی لاتعداد مہربانیوں سے مالامال کیا۔ لیکن تونے ان کی کوئی قدر نہیں کی۔ اور باوجود ہمارے امتناعی حکم کے تونے غیر کو جنت میں لے جانے کا گناہ کیا۔ حالانکہ تو لے جاتے وقت بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ سوائے ساکنان فردوس کے ہماری اجازت لئے بغیر کوئی شخص داخل جنت نہیں ہو سکتا۔ مگر تونے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی اور یہ خیال کر لیا کہ ہم تیری غداری کا حال نہ جان سکیں گے۔ اس واسطے ہم تیرے لئے حسب ذیل تین سزائیں تجویز کرتے ہیں۔

پہلی سزا

اخراج جنت کے ساتھ ہی تیرا تمام حسن صورت واپس لے کر تیرا چہرہ مسخ کر دیا جائے۔

دوسری سزا

جن پیروں کے ذریعہ تو غیر کو لے کر جنت میں داخل ہوا وہ واپس لے لئے جائیں تاکہ آئندہ پیٹ کے بل گھسٹے۔

تیسری سزا

جس منہ میں بھٹا کر لے گیا تھا اور جہاں سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی تھی۔ وہاں بجائے انوار کے زہر ہلاہل بھر دیا جائے۔

مقدمہ کا فیصلہ اور سزا کا حکم سنانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے چند ملائکہ کو حکم دیا کہ حیّہ کو سزائیں بھگتنے کیلئے زمین پر پھینک دو۔ چنانچہ حیّہ صاحب بصد حسرت و یاس جسم کی ظاہری و باطنی خوبصورتی کھو کر پیروں سے بے نیاز زمین پر گھسٹ گھسٹ کر چلنے کیلئے اس دارالحن اور دارالسزا میں آگئے جہاں انسان اپنے عیش و آرام کے ذرائع تلاش کرتا رہتا ہے۔ یہ بچارے اصفہان میں آکر گرے اور دنیا کے لئے درس عبرت بن کر اپنی اولاد اور اولاد کی صورت میں آج تک زندہ ہیں۔

انجیر اور عود کی سزا

چونکہ ان دونوں درختوں نے بھی گناہ گار آدمؑ کی امداد کی تھی اور یہ امداد پروردگار کا حکم حاصل کئے بغیر ہوئی تھی اس واسطے حیّہ کے بعد یہ دونوں بھی بصورت ملزم پیش ہوئے اور چونکہ ان کے گناہ زیادہ وزنی نہ تھے اس واسطے صرف اخراج جنت ہی پر اکتفا کیا گیا۔

www.ksars.org

میری سزا

یہ ناانصافی ہو گی۔ اگر اس سلسلہ میں ان سزائوں کا ذکر نہ کروں جو میرے لئے تجویز کی گئیں۔ اس کے علاوہ ان سزائوں کا ذکر چھوڑ کر حضرت انسان کی طرح فن تاریخ نویسی کا گلا گھونٹنے کا جرم بھی کروں گا۔ پس ضرورت ہے کہ میں اپنے مقدمہ کی کیفیت بھی درج کروں۔

چونکہ گیہوں کھلانے کے سلسلہ میں میرا ہاتھ بھی تھا۔ اس واسطے اس ضمن میں میرا مقدمہ پیش ہوا۔ بارگاہ حقیقی نے فیصلہ فرمایا کہ ابلیس کے لئے حسب ذیل دس سزائیں تجویز ہوئی ہیں۔

پہلی سزا

روئے زمین کی سلطنت جو ہم نے پیغمبری کے اعزاز کے ساتھ بخشی تھی واپس لی جائے (عملدرآمد ہو چکا)۔

دوسری سزا

جنت سے اخراج اور در جنت ہمیشہ کے لئے ممنوع (اس سزا پر بھی عملدرآمد ہو چکا)۔

تیسری سزا

وہ حسن صورت جس کو تمام فرشتوں پر فضیلت تھی۔ واپس لے کر صورت مسخ کی جائے (عملدرآمد ہو چکا۔ میرا فوٹو دیکھ لیجئے)۔

چوتھی سزا

ابلیس نام تجویز کیا گیا (عملدرآمد ہو چکا)۔

پانچویں سزا

آئندہ ہونے والے تمام شیاطین اور اشقیا کی پیشوائی کا بدنما داغ۔

www.ksars.org

چھٹی سزا

قیامت تک کے لئے مستحق لعنت۔تاکہ قدم قدم پر اپنا گناہ کبیرہ یاد کر سکوں(کر رہا ہوں)۔

ساتویں سزا

مغفرت کے تمام دروازے اور اسباب ہمیشہ کے لئے بند کر کے محروم شفاعت کیا جائے۔(دیکھا جائے گا(

آٹھویں سزا

توبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ رکھی جائے اور ہمیشہ کے لئے در توبہ بند کر دیا جائے۔(کرتا ہی کون ہے۔توبہ(

نویں سزا

آج سے قیامت تک پیدا ہونے والی قوموں کے گناہوں میں برابر کا شریک اور مستحق۔(شکریہ(

دسویں سزا

خطیب اہل النار کا بدنام کن خطاب جو پیشانی پر سیاہ داغ کی صورت میں نظر آئے گا۔

یہ تھیں میری سزائیں۔ خیر یہ تو ہونے والی بات تھی۔ مجھے اس کا غم نہیں کیونکہ یہ تو میں اسی وقت جانتا تھا۔ جب گیہوں کھلانے اور آدم سے انتقام لینے کے منصوبے باندھ رہا تھا۔البتہ اس ضمن میں یہ بتانا ضروری ہے کہ اس فیصلہ کے بعد مجھے آسمان سے نیچے پھینک دیا گیا۔اور بصرہ میں آکر گرا اور بعض مورخین کا خیال ہے کہ میں میسہ میں آکر گرا تھا لیکن آپ خود ہی انصاف سے کہیئے کہ اپنی جگہ کو میں بہتر جان سکتا ہوں یا یہ ان دیکھی باتیں لکھنے والے۔سچ پوچھیئے تو دنیا کی یہ پہلی جگہ کم از کم میرے لئے تو بہت ہی اہم ہے۔اسے کیوں کر بھول سکتا ہوں۔

www.ksars.org

ہم سب کی ایک دوسرے سے مخالفت

ان تعزیرات اور تباہیوں کے بعد ضروری تھا کہ ہم سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر اس بربادی کا سبب دریافت کرتے اور سبب معلوم ہونے کے بعد یہ ضروری امر تھا کہ جس کے باعث تباہی آئی ہے اس سے بغض پیدا ہو اور اس کے خلاف انتقام کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

آدم و حوا کا جذبہ انتقام

آدم کی مجھ سے مخالفت

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ آدم اور انکی اولاد مجھ پر کتنی مہربان ہے آدم اور حوا کا خیال تھا کہ ان کی تباہی کا اصلی سبب میری ذات ہے چنانچہ وہ زندگی بھر مجھ پر لعنت ملامت کرتے رہے اور اب ان کی اولاد بھی مجھ غریب کو گالیاں اور کوسنے دیئے بغیر نہیں رہتی حالانکہ سب جانتے ہیں کہ میں نے آدم کے ساتھ کوئی خاص دشمنی نہیں کی تھی۔ بلکہ جو کچھ بھی کیا تھا وہ جذبہ انتقام کا کارنامہ تھا کیونکہ دراصل آدمؑ ہی میری تباہی کا باعث ہوئے تھے۔ نہ وہ پیدا ہوتے، نہ سجدہ کا جھگڑا پڑتا۔ اس واسطے میں نے جو کچھ کیا وہ آدم کی مخالفت کے لئے بلکہ اپنے انتقام لینے کے لئے۔ کیونکہ جب آدم کی وجہ سے میں تباہ و برباد ہوا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ چین کی زندگی گزارتے اور یہی نہیں بلکہ قیامت تک کوشش کروں گا کہ آدم کی اولاد چین سے نہ بیٹھ سکے اور شاید آدمؑ کی اولاد بھی مجھے اسی طرح کوستی رہے گی۔

آدم کی مور سے مخالفت

دنیا سمجھتی ہے کہ بھولے بھالے آدمؑ نے اور ان کی اولاد نے مور کو بے قصور سمجھ کر چھوڑ دیا اور اس سے کوئی بدلہ نہیں لیا لیکن اس چیز پر آج تک کسی نے غور نہیں کیا کہ آدمؑ کی اولاد بلی اور کتا جیسے غلیظ جانور تو پالنا گوارا کرتی ہے اور تقریباً ہر دس پانچ گھروں کے بعد ایک گھر میں ضرور ہی یہ جانور ملے گا لیکن مور بیچارہ جنتی حسن کھونے کے بعد بھی دنیا کے ہزاروں لاکھوں جانوروں سے زیادہ حسین ہے مگر آدمؑ کی اولاد اپنے قریب رکھنا گوارا نہیں کرتی اور یہ بے چارہ جنگلوں میں بھٹکتا پھرتا ہے۔

www.ksars.org

آدم کی سانپ سے مخالفت

ہاں! سانپ سے آدمؑ اور ان کی اولاد نے جی کھول کر بدلہ لیا اور اسے موذی قرار دے کر قتل الموذی قبل از الایزا پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔ آدمؑ اور ان کی اولاد کا خیال ہے کہ اگر حیّہ امداد نہ کرتا تو شیطان جنت میں داخل ہو کر اس تباہی میں کامیاب نہ ہوتا۔ اس واسطے حیّہ سب سے بڑا خطاوار ہے اور زیادہ سے زیادہ سزا کا مستحق ہے۔ چنانچہ آدمؑ کی اولاد نے دنیا میں یہ رواج عام کر دیا ہے کہ حیّہ کی اولاد جہاں نظر آئے جان سے مار دو ہرگز ہرگز رعایت نہ کرو۔

آدم کی انجیر اور عود سے دوستی

چونکہ انجیر اور عود نے آدم سے ہمدردی کی تھی اس واسطے آدمؑ کی اولاد ان دونوں کو اپنا دشمن نہیں کہتی بلکہ ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی ہے اور اگر انجیر اور عود کو آدمؑ کے ذریعے نقصان نہ پہنچتا اور وہ آدمؑ کی بدولت جنت سے نہ نکالے جاتے یا ان میں آدمؑ کے خلاف کوئی جذبہ نہ ہوتا تو یقیناً یہ دونوں چیزیں آدمؑ اور ان کی اولاد کے لئے بے انتہا فوائد بخشتیں۔ لیکن افسوس ہے کہ انجیر اور عود کا دل آدمؑ کی طرف سے صاف نہیں ہے اور انہیں یقین ہے کہ ان کی تباہی کا باعث آدمؑ ہی ہے۔ لہٰذا ان دونوں نے اپنے بے شمار فوائد کا اظہار ہی نہ ہونے دیا۔

مور کا جذبہ انتقام

مور کا خیال ہے کہ وہ بیچارہ بن آئی مارا گیا نہ وہ کسی کی بھلائی میں تھا۔ نہ برائی میں۔ لیکن غور کیا جائے تو اس کا جرم سب سے زیادہ اہم اور ناقابل معافی ہے اس نے اجنبی کی باتوں پر غور کیا تھا اور پھر جنت میں جا کر اپنے اثر سے کام لیا اور حیّہ کو اس بات کی ہدایت کی تھی کہ وہ اجنبی فرشتے کو جنت کی سیر کرا دے۔

www.ksars.org

دنیا میں آنے کے بعد طاؤس (مور) کی بھی رگِ انتقام بھڑک اٹھی اس نے سوچا کہ حیّہ مجھ سے زیادہ سمجھدار تھا پھر اس نے ایسی حرکت ہی کیوں کی اور کیوں اجنبی کے متعلق تحقیقات نہ کی۔ مگر چونکہ بیچارے کی طاقتیں سلب کر کے جنت سے علیحدگی ہوئی تھی اس واسطے اس نے محسوس کیا کہ آدمؑ اور حوا سے انتقام لینے کی مجھ میں قدرت نہیں تاہم اس کے انتقام کا نتیجہ حسب ذیل رہا۔

مور کی آدم و حوا سے مخالفت

چونکہ آدم سے انتقام لینے کی قوت اس میں نہیں رہی تھی۔ لہٰذا یہی بہتر سمجھا کہ اس مٹی کے پتلے سے دور جنگلوں اور بیابانوں میں زندگی گزار دے اور جب رات کو ۳ بجے کے قریب آدمؑ اور ان کی اولاد نیند کی روح پرور راحتوں میں کھو رہی ہو تو چیخ چیخ کر ان کی نیندیں حرام کر دے چنانچہ آج کے دن تک طاؤس کی اولاد اس پر عمل کرتی ہے اور رات کے آخری حصہ میں جو نیند کا بہترین وقت ہے چیخ چیخ کر اولاد آدمؑ کو آرام کرنا حرام کر دیتی ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں میں جہاں جہاں طاؤس کی اولاد بکثرت آباد ہے وہاں کے باشندے اس بات کو سمجھتے ہونگے کہ پچھلے پہر طائوس کی اولاد ان کی میٹھی نیند کو کس طرح برباد کیا کرتی ہے۔

مور کی حیّہ سے مخالفت

البتہ حیّہ چونکہ خود بے طاقت ہو کر جنت سے نکالا گیا ہے۔ اس واسطے آج کے دن تک طائوس کی اولاد حیّہ کی اولاد سے برسرپیکار ہے اور دیکھنے والے ہمیشہ دیکھتے رہے ہیں کہ مور کسی حالت میں بھی سانپ پر رحم نہیں کرتا بلکہ مزید احتیاط اور انتقام کی شدت بڑھانے کے لئے طائوس کی اولاد نے حیّہ کی اولاد کو اپنی مرغوب غذائوں میں شامل کر لیا ہے تاکہ طائوس کی اولاد سے کسی وقت بھی یہ جذبہ انتقام و مخالفت دوہرا سکے۔ اگر کسی سانپ اور مور کی دشمنی میں شک ہو تو وہ ہر وقت تجربہ کر سکتا ہے۔ مور کے سامنے سانپ کو چھوڑ دیجئے۔ پھر سانپ کے بچنے کی کوئی صورت ہی نہیں رہے گی۔

www.ksars.org

مور کی انجیر اور عود سے مخالفت

جن لوگوں کو اس تجربہ کا موقع ملا ہے وہ سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ مور انجیر اور عود کے قریب ہو کر بھی نہیں گزرتا۔ یہی نہیں بلکہ اگر انجیر کے پتوں کی دھونی مور کو دی جائے تو وہ بیمار ہو جائے گا اور اس کا جانبر ہونا مشکل ہو جائے گا۔

دوسرا تجربہ اس سلسلہ میں اس طرح ہو سکتا ہے کہ اگر مور کو مجبوراً انجیر کے قریب رہنا پڑے اور اس سے دور رہنے کی صورت نہ رہے تو مور انجیر کے تمام پتے نوچ نوچ کر پھینک دے گا اور درخت کو جہاں تک نقصان پہنچا سکے گا پہنچا دے گا۔

مور کی مجھ سے مخالفت

البتہ مور بیچارہ مجھ سے انتقام لینے کے لئے بڑا بیتاب ہے۔ ہزار جتن کے باوجود مجھ پر قابو نہ پا سکا۔ جنگل میں جب کہیں میری اور اس کی مڈ بھیڑ ہو جاتی ہے تو بے تحاشہ میرے پیچھے دوڑتا ہے اور جب میں اس کی بے بسی اور ناکامی دیکھ کر ایک ہلکا سا چپت اس کے رسید کر دیتا ہوں تو بری طرح چیخ مار مار کر سارے جنگل کو سر پر اٹھا لیتا ہے۔ یہ آواز سن کر اس کی ساری برادری مجھے زور زور سے گالیاں دیتی ہے اور اس طرح تھوڑی دیر کے لئے وہ جنگل میدان جنگ کے شور کا منظر پیش کر دیتا ہے۔

حیّہ کا جذبۂ انتقام

حیّہ بیچارہ بھی بے سر و سامان ہی خلد سے نکال دیا گیا تھا البتہ اس کے منہ میں بجائے انوار کے زہر ہلاہل جو بھر دیا گیا تھا وہ اس کے کام آگیا اور صرف یہی ایک ذریعہ انتقام لینے کا اس کے پاس تھا۔ اب اس زہر سے وہ جو کام لے سکتا تھا، لیتا ہے لیکن جہاں یہ زہر بھی ناکارہ ہو ثابت ہو جائے گا اس جگہ سانپ بے چارہ اپنی بے بسی پر بل کھاتا نظر آتا ہے۔

بہشت سے نکالی ہوئی دوسری مخلوق کی طرح حیّہ اور اس کی اولاد بھی آدمؑ اور آدم زاد کی زبان سمجھتی ہے۔ چنانچہ آج کل بھی عام طور پر لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ سانپ انسان کی گفتگو سمجھ لیتا ہے۔

www.ksars.org

پرانی عورتیں اس راز کو خوب سمجھتی ہیں جب ان کے گھر میں سانپ نظر آئے اور وہ امداد کے لئے اپنے مردوں کو آواز دیں تو یہ نہیں کہتیں کہ سانپ نکلا ہے بلکہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یا اس کا نام ''رسی'' لیتی ہیں یا لمبا کیڑا۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اگر سانپ کا ذکر سانپ کے سامنے صاف لفظوں میں کیا جائے تو وہ سمجھ جاتا ہے اور پھر مار نہیں کھاتا۔

بہت عرصہ ہوا آدم کی اولاد نے اپنی نسل میں حیّہ کی اولاد سے مخالفت ''انتقام'' کے جذبہ کو مستقل قائم رکھنے کی ایک صورت نکالی تھی اور وہ نہایت ہی کار گر رہی مثلاً یہ کہ ہر مہینہ یا ہر سال ایک دن ایسا مقرر کیا جاتا تھا کہ کنبہ قبیلہ کے لوگ ایک جگہ جمع ہو کر ''سانپ'' کی برائیاں اور نسل آدم سے اس کی مخالفت کے واقعات بیان کیا کرتے تھے تاکہ ان کی اولاد اور آئندہ آنے والی نسلوں کے ذہن میں بھی حیّہ سے انتقام لینے کا پورا جذبہ قائم رہے چنانچہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ آج کل بھی اولاد آدم میں وہی دستور چلا آرہا ہے۔

اگر کسی نے ایک مرتبہ سانپ کا ذکر چھیڑ دیا تو پھر گھنٹوں اسی کا ذکر رہتا ہے۔ طرح طرح کے واقعات سنائے جاتے ہیں۔ سب حاضرین نہایت شوق کے ساتھ سنتے ہیں اور آخر کار ان کے دماغوں میں یہ خیال پوری طرح گھر کر گیا ہے کہ سانپ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے لہٰذا اسے جہاں دیکھو ہلاک کر دو۔

حیّہ کی آدم سے مخالفت

یہ حالت دیکھ کر سانپوں نے بھی اپنے قومی جلسہ میں غور کیا اور بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ حیّہ کی اولاد کو بھی اس پر عمل کرنا چاہئے۔ طمانچہ کو جواب طمانچہ سے دینا ہم سب کا فرض ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم بھی آدم کی اولاد کے ساتھ کوئی رعایت نہ رکھیں اور جب موقع ملے اسے ہلاک کرتے رہیں۔ جب اس نے ہمارے نونہالوں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا ہے تو پھر کوئی توجہ نہیں کہ ہم اس مفسد مخلوق کے ساتھ کوئی رعایت روا رکھیں۔ ہماری قوم کے بچہ بچہ کو ہماری ''انسان کش انجمن'' کا ممبر ہونا چاہئے اور آج ہی سے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے تاکہ آدم کی اولاد دیکھ لے کہ حیّہ کی اولاد کسی طرح کمزور نہیں ہے۔

چنانچہ آج کل حیّہ کی اولاد اس ریزولیوشن پر عمل کر رہی ہے اور جہاں کہیں انسان پر اسکا قابو چلتا ہے ایسا میٹھا پیار کرتی ہے کہ بیچارہ انسان اس سرور اور خمار سے قیامت تک ہم آغوش رہتا ہے۔

www.ksars.org

حیّہ کی طائوس سے مخالفت

طائوس جیسے سخت جان کے لئے وہ رہزن بن جاتا ہے اس واسطے کہ حیّہ کی اولاد کے پاس اور کوئی ذریعہ ہی نہیں چنانچہ طائوس کی اولاد سے انتقام لینے کے لئے جب کبھی حیّہ کی اولاد کو موقع ملتا ہے مورنی کے انڈے توڑ پھوڑ جاتی ہے اور یہی اس کے اختیار میں بھی ہے اس سے زیادہ حیّہ کی اولاد طائوس کی اولاد کے ساتھ کچھ نہیں کر سکتی۔

حیّہ کی انجیر اور عود سے مخالفت

ان میں اگر مخالفت ہوتی تو غلط ہوتی۔ حیّہ نے اس طرف توجہ نہیں کی اور ان دونوں درختوں کو بے قصور سمجھ کر چھوڑ دیا۔

حیّہ کی مجھ سے مخالفت

یہی حال میرے ساتھ ہے کیونکہ اس بیچارہ کا مجھ پر بھی کوئی بس نہیں چلتا، لے دے کے وہی زہر۔ اور وہ میرے لئے بیکار، مجھے موت سے کیا واسطہ۔ اگر موت میرے لئے ہوتی بھی تو میں اس حقیر مخلوق سے کب دبنے والا ہوں چنانچہ سوئے اس کے کہ اس نے اور اس کی اولاد نے اپنے دشمنوں میں میرا نام لکھ رکھا ہے اور کوئی نتیجہ ہی نہیں نکلتا۔

انجیر اور عود کا جذبہ انتقام

یہ دونوں درخت بھی آدمؑ کی بدولت جنت سے نکالے گئے مگر افسوس ہے کہ ان دونوں کے پاس ایسی کوئی طاقت نہیں جس کی بنا پر یہ کسی سے انتقام لے سکیں۔ تاہم جو کچھ بھی ہے اس سے یہ دونوں ہر گز نہیں چوکتے۔

www.ksars.org

انجیر کی آدمؑ سے مخالفت

غور کیجئے۔ جنت سے آیا ہوا میوہ انجیر۔ مگر دنیا کے بازار میں کتنا بے اثر۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انجیر نے اپنا ذائقہ سلب کر لیا ہے اور انسان آج تک محسوس ہی نہیں کر سکا کہ انجیر میں کس قدر حیرت انگیز ذائقہ ہے۔ اس کا تجربہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ کوئی شخص بازار سے انجیر خریدے اور اس کو دس حصوں میں تقسیم کر کے الگ الگ روزانہ ایک حصہ کھا لیا کرے۔ وہی ایک قسم کا انجیر دس دن میں دس ذائقے دے گا اور پھر بھی حقیقی حلاوت انسان محسوس نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ وہ انجیر نے خود سلب کر لی ہے اور نہیں چاہتا کہ آدم زاد اس کی اصل کیفیت سے آگاہ ہو۔ یہی حال عود کا ہے اس نے بھی اپنے ''خاص اثرات'' خارج از وجود کر دیئے ہیں تا کہ وہ انسان جس کے باعث عود کو جنت سے نکلنا پڑا۔ اس کے حقیقی فائدوں سے مستفید ہو سکے۔

انجیر کی طائوس سے مخالفت

چونکہ انجیر موجودہ زمانہ میں ظاہری جان نہیں رکھتا اس واسطے اس کی قوت انتقام محدود ہے تاہم انجیر کے درخت کا ریزہ ریزہ مور کا دشمن ہے اور مختلف طور سے اس کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔

انجیر کی حیّہ سے مخالفت

یہی حال حیّہ کے ساتھ ہے۔ اگر سانپ کو کسی ہانڈی میں بند کر دیا جائے اور اس ہانڈی میں انجیر کے درخت کی جڑ (کچل کر) ڈال دی جائے اور پھر ہانڈی کا منہ اس طرح بند کر دیا جائے کہ اس میں زیادہ ہوا نہ جا سکے تو صرف ایک گھنٹہ کے اندر اندر سانپ مر جائے گا اور نئی بات یہ ہو گی کہ سانپ سکڑ کر پہلے سے نصف رہ جائے گا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انجیر کے درخت کی جڑ سانپ کو بہت تکلیف دے کر مارتی ہے ورنہ سانپ کے چھوٹا ہونے اور سکڑنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسی طرح عود کی لکڑی کو جلا کر اس کی راکھ سانپ کے منہ میں بھر دی جائے ایسے کہ وہ راکھ کم سے کم بیس منٹ سانپ کے منہ میں رہے تو یہ راکھ اس کے منہ کا تمام زہر پی کر اسے نہتا اور نکما بنا دے گی۔ سانپ لاکھ کوشش کرے لیکن وہ راکھ کے اس عمل کو نہیں روک سکتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ زہر دوبارہ اس کے منہ میں پیدا ہو جائے۔ لیکن ایک بار تو یہ راکھ اسے ناکارہ کر ہی دیتی ہے۔

www.ksars.org

انجیر کی مجھ سے مخالفت

آپ یہ سن کر حیران ہونگے۔انجیر کبھی کبھی مجھ سے بھی انتقام لیتا ہے۔

بات یہ ہے کہ مجھے ہمیشہ سے انجیر بہت مرغوب ہے۔جب میں جنت میں تھا تب بھی یہ میوہ مجھے بہت پسند تھا اور آج بھی میری رغبت کا وہی حال ہے جب کہیں انجیر کا درخت دیکھتا ہوں اور اس میں پھل نظر آتا ہے تو میں بے چین ہو جاتا ہوں اور جب طبیعت نہیں مانتی تو دو چار پھل توڑ کر کھا لیتا ہوں۔

جانتا ہوں کہ دنیا میں آنے کے بعد یہ میوہ مجھے کبھی راس نہیں آیا لیکن کیا کروں نیت نہیں مانتی۔دن میں ہزار مرتبہ تکلیف اٹھاتا ہوں، پریشان ہو جاتا ہوں مگر انجیر کھانے کی عادت نہیں جاتی اور انجیر بھی ایسے انتقام پر تلا ہوا ہے کہ خدا پناہ۔ادھر میں نے کھایا۔ادھر پیٹ میں بھٹی جلنی شروع ہوئی۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے بھٹی میں ایک اور بھٹی جلا دی۔درد بھی اس بلا کا ہوتا ہے کہ میں بھاگا پھرتا ہوں اور یہ انجیر میرے پیٹ میں جانے کے بعد چاروں طرف کودتا ہے تاکہ مجھے اندرونی تکلیف پہنچے اور میں پریشان ہو جائوں۔میں جانتا ہوں کہ اس کی دوا کے لئے جنت میں ایک پیڑ ہے اگر اس درد کے وقت وہ پتے کھالوں تو سکون ہو جاتا ہے۔لیکن کیا کروں جب انجیر کھاتا ہوں اور یہ پیٹ میں کود کر سخت بے چینی کا درد پیدا کرتا ہے تو میں گھبراہٹ کے عالم میں آسمان کی طرف دوڑتا ہوں۔تاکہ جنت سے وہ پتے لا کر کھالوں۔مگر جب آسمان کے قریب پہنچ جاتا ہوں تو فرشتے میرے منہ پر آگ پھینکتے ہیں اور گرز مارتے ہیں۔ناچار اپنا ارادہ ملتوی کر دیتا ہوں اور کراہتا ہوا واپس آجاتا ہوں۔آخر کار لوٹتے پیٹتے درد کی مدت پوری کرنی پڑتی ہی ہے۔

نوٹ:

رات کے وقت آسمان پر تاروں کا ٹوٹتا ہوا نظر آنا علامت ہے اس بات کی کہ میں اس وقت پیٹ کے درد کا علاج کرنے کے لئے آسمان کی طرف پرواز کرتا ہوں۔مگر فرشتے مجھ پر آگ کی بارش کر دیتے ہیں۔یہ عمل دن میں بھی اکثر ہوتا ہے۔لیکن دنیا کا انسان تیز نظر نہ ہونے کے باعث دن میں آسمانی آگ کا نظارہ نہیں کر سکتا۔

www.ksars.org

میری شیطنت کا بچپن

کتاب کے شروع ہی میں الٹی میٹم دے چکا ہوں کہ میں صرف اپنی زندگی کے حالات لکھوں گا۔اس واسطے یہاں سے آدمؑ اور حوا کے ساتھ ساتھ مور، سانپ اور انجیر وغیرہ کو بھی چھوڑتا ہوں۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ آدم کب تک اپنے گناہوں پر روتے رہے اور کس طرح صبر آیا۔نہ مجھے یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ حوا انہیں کب ملیں اور کہاں ملیں، نہ اس کی ضرورت سمجھتا ہوں کہ آدم اور حوا کے وہ حالات بتاؤں جنہیں آج بہت حیرت اور تعجب سے سنا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی کہتا ہے کہ بی بی حوا کے ہاں صبح لڑکا اور شام کو لڑکی ہوتی تھی اور اگلے دن بھی اسی طرح دو بچے ہوتے تھے اور پہلے دن کے لڑکے سے اگلے دن کی لڑکی کی شادی ہوا کرتی تھی۔

کہیں یہ مشہور ہے کہ ہر چھ مہینے کے بعد بی بی حوا کے ہاں وضع حمل ہوا کرتا تھا۔ بعض یہ یقین رکھتے ہیں کہ روزانہ توام پیدا ہوتے تھے۔ بحر حال دنیا کی اوندھی سیدھی تاریخ لکھنے والوں نے جو کچھ لکھا ہے نہ مجھ کو ان پر رائے زنی کی ضرورت ہے اور نہ قرآن مجید کے بتائے ہوئے واقعات پر ریویو کرنے کا حق۔ اور سچ بات تو یہ ہے کہ میری زندگی سے ان واقعات کو کوئی نسبت ہی نہیں اس واسطے میں ان تفصیلات کو ہی غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ جن لوگوں کو میری زندگی کے علاوہ ان واقعات کے بھی معلوم کرنے کی ضرورت ہو وہ کوئی ایسی کتاب پڑھیں جو اس مقصد کے لئے لکھی گئی ہو۔ نیاز مند کا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی مقدس سوانح عمری کے ساتھ کسی غیر کے حالات کو شریک کر سکے۔ کیونکہ شرک سراسر گناہ ہے اور میں گناہوں کی دنیا سے بہت دور رہنا چاہتا ہوں۔

عام لوگوں کا خیال ہے کہ میری شیطنت کی ابتدا اس وقت ہوئی جب میں نے جنت میں پہنچ کر آدم کو گیہوں کھلانے کا انتظام کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ خیال غلط ہے وہ تو ایک انتقامی جذبہ تھا۔ چونکہ آدم کا وجود میری تباہی کا باعث ہوا تھا۔ اس واسطے میں نے ان کے خلاف جو امر کیا وہ صرف انتقام کا کرشمہ کہا جا سکتا ہے۔ اگر وہ شیطنت ہے تو میں آدم کی اولاد میں سو فیصدی یہ شیطنت دکھانے کو تیار ہوں۔ خصوصاً آج کل ہر گھر میں بچہ بچہ یہی کام کرتا ہے۔ ایک کی تباہی کے لئے ایک کو تیار کرتا ہے اور چپ چاپ تماشہ دیکھتا رہتا ہے۔ پھر کچھ دن کے بعد اس کے بھی کوئی فرعون نکل آتا ہے اور کوئی تباہی اس کے لئے بھی تیار کر دیتا ہے۔

خیر! مجھے دنیا والوں سے کیا غرض۔ جو جی میں آئے کہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میری شیطنت کا پہلا کارنامہ وہ ہے جو میں نے آدم کے بیٹے ہابیل اور قابیل کے ساتھ انجام دیا کیونکہ اس میں میری نیت مفسدانہ تھی اور اس فعل سے مجھے ذاتی طور پر کوئی فائدہ نہیں تھا۔ دراصل شیطنت کے معنی ہی یہ ہیں کہ بغیر کسی فائدے کے دوسرے کو جان بوجھ کر مبتلائے آلام کر دیا جائے۔

www.ksars.org

دنیا میں میرا پہلا شاندار کارنامہ

مجھے اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کرنا چاہئے کہ دنیا میں آنے کے بعد میرا سب سے پہلا کارنامہ نہایت شاندار اور نتیجہ خیز رہا اور جس کی نقل کرنے پر آج تک اولاد آدم میرا من مانا نتیجہ حاصل کر رہی ہے۔

آدم کے ہاں سب سے پہلے ایک لڑکا قابیل اور اس کے ساتھ ایک لڑکی اقلیما (توام) پیدا ہوئے۔ اس کے بعد دوسرے حمل میں ایک لڑکا ہابیل اور ایک لڑکی لبودا پیدا ہوئے۔ جب دونوں پل کر جوان ہوئے تو آدم کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام آیا:

''اے آدم! یہ بچے جوان ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اب تمہیں چاہئے کہ ان کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دو۔ اس طرح کہ قابیل کے ساتھ لبودا کو اور ہابیل کے ساتھ اقلیما کو بیاہ دو (یعنی دوسرے توام لڑکے ہابیل کے ساتھ، پہلے حمل کی لڑکی اقلیما کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دو۔''(

آدم نے یہ حکم خداوندی سن کر اپنی اولاد کو جمع کیا اور انہیں بھی بتا دیا سب خوش ہو گئے۔ لیکن قابیل کو یہ بات بہت ناگوار گزری۔ انہوں نے اپنے باپ آدمؑ سے کہا۔ اس میں میری حق تلفی ہے۔ اقلیما نہایت حسین اور عقیل لڑکی ہے میری توام ہے لہٰذا اس پر میرا حق ہے۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میری توام کو دوسرے کے ساتھ وابستہ کیا جائے۔ اول تو آدمؑ نے بہت کچھ سمجھایا کہ یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے جیسا حکم خدا ہے اس پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن قابیل کسی طرح راضی نہ ہوئے تب مجبوراً آدمؑ نے پروردگار سے دعا کی۔ یکایک ان کے جی میں ایک ترکیب آگئی۔ ایسا معلوم ہوا کہ ان کے دل سے کسی نے کچھ کہا ہے۔ اور کوئی خاص ترکیب بتائی ہے۔

آدم نے ایک دن پھر اپنے بچوں کو جمع کیا اور کہا کہ قابیل اگر فیصلہ خداوندی پر عمل کرنے کا وعدہ کریں تو میں پروردگار سے دوبارہ فیصلہ منگوا سکتا ہوں۔

آسان ترکیب یہ ہے کہ کوہ قلہ پر ہابیل اور قابیل اپنی اپنی طرف سے قربانیاں لے جا کر رکھیں جس کی قربانی منظور ہو جائے اسی کے ساتھ اقلیما کی شادی ہو گی۔

قابیل یہ سن کر بولے۔ قربانی کی منظوری کس طرح سمجھ میں آئے گی۔

آدمؑ اول تو بہت سٹپٹائے۔ لیکن فوراً ہی القا اور انہوں نے بتایا کہ جس کی قربانی قابل منظور ہو گی وہ یا تو آسمان پر اٹھالی جائے گی یا آگ آئے گی اور اس کو جلا جائے گی اور جس کی قربانی نامنظور ہو گی وہ بدستور پہاڑ پر رکھی رہ جائے گی۔

www.ksars.org

دونوں لڑکوں نے اس ترکیب کو پسند کر لیااور قربانی دینے کے لئے راضی ہو گئے۔ چنانچہ اگلے دن صبح ہابیل کی طرف سے ایک بکری اور قابیل چونکہ زراعت پیشہ تھے ان کی طرف سے کچھ گندم قلہ پہاڑ کی چوٹیوں پر علیحدہ رکھ دیئے گئے۔ تھوڑی دیر میں ایک شعلہ آتشیں آسمان سے آیااور ہابیل کی قربانی پر چھا گیا۔قربانی کی بکری راکھ کا ڈھیر بن گئی۔ یہ حال دیکھ کر قابیل کو بے حد غصہ آیا۔ آدم بولے اے قابیل،اب تو تم کو یقین آگیا کہ پروردگار اقلیما کی شادی ہابیل کے ساتھ چاہتا ہے۔ قابیل اپنے جذبات کو چھپاتے ہوئے بولے۔جی ہاں، سمجھ گیا۔

ہونے کو تو ہو گیا۔ لیکن قابیل کے دل میں حسد کی آگ بری طرح جل اٹھی فیصلہ خداوندی کے سامنے اعتراض کی کیا مجال تھی۔ ناچار اپنے کام کاج میں مصروف ہو گئے مگر اقلیما کے معاملہ میں شکست کا خیال انہیں ہر وقت ستاتا تھا۔

دنیا کا پہلا قتل

ایک دن میں نے سوچا کہ قابیل کے دل میں حسد کی جو آگ جل رہی ہے کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔آدمؑ سے انتقام لینے کا یہ بہترین وقت ہے چنانچہ میں نے انسان کی سی صورت بنائی اور قابیل کے پاس پہنچا اول تو مجھے دیکھ کر بہت حیران ہوئے لیکن میں نے تھوڑی دیر میں ان کی حیرت دور کر دی اور کہا کہ میں تمہارا خاص ہمدرد ہوں اور تمہارے سب حالات جانتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ سخت ناانصافی کی گئی ہے۔ دراصل اقلیما پر تمہارا حق تھا مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ ایسا نہیں ہوا اور سب نے مل کر تمہیں نقصان پہنچایا ہے۔

قابیل نے پوچھا۔اے مرد بزرگ، کیا کوئی ایسی تدبیر ہے کہ میں اپنا حق حاصل کر سکوں۔ میں نے جواب دیا۔ایسی تو کوئی ترکیب نہیں ہے البتہ اگر تم اپنے رقیب ہابیل سے بدلہ لینا چاہو تو بہت آسانی سے لے سکتے ہو۔ درحقیقت تمہیں اپنے دشمن سے ضرور انتقام لینا چاہئے۔

قابیل بولے۔ میں تو کوئی ترکیب نہیں جانتا۔ کس طرح بدلہ لیتے ہیں۔ میں نے فوراً ہی سنجیدگی سے جواب دیا۔ کہ تم نادان ہو۔ یہ طریقے کس طرح سمجھ سکتے ہو۔آئو میں تمہیں بتائوں۔ ہابیل اپنی بکریاں چرانے پہاڑ پر گیا ہے اس کا دستور ہے کہ وہاں پہنچ کر تھوڑی دیر ادھر ادھر گھومتا ہے اور پھر پہاڑ پر کسی جگہ لیٹ کر سو جاتا ہے۔ تم اس کی تاک میں رہنا۔جب ہابیل سو جائے تو اس پر بڑا پتھر دے مارنا۔ بلکہ آئو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

www.ksars.org

قابیل میرے ساتھ ہو لئے۔ پہاڑ پر پہنچ کر ہم نے دیکھا کہ ہابیل غالباً سو رہا ہے۔ میں نے قابیل کو اشارہ کیا وہ چپکے سے آگے بڑھا اور میری ہدایت کے مطابق قریب سے ایک بڑا پتھر اٹھا کر ہابیل کی طرف لڑھکا دیا۔ ہابیل دوسرا سانس بھی نہ لے سکا اور لڑھکتا ہوا پہاڑ کی گھاٹیوں میں جا پڑا۔ اس کی روح قفس عنصری سے آزاد ہو چکی تھی۔ معاً میرے دل نے کہا۔ یہ دنیا کا پہلا قتل ہے اور میری کامیابیوں کا اچھا شگون ہے۔ یہ سوچتا ہوا میں قابیل کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

قتل کرنے کے بعد قابیل نے سوچا کہ اگر یہ لاش اسی طرح پڑی رہی تو راز فاش ہو جائے گا۔ لہٰذا اس کو کسی جگہ چھپا دینا چاہئے۔ وہ اسی فکر میں تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ دو کوے آپس میں لڑتے لڑتے زمین پر گرے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو ٹھونگیں مار مار کر ہلاک کر دیا اور اپنے پنجوں سے زمین کھود کر مردہ کوے کو اس کے اندر دفن کر کے اوپر سے پھر وہی مٹی ڈال کر جگہ کو برابر کر دیا۔ چنانچہ قابیل نے بھی کوے کی ترکیب پر عمل کیا اور زمین کھود کر ہابیل کا جسم دفن کر دیا۔

اگر آج میں یہ کہہ دوں کہ کوا انسان سے بہتر ہے اور اس کا استاد ہے تو ساری دنیا والے میرے پیچھے پڑ جائیں اور ہزاروں لاکھوں کوسنے دیں۔ مگر اتنا نادان نہیں ہوں کہ ناحق اپنی باتیں ظاہر بھی کر دوں اور پھر کوسنے بھی کھاؤں۔ اس کے علاوہ ویسے ہی کیا کم عزت افزائی ہوتی ہے جو اور بھی مصیبت مول لوں اسے سے بہتر یہی ہے کہ میں اپنا خاموش مشن جاری رکھوں اور جب تک اولاد آدم زندہ ہے اپنا کام کرتا رہوں۔ خیر یہ تو عمر بھر کا قصہ ہے چلتا ہی رہے گا۔ اسے چھوڑیئے۔ اور اصل مطلب پر آیئے۔

قابیل اپنے انتقام کی آگ کو ہابیل کے خون سے بجھا کر فرار ہو گئے اور سیدھے یمن پہنچے اور یہاں بھی وہی زراعت کا کام پھیلا دیا۔

مذہب آتش پرست اور اس کی وجہ تسمیہ

قابیل یمن میں نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف تھے۔ ایک دن ایک زاہد کی صورت میں نیاز مندان کے پاس پہنچا اور اپنا مطمئن تعارف کرانے کے بعد عرض کی۔ کہ جناب والا آپ کو معلوم نہیں کہ قابیل سے جو آپ نے قربانی کی شرط کی تھی اور ہابیل کی قربانی منظور ہو گئی تھی اس کا اصلی راز کیا ہے؟

قابیل نے حیرت سے پوچھا۔ کیا راز ہے۔ اے متقی بزرگ آپ ہی بتایئے۔ میں نے کہا۔ دراصل ہابیل کی آگ کی پرستش کرتا تھا جب کبھی اسے موقع ملتا تھا خفیہ طریقہ سے آگ پوجتا تھا۔ چنانچہ آگ کا دیوتا اس پر مہربان تھا اور ایسی حالت میں یہ کیونکر توقع ہو سکتی تھی کہ وہ قابیل کی قربانی منظور نہ کرتا۔ تم اس کے لئے غیر تھے۔ کیونکہ تم نے آج تک آگ کو سجدہ نہیں کیا۔ تم نے ناحق یہ شرط

www.ksars.org

قبول کی۔ اگر تم ہابیل کے راز سے واقف ہوتے تو کبھی اس شرط کو منظور نہ کرتے۔ میں جانتا ہوں قابیل! تم نہایت ہوشیار اور عقل مند ہو اور یہ بھی جانتا ہوں کہ بہت ہی نیک ہو۔ مگر افسوس ہے کہ اس نیکی نے تمہیں نقصان پہنچا دیا۔ اگر تمہارے والد ہابیل کی طرح تمہیں بھی آتش پرستی کا راز سکھا دیتے تو تمہیں نقصان نہ پہنچتا۔ دراصل آگ کا دیوتا ہی ہم سب کا مالک ہے۔ وہ جس کو چاہے کامیابی دے اور جسے چاہے ناکام کر دے۔ دنیا کے بے شمار خزانے اس کے پاس ہیں اور وہ اپنے محبت کرنے والے پجاریوں کو مالا مال کرتا رہتا ہے۔ قابیل! اگر تم چاہو تو دنیا میں اور آخرت میں نہایت اچھا رتبہ حاصل کر سکتے ہو۔

وہ کیسے۔ قابیل نے جوش مسرت میں پوچھا۔

میں نے کہا وہ اس طرح کہ تم بھی ہابیل کی طرح آگ کے دیوتا کو اپنا رہبر مان کر اس کی عبادت کیا کرو اور ہو سکے تو اپنی مختصر قوم میں بھی اس رواج کو پھیلا دو تا کہ ہر شخص راحت کی زندگی بسر کرے۔ تم دیکھتے ہو کہ تمہارے والد کی اولاد بہت کافی پھیل چکی ہے۔ اگر تم اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہو تو سب کو اچھی طرح بتاؤ۔ تا کہ آئندہ کسی وقت ان میں سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اگر یہ سب غلط اور بن دیکھے خدا کو چھوڑ کر آگ کے دیوتا کو سب کچھ مان لیں اور گذشتہ گناہوں کی اس کے سامنے توبہ کر لیں تو یقین ہے کہ وہ خوش ہو کر تم سب کو مالا مال کر دے گا اور تم سب کی زندگیاں خوش گوار ہو جائیں گی۔

مجھے خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ میرا یہ وار بھی کارگر پڑا۔ اور میاں قابیل کو اپنا مستقبل شان دار نظر آنے لگا۔ بیچارے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ میرے مشورہ پر خود بھی عمل شروع کر دیا اور اپنے بھائی بندوں میں بھی آتش پرستی کا رواج پھیلایا جو کسی نہ کسی صورت میں آج تک قائم ہے۔ اور میں کوشش کروں گا کہ قیامت تک رہے۔ بلکہ امید ہے کہ اس کو بڑھانے میں بھی کامیاب ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مذہب اسلام نے میرے مشن کو ضرورت سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ میں بھی اپنی تمام قوتیں اسلام کو ختم کرنے میں صرف نہ کروں۔ بعض دفعہ مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ میں زیادہ تر مسلمانوں کے پیچھے کیوں پڑا رہتا ہوں۔ مگر پوچھنے والے یہ نہیں سوچتے کہ مجھے بھی تو اسلام نے ہی زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ میرا مشن پوری طرح قائم تھا۔ ہر حکومت میری حکومت تھی۔ زمین کے چپہ چپہ پر میں اور میری امت اپنا کام کر رہی تھی کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ تھی کہ شیطان ہے کیا بلا۔ سب اپنے اپنے کاموں میں مگن تھے اور میں بھی بڑی آسانی کے ساتھ اپنے مشن کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی دے رہا تھا۔

خدا جانے یہ اسلام کہاں سے آ کودا۔ بیٹھے بٹھائے مجھے طرح طرح کی پریشانیوں میں پھنسا دیا۔ لوگوں سے کہنا شروع کر دیا کہ شیطان سے بچو۔ شیطان سے پناہ مانگو۔ یہ کرو وہ کرو۔ دنیا جانتی ہے کہ اسلام کی ذرہ ذرہ تعلیم صرف اس لئے ہے کہ میرا مشن خراب کیا جائے۔ اسلام سے اگر کوئی پوچھے کہ تم کیوں آئے۔ تمہاری کیا ضرورت تھی تو جواب دیتا ہے کہ میں دنیا کو سیدھا راستہ بتانے آیا ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسے صرف مجھ سے دشمنی ہے اور محض میری وجہ سے اسلام آیا۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام صرف اسی لئے آیا ہے کہ اسے میرا مشن پسند نہ تھا۔ میری کامیابیاں اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھیں۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ میں کس طرح حکومت کر رہا

www.ksars.org

ہوں اور دنیا والے کس طرح میرے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے ہیں۔آخر اس سے رہا نہ گیا حسد کے مارے آپے سے باہر ہو گیا اور میدان میں آکودا۔اب کوئی اس سے یہ پوچھے کہ دوسروں کو رقابت اور حسد سے منع کرتا ہے لیکن خود ایسا کیوں کرتا ہے؟

عقل سلیم رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ اسلام نے زیادہ تر مجھے برا بھلا کہا۔اپنے پیروؤں کو سمجھاتا ہے تو بھی بات بات پر میرا نام لیتا ہے۔کسی سے کوئی عبرت انگیز قصہ بیان کرتا ہے تب بھی قدم قدم پر میری مثال بیان کرتا ہے۔آپ ہی بتایئے میں کب تک صبر کروں۔مجبوراً میں نے بھی اپنے وقت کا بیشتر حصہ مسلمانوں پر صرف کرنا شروع کر دیا۔جب یہ مجھے ذرا ذرا سی بات میں بدنام کرتا ہے تو پھر میں کیوں چھوڑ دوں یہ اپنا کام کر رہا ہے، میں اپنا کام کر رہا ہوں۔نتیجہ جو کچھ ہو گا بعد میں دیکھا جائے گا۔

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نے اپنی کوششوں سے آدمؑ زاد کو بھٹکانے کے لئے آتش پرستی کا طریقہ ایجاد کیا۔تا کہ یہ قوم اپنے صحیح راستہ سے بہک جائے اور خوب ٹھوکریں کھائے۔آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ آتش پرستی کے واقع کو انسانی مورخوں نے ایک دوسرے طریقے سے مشہور کرنے کی کوشش کی ہے۔

ان کا خیال ہے کہ آتش پرستی کی ابتدا قابیل کے زمانے میں نہیں بلکہ نمرود کے زمانہ میں ہوئی۔چنانچہ انسانی مورخین لکھتے ہیں کہ:

’’جب نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا اور آگ نے بہ ہدایت خداوندی حضرت ابراہیمؑ کو محفوظ رکھا تو شیطان نے (یعنی میں نے) یہ مشہور کر دیا کہ چونکہ ابراہیمؑ خفیہ طور پر آگ کی پرستش کرتے تھے اس وجہ سے آگ نے انہیں نہیں جلایا۔ان مورخین کا خیال ہے کہ میں نے یہ شہرت آتش پرستی کو کامیاب بنانے کے لئے دی تھی۔‘‘

بعض مورخین اس سے بھی آگے بڑھ گئے۔انہوں نے ایک یہ بات پیدا کر دی۔ان کا خیال ہے کہ کسی زمانہ میں ایک بادشاہ تھا۔اس کا نام تھا۔کشتاسپ۔اس کے زمانہ میں ایک شخص مسمی زردشت پیدا ہوا اس نے ۲۶ سال کی عمر میں نبوت کا دعویٰ کر کے ایک کتاب تصنیف کی اور اس کا نام ’’شوش‘‘ رکھا۔اور ظاہر کیا کہ یہ آسمانی کتاب ہے۔لوگ جوق در جوق اس کی طرف مائل ہونے لگے۔اس کتاب آتش پرستی کو مذہب کی بنیاد قرار دیا تھا۔یہ لوگ اپنے آپ کو شوشی کہتے تھے۔چنانچہ آج بھی مجوسی قوم میں زردشت کا نام بہت احترام سے لیا جاتا ہے۔

’’زردشت کا نام بعض مورخین نے زرتشت لکھا ہے۔‘‘

’’شوشی کا لفظ غالباً زمانہ کے ساتھ بگڑتے بگڑتے مجوسی بن گیا ہے۔‘‘

www.ksars.org

مذہب پرستی اور اس کی وجہ تسمیہ

مذہب آتش پرستی کی کامیاب ایجاد کے بعد مختلف اسکیموں پر عمل کرتا رہا۔ کئی معرکہ کی کامیابیاں میسر آئیں۔ جن میں سب سے زیادہ مفید اور خاص کامیابی مجھے وہ ہوئی جو ادریس علیہ السلام کے زمانہ پیغمبری کے بعد میسر آئی اور جس کی یادگار آج تک قائم ہے۔

حضرت ادریس کے آسمان پر جانے اور وہاں سکونت اختیار کرنے سے پہلے دنیا میں ان کا ایک بہت ہی گہرا دوست تھا جسے ادریس علیہ السلام سے بے حد محبت تھی اور اسی محبت کے ساتھ عقیدت کا جذبہ بھی حد کمال کو پہنچ چکا تھا اس کا خیال تھا ادریس کے پردہ میں خدا بول رہا ہے اگر ایک آدھ گھنٹہ کے لئے بھی ادریس بھی کہیں ادھر ادھر ہو جاتے تھے تو وہ فراق کی شدت سے بے تاب ہو جاتا تھا۔ باوجود حضرت ادریس کی نصیحتوں کے وہ ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ میرے لئے تو سب کچھ ادریس ہیں اس جنون کی مثال اکثر آج کل بھی مل جاتی ہے اور بعض گمراہ مسلمان آج بھی یہ شعر پڑھتے نظر آتے ہیں:

اللہ کے پلہ میں وحدت کے سوا کیا ہے

جو کچھ مجھے لینا ہے لے لونگا محمد سے

یہی کیفیت اس شخص کی تھی اور حضرت ادریسؑ کی محبت میں خدا کو بھولے جا رہا تھا۔ اسی اثناء میں حضرت ادریسؑ مستقل سکونت کے لئے یکایک آسمان پر جانا پڑا۔ تو وہ بیچارہ بے تاب ہو گیا اور اس کے چلے جانے کے بعد دن رات آہ وزاری کے سوا اس کا کوئی کام نہ تھا۔

میں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ایک سنجیدہ آدمی کی صورت بن کر اس شخص کے پاس پہنچا۔ اول تو اس سے سارا ماجرا سنا اور اس کے نہایت مدبرانہ انداز میں اس سے کہا۔ یہ بھی کوئی مشکل کام ہے جس کے لئے روتے ہو اگر تمہیں اپنے درد کا علاج ہی کرنا ہے تو میں بتادونگا اس شخص نے بڑی خوشامد کے ساتھ مجھ سے وہ ترکیب پوچھی۔

میں نے کہا۔ پہلے یہ بتائو کہ تم ادریسؑ کی زیارت ہی کرنا چاہتے ہو یا یہ بھی ضروری ہے کہ وہ پچکار پچکار کر تمہارے سر پر ہاتھ بھی پھیریں۔ اس نے کہا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہر وقت انہیں دیکھتا رہوں چاہے وہ مجھ سے بات نہ کریں۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ البتہ ان کی نورانی صورت ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے رہے۔ بس یہی میرے لئے سب کچھ ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتا۔ یہ سن کر میں نے کہا۔ اس کی تو ایک ترکیب ہو سکتی ہے۔

وہ کیا۔ اس شخص نے نہایت حیرت سے دریافت کیا۔

www.ksars.org

میں نے کہا اگر تم اجازت دو تو میں ادریسؑ کی شکل سے بالکل مشابہ ایک شبیہ بنائے دیتا ہوں جس میں سر مو فرق نہ ہو گا۔ بالکل یہ معلوم ہو گا جیسے ادریسؑ بیٹھے ہیں۔اس شبیہ کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنا۔ تمہارے قلب کو سکون رہے گا۔ بلکہ اگر تمہارا عقیدہ کامل ہو گا تو اس شبیہ میں دوبارہ حضرت ادریسؑ آجائیں گے اور تم سے ہر وقت باتیں کیا کریں گے۔

فراق کا مارا ہوا دوست اپنے محبوب کی زیارت کے شوق میں ہر قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔اس نے کہا۔اے اجنبی! میں تمہارا بہت ممنون ہونگا اگر تم میرا یہ کام کردو گے۔

اندھے کو کیا چاہئے دو آنکھیں۔ میں نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ پتھر کی ایک ایسی شبیہ تیار کر دی۔ جس پر پوری طرح حضرت ادریسؑ کا دھوکا ہوتا تھا۔ جس وقت وہ شبیہ جسمان (حضرت ادریسؑ کے دوست) نے دیکھی تو پھڑک اٹھا اور بے تابانہ کھڑے ہو کر اسے چومنے لگا۔ کبھی آنکھوں سے لگایا، کبھی اپنی پیشانی اس کے پیروں پر رکھ دی۔ بڑی دیر تک اس کا جوش محبت کام کرتا رہا۔ ادھر میری تدبیر اپنا کام کر رہی تھی۔ادھر بت پرستی کی ابتدا اپنی حسین پیدائش پر الگ کھڑی مسکرا رہی تھی۔ یکایک دونوں قریب ہو گئیں۔ اس کے بعد ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئیں اور دیکھتے دیکھتے بت پرستی کی ابتدا کرنے والے سب سے پہلے بت پرست کے وجود میں اندھی عقیدت کا جوش بن کر سما گئیں یہ میرا وہ شاندار کارنامہ تھا جو بت پرستی کی صورت میں آج تک موجود ہے۔

بت پرستی کا رواج

جب تک حضرت ادریسؑ کے دوست جسمان زندہ رہے۔اسی بت کی پرستش کرتے رہے۔ لیکن عام طور سے بت پرستی کی رسم رائج نہیں ہوئی تھی۔ جسمان کے انتقال کے بعد جب ان کا اثاثہ وارثوں نے تقسیم کیا تو اس میں ایک بت بھی پس ماندگان کو ملا۔ ہر شخص پتھر کی یہ شبیہ دیکھ کر حیرت میں رہ گیا۔ مگر کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ عین اسی وقت پر جب کہ وہ سب لوگ اس شبیہ کے متعلق اپنی اپنی حیرت کا اظہار کر رہے تھے۔ میں ایک مقدس صورت میں اس گروہ کے پاس گیا اور بزرگانہ انداز میں ایک نہایت ہی بلیغ اور نتیجہ خیز تقریر کر کے بت پرستی کے مستقبل کو نہایت شاندار بنا دیا۔

میں نے کہا کہ یہ بت دراصل حضرت ادریسؑ کی ملکیت ہے اور اس میں بہت بڑا راز ہے۔ میں اس کے متعلق سب کچھ اس لئے جانتا ہوں کہ ادریسؑ میرے بہت گہرے دوست تھے اور ان کے تمام رازہائے پیغمبری سے میں واقف ہوں۔ دراصل ان کی کامیابی کا راز ہی یہ بت ہے وہ اس کی عبادت کرتے تھے اور جو کچھ چاہتے تھے۔اس بت کے ذریعہ کرا لیتے تھے۔ یہ بت ان کی ریاضت سے بہت خوش تھا اور ان کا ہر کام پورا کر دیا کرتا تھا۔ چونکہ ادریسؑ کو ذاتی وجاہت اور عظمت محض اسی بت کے ذریعہ میسر آئی تھی اس واسطے

www.ksars.org

انہوں نے یہ بات اپنی قوم سے چھپائے رکھی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر قوم پر یہ راز فاش ہو گیا تو پھر ہر گھر میں اسی قسم کا بت تیار ہو جائے گا۔ اور لوگ میرے محتاج نہ رہیں گے جو کچھ چاہیں گے۔ گھر بیٹھے اس بت سے کرا لیا کریں گے اس واسطے انہوں نے پوری احتیاط کے ساتھ اس کی عبادت کی اور قوم کی نظروں سے اوجھل رکھا۔ اب اتفاقیہ انہیں آسمان پر جانا پڑا تو وہ اپنے رازدار دوست جسمان کو یہ بت دے گئے تھے اور ہدایت کر گئے تھے کہ کسی کو اس بھید کا پتہ نہ چلے۔ مگر افسوس ہے کہ جسمان کی موت نے یہ راز فاش کر دیا۔ ورنہ سوائے ہم تینوں آدمیوں کے اور کسی کو اس اہم راز کی خبر نہ تھی۔

مجھے افسوس ہے کہ میں نے ادریسؑ کی اجازت لئے بغیر آپ بھائیوں سے یہ بات بیان کر دی۔ دراصل اگر مجھے اس بت کی توہین اور تحقیر کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اب بھی اسے راز ہی رکھتا۔ لیکن مجھے یہ اندیشہ تھا کہ آپ لوگ لاعلمی میں اس بت کو پتھر کی بے کار مورت سمجھ کر پھینک دیں گے۔ آہ۔ اگر ایسا ہو جاتا تو کون جان سکتا ہے کہ یہ مقدس بت ہماری قوم پر کیسی تباہی بھیج دیتا۔ کیونکہ کوئی معبود اپنی توہین اور تذلیل گوارا نہیں کر سکتا۔

دراصل ہم لوگ اندھے ہیں اور کچھ نہیں جانتے۔ ورنہ نیک لوگوں کی مقدس مورتیاں ہمارے لئے سب کچھ بن سکتی ہیں۔ اب آپ لوگ غور کیجئے کہ بظاہر اس بت کی صورت حضرت ادریسؑ کی سی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارا دین اور دنیا اس کے ہاتھ میں ہے۔ یہ جس سے خوش ہو جائے بس اسے نہال کر دیتا ہے اور جس سے خفا ہو جائے اسے کسی گھر کا نہیں چھوڑتا۔

ادریسؑ ہی کو دیکھو وہ کتنی باعزت زندگی بسر کرتے تھے۔ خیر اب راز فاش ہو چکا ہے۔ یہ خاص چیز کسی کی ملکیت نہیں رہ سکتی۔ اس لئے مجھے باقی باتیں بھی بتا دینی چاہئیں۔ امید ہے ہم سب ان سے معقول فائدہ اٹھا سکیں گے۔ حضرت ادریسؑ کے جانے کے بعد ہمیں ضرورت ہے کہ ہم کسی کے محتاج نہ رہیں۔ اگر ہم لوگ اسی قسم کے بت اپنے اپنے گھروں میں رکھیں اور ان کی عبادت کر کے انہیں خوش کرتے رہیں تو ہم سب بغیر کسی امداد کے خوش و خرم رہ سکتے ہیں۔ ہماری ہر ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ یہ بت ہماری ہر طرح امداد کریں گے اور ہم سب بغیر کسی امداد کے من مانی ترقیاں کر لیں گے۔

میری تقریر نے وہی اثر کیا جس کی مجھے توقع تھی پھر انہوں نے عہد کیا کہ اپنے ہاں ایسی ہی شبیہ رکھیں گے اور کسی کے محتاج رہنا پسند نہ کریں گے۔ ان واقعات کے تھوڑے ہی عرصے بعد ایک بت تھا روزانہ اسی کی پوجا ہوا کرتی تھی۔

حضرت ادریسؑ کے زمانہ میں پانچ ایسی مقدس ہستیاں بھی تھیں جن کی زاہدانہ زندگی دوسروں کے لئے مثال بن رہی تھی۔ چنانچہ دستور کے مطابق جب ان میں سے کوئی مرتا تھا تو اسی کے نام پر ایک بت تیار ہو جاتا تھا اور اس بات کا نام بھی وہی رکھ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ادریسؑ کی قوم میں رفتہ رفتہ یہی پانچ بت زیادہ مقبول ہوئے جن کے نام وذ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔ ان ہی پانچ

www.ksars.org

بتوں پراس زمانہ کی ''مفارساز'' شریعت قایم تھی۔ قوم کے بچے بچے کاان ہی پانچ خدائوں پر ایمان تھا۔ قال اللہ تعالیٰ و قار لاتذرن الھتکم ولاتذرن و قاولا سواعاًولا یغوث ویعوق ونسواہ۔

جب حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان آیااور تمام دنیا غرق ہو گئی تو یہ سب بت بھی ختم ہو گئے تھے۔ لیکن طوفان کے بعد جب دنیااز سر نو مرتب ہوئی تو خدا نے اپنا کام کیااور نیاز مند نے سب سے پہلے پانچ بت مہیا کر کے انہیں ناموں سے مشہور کر دیا اور ہر بت کے ساتھ ایک خود ساختہ مقدس تاریخ بھی منسوب کر دی۔ چنانچہ اس طرح بت پرستی بدستور قائم رہی۔ اگر طوفان نوح کے بعد میں غفلت کرتا تو یقیناًبت پرستی کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ مگر وہ تو وقت پر سوجھ گئی اور میں نے اپنے شاندار کارنامے کو بے نام ونشان ہونے سے بچالیا۔

طوفان کے بعد اتفاق سے پانچ قبیلوں کو زیادہ عروج حاصل ہوا چنانچہ میں نے حالات پر غور کرنے کے بعد قبیلہ بنی کلب کو وذدیت سونپا اور بت سواع کو قبیلہ ہذیل کے سپرد کیا۔ اور مذحج قبیلہ کو یغوث دیااور یعوق بت کو قطاعہ قبیلہ کے حوالہ کیااور نسر کو قبیلہ حمیر کے حصہ میں دے دیااور اس طرح بت پرستی کی ایک ایسی مضبوط بنیادرکھ دی ہے جس پر آج تک کفر والحاد کے بڑے بڑے محل تیار ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

میری زندگی کے کارنامے

اگر میں اپنی زندگی کی ابتداسے آج تک کے کارنامے اختصار کے ساتھ بھی بیان کروں تو لاکھوں برسوں کا زمانہ چاہیئے۔ اور اگر لکھنے بیٹھوں تو قیامت تک لکھتا ہی رہوں۔ اور اگر کوئی ان سب کو ایک جگہ چھاپنے کاارادہ کرے تو اس کتاب کی لاگت کااندازہ اس دولت سے کہیں زیادہ ہو جائے جو آج دنیاوالوں کے قبضہ میں ہے۔ اس واسطے میں اس طوالت کو چھوڑ کر صرف اہم واقعات کو بہت ہی اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ ورنہ وہ سب مل کر بھی کروڑوں صفحوں کی کتاب بن جائے گی۔ اس واسطے امید ہے کہ پڑھنے والے مجھے اس اختصار کے لئے معذور سمجھ کر معاف کریں گے۔ البتہ اگر کوئی مائی کالال ایسا ہو جو میری لکھی ہوئی پوری کتاب کو شائع کرنے کاانتظام کر دے تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ فی الحال چند واقعات اختصار کے ساتھ پیش کئے دیتا ہوں۔

www.ksars.org

طوفانِ نوح

سب سے پہلے تو میں اس غلط فہمی کو دور کرتا ہوں جو بعض لوگوں کو طوفان نوح کے سلسلہ میں میرے متعلق پیدا ہو گئی۔اس کا مجھے اعتراف ہے کہ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں میرا مشن ضرورت سے زیادہ کامیاب ہو گیا تھااور حضرت نوحؑ کی شریعت پر میرے قوائد غالب آگئے تھے۔اور اس کا بھی مجھے اعتراف ہے کہ طوفان آیاہی اس لئے کہ میرا مشن بہت ترقی کر گیا تھااور لوگ خدا کے مذہب کو چھوڑ کر میرے مشن کی طرف زیادہ رجوع ہو گئے تھے۔اس سلسلہ میں بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جب سوائے کشتی نوح کے سب کچھ غرق کر دیا گیا تو شیطان کیسے بچ گیا تھا۔ وہ بھی اس کے ساتھ فنا ہو جانا چاہئے تھا لیکن اعتراض کرنے والوں کو یہ خیال نہیں رہا کہ وعداللہ حقاًاللہ کا وعدہ سچ ہوتا ہے۔اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ یوم الوقت المعلوم تک مجھے فنا نہ کیا جائے گا۔اس واسطے کوئی نہ کوئی سبیل میرے بچانے کی ضرور کی ہو گی۔رہا یہ اعتراض کہ کشتی نوح کے علاوہ سب کچھ غارت کر دیا گیا تھااور کشتی میں جو کچھ محفوظ رکھا گیا وہ اللہ اور ان کے پیغمبر حضرت نوحؑ نے کشتی میں سوار کر لیا۔

میں مانتا ہوں کہ کوئی پیغمبر مجھے زندہ رکھنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایک خاص واقعہ جو میرے محفوظ رہنے کا باعث ہوا۔ اسے سننے کے بعد امید ہے کہ معترضین اپنا اعتراض اعتراف میں تبدیل کر لیں گے۔

بات یہ تھی کہ جب طوفان آیااور ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا تو حضرت نوحؑ نے بحکم خداوندی ایک کشتی تیار کی اور اس پر خدا کی بنائی ہوئی تمام چیزیں رکھ لیں اور حضرت نوحؑ کو اپنا دراز گوش (گدھا) بہت عزیز تھا وہ اسے ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔میں جانتا تھا کہ نوحؑ اس دراز گوش کو غرقاب نہ ہونے دیں گے اور کسی نہ کسی طرح ضرور اسے بھی کشتی میں سوار کر لیں گے۔اس واسطے میں نے بھی اپنے لئے ایک خاص ترکیب ڈھونڈ نکالی۔کیونکہ بڑی مشکل یہ تھی کہ اس کشتی میں حضرت نوحؑ کی اجازت کے بغیر کوئی سوار نہ ہو سکتا تھا۔یا جسے وہ حکم دیتے تھے وہ سوار ہو جاتا تھا۔اس کے علاوہ ظاہر ہے کہ مجھے وہ کیسے اجازت دے دیتے۔اس واسطے جب آخر میں ان کا دراز گوش کشتی پر چڑھنے لگا۔تو میں نے چپکے سے جا کر اس کی پچھلی ٹانگیں پکڑ لیں۔وہ بے چارہ اگلی دونوں ٹانگیں کشتی پر رکھ چکا تھا۔ اب دیکھنے والے صرف یہ دیکھ رہے تھے کہ دراز گوش بار بار کشتی پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن اس کی پچھلی ٹانگیں نہیں اٹھتیں۔حضرت نوحؑ نے اول تو اسے بہت للکارا۔بہت ناراض ہوئے۔بار بار اسے کہتے تھے کہ ''چڑھ کیوں نہیں آتا۔'' مگر بیچارہ دراز گوش کیا جواب دے سکتا تھا۔یہاں تک کہ حضرت نوحؑ کو غصہ آگیا اور انہوں نے جھنجھلا کر کہا ''ادخل دان کان معک الشیطان'' جس کا مطلب تھا کہ اگر تیرے ساتھ شیطان بھی ہو تو پرواہ نہ کر کشتی میں بیٹھ جا۔یہ فقرہ سنتے ہی دراز گوش نے ایک جست کی اور کشتی میں سوار ہو گیا۔کیونکہ اب کی مرتبہ میں نے اسے ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔ڈھیلا چھوڑنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت نوحؑ نے نادانستہ طور پر مجھے کشتی میں سوار ہونے کی اجازت دے دی تھی چنانچہ نامعلوم طور پر میں کشتی میں ایک طرف بیٹھ گیا۔جب کشتی کے روانہ ہونے کا وقت آیااور نوحؑ نے اپنی کشتی کا جائزہ لیا تو نیاز مند بھی ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا۔مجھے دیکھتے ہی حضرت نوحؑ کو غصہ آگیا۔فرمانے لگے۔تو یہاں کیوں

www.ksars.org

آیا۔ جب اس کشتی میں میری اجازت کے بغیر کوئی سوار ہی نہیں ہو سکتا۔ میں نے نہایت لاپرواہی کا چہرہ بنا کر عرض کی۔ جناب والا۔ آپ پیغمبر ہیں جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کیجئے۔ یہ نیاز مند آپ کی اجازت سے حاضر ہوا ہے اور انشاءاللہ مرتے دم تک آپ کے ساتھ رہے گا۔

حضرت نوحؑ کو اور بھی غصہ آیا۔ فرمانے لگے۔ میں نے تجھے کب اجازی دی؟

میں نے سنجیدہ لہجہ میں کہا۔ ''ادخل وان کان معک الشیطان۔'' کیوں یاد آ گئے آپ کو بھی؟ اب فرمایئے۔ میں آپ کی اجازت سے آیا ہوں یا نہیں۔ اجی حضرت یہ نیاز مند تو آپ جیسے بزرگوں کا ضرورت سے زیادہ احترام کرتا ہے۔ اگر آپ اجازت نہ دیتے تو میری کیا مجال تھی کہ آپ کی کشتی میں سوار ہو جاتا۔ آپ نے اپنے دراز گوش سے کہا تھا کہ کشتی میں داخل ہو جا۔ خواہ تیرے ساتھ شیطان ہی کیوں نہ ہو۔ میں مانتا ہوں کہ آپ نے یہ فقرہ غصہ میں ادا کیا تھا لیکن جناب مجھے یہ بتا دیجئے کہ جو حکم غصہ میں دیا جائے کیا وہ حکم قابل عمل نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ میں نے یا آپ کے دراز گوش نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ میں اس کے پچھلے پیر پکڑے ہوئے تھا۔ جب آپ کا یہ حکم سنا تو اس کے ساتھ میں بھی کشتی میں سوار ہو گیا۔

حضرت نوحؑ کو میری تقریر سے غصہ آ گیا۔ فرمانے لگے۔ نکل یہاں سے مردود! میں نے ذرا مسکرا کر کہا۔ جناب اب یہ کام آپ کے بس کا نہیں ہے۔ اب تو آپ یہیں بیٹھا رہنے دیجئے۔ مگر حضرت نوحؑ نہ مانے اور مجھے زبردستی کشتی سے اتارنے لگے کہ فوراً ہی وحی نازل ہوئی۔

''اے نوح! اس کو کشتی سے نہ نکالو۔ کیونکہ اس معاملہ میں ہماری بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن کو تم نہیں جانتے۔''

یہ سن کر حضرت نوحؑ دم بخود رہ گئے اور کشتی ہم سب کو لئے ہوئے پانی پر تیرنے لگی۔ اس طرح بہت دن بیت گئے۔

اللہ میاں مجھے معاف کرنا چاہتے تھے

ایک روز حضرت نوحؑ نے کہا۔ اے ابلیس! تو کتنا بیوقوف ہے اپنے ہاتھوں تباہ ہو کر بھی تجھے عقل نہیں آئی۔ کم بخت اگر تو چاہتا تو آج بڑے درجوں پر ہوتا۔ بھلا تجھے اپنے پروردگار کی نافرمانی سے کیا ملا؟

www.ksars.org

میں نے کہا۔ جناب جو کچھ ہو چکا ہے اس کا تذکرہ ہی بے کار ہے۔ البتہ اگر کوئی صورت ہو کہ میں دوبارہ پھر وہی عظمت حاصل کر سکوں تو بتایئے تاکہ میں اس پر عمل کروں۔ یہ سن کر حضرت نوحؑ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے تو اپنے گناہوں کی سچے دل سے معافی مانگ اور آئندہ کے لئے توبہ کر۔ کیا عجب وہ اپنی کریمی کے صدقے میں تیری خطائیں معاف کر دے۔

میں نے جواب دیا۔ اے نوح! میں جانتا ہوں کہ میری توبہ بارگاہ خداوندی سے ٹھکرا دی جائے گی کیونکہ میں نے گناہوں کی انتہا کر دی ہے۔ ہاں ایک صورت سے مجھے معافی مل سکتی ہے اگر آپ میری سفارش کر دیں تو عجب نہیں پروردگار میرے گناہ معاف کر دے۔

یہ سن کر نوحؑ نے کہا۔ اچھا، میں بھی تیرے لئے دعا کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے بڑے خلوص کے ساتھ میری سفارش کی۔ حکم ہوا کہ

''اے نوح! تمہاری کشتی میں آدم کا تابوت رکھا ہے۔ اگر ابلیس تلافی کے لئے اب بھی اس تابوت کو سجدہ کر لے تو ہم اس کا پہلا گناہ معاف کر دیں گے۔''

حضرت نوحؑ اس وحی سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ اگر تو اس تابوت کو سجدہ کرے تو پروردگار تیرے گناہ معاف کر دے گا۔

میں نے یہ سن کر جواب دیا۔ اے نوحؑ تم بھی کیسی باتیں کرتے ہو جس نے زندہ آدمؑ کو (جو اللہ کا خلیفہ اور مقرب تھا) جب اس وقت سجدہ نہیں کیا تو آج خاک کے ڈھیر کو کیا سجدہ کرے گا۔

حضرت نوحؑ نے بہتیرا سمجھایا مگر میں نے ایک نہ مانی اور مانتا بھی کیسے ذرا آپ ہی فیصلہ کیجئے۔ جو شخص آرام کی زندگی اور ان کے تقرب کو دیکھ کر بھی سجدہ کرنے کا روادار نہ ہوا۔ وہ ایک بے جان خاک کے ڈھیر کے سامنے کیوں کر جھک سکتا ہے۔ چنانچہ میرا جواب سن کر حضرت نوحؑ مایوس ہو گئے۔ اور میں نے بھی اس بحث کو طول دینا مناسب نہ سمجھا اور خاموش ہو گیا۔ مگر اس واقعہ سے آپ نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ اللہ میاں مجھے معاف کرنا چاہتے تھے۔

میرے مشہور کارناموں کی تفصیل

www.ksars.org

یہ پہلے لکھ چکا ہوں کہ اگر اپنی زندگی کے تمام واقعات کو تفصیل کے ساتھ لکھوں تو دفتر کا دفتر بن جائے گا۔ اور پھر اس کا شائع ہونا ناممکن ہو جائے گا۔ اس واسطے اپنی زندگی کی ابتدا سے آج تک کے مشہور کارناموں کی مختصر فہرست لکھ دینا ہی مناسب سمجھتا ہوں۔ امید ہے کہ اسی سے بہت کچھ نتیجہ اخذ کر لیا جائے گا۔

یہ تو بتا چکا ہوں کہ جنت سے حضرت آدمؑ اور حوا وغیرہ کو خارج کرانے میں میرا ہاتھ تھا۔

یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ حضرت آدمؑ کے بیٹے ہابیل کو ان کے سگے بھائی سے قتل کرا دیا اور یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ حضرت ادریسؑ کی امت کو بت پرستی سکھانے اور ان سے پہلے قابیل کے زمانہ میں آتش پرستی کی ایجاد کرنے والا بھی میں ہی ہوں۔

حضرت نوحؑ کی قوم کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ نوحؑ کو خوب ستائیں اور اس کا انجام نوحؑ کی پریشانی اور تمام عالم کی غرقابی ہوا۔

قوم عاد و ثمود کو حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ کی بد دعا کے پردے میں غارت کرایا۔ نمرود کو حضرت ابراہیمؑ کے خلاف بھڑکا کر انہیں آگ میں زندہ ڈالنے کا مشورہ دیا۔ حضرت لوطؑ کی امت کو خلاف فطرت افعال میں پھنسا کر تباہی کے غار میں پہنچا دیا۔ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کے دل میں وسوسہ قتل ڈالا۔ حضرت یعقوبؑ کے بیٹوں کو آپس میں متفق کر کے یوسفؑ کے خلاف بھڑکایا اور انہیں ایذا دلوائی۔ حضرت ایوبؑ کو امتحان خداوندی کے سلسلے میں خوب رسوا کیا۔ فرعون کو مجبور کر کے خدائی کا دعویٰ کرایا اور اسے ابھارا کہ وہ حضرت موسیٰؑ سے مقابلہ کرے اور اس کے بعد فرعون کو فوجوں سمیت دریا میں غرق کرایا۔ ہارونؑ کے زمانہ میں سامری کی معرفت گو سالہ پرستی کرائی اور یہ دیکھ دیکھ کر ہارونؑ کلستے رہے۔ شداد سے خدائی کا دعویٰ کرا کے ایک جنت بنوائی اور پھر مایوس کرا کے جہنم واصل کرایا۔ قارون کو دولت کی محبت میں پھنسا کر تباہ کیا۔ سلیمانؑ کو انگوٹھی کا چکمہ دے کر فتنہ جنہ میں پھنسا دیا۔ یونسؑ کو مچھلی کے حوالے کیا۔ زکریاؑ کو مریم سے زنا کا الزام لگا کر آرہ سے دو ٹکڑے کرائے۔ یحییٰؑ کو ایک گنہگار عورت کے معاملہ میں بے گناہ قتل کرایا۔ عیسیٰؑ کو ان کے قوم کے ہاتھوں سخت ایذا پہنچائی۔ ان پر طرح طرح کی تہمتیں لگائیں اور مجبور کر کے آسمان پر بھجوایا۔ تاکہ ہدایت خلق سے باز رہ سکیں۔ حضرت محمد ﷺ کے خلاف قریش مکہ کو ابھارا اور آخر کار انہیں ہجرت کرنا پڑی۔ خلفائے راشدین کو شربتِ شہادت کا مزہ چکھوایا۔ یزید کو اہل بیت نبوی ﷺ کے قتل پر آمادہ کر کے اپنے جی کی پیاس بجھائی اس کے علاوہ ہزارہا مقتدر بادشاہوں کے ہاتھوں لاکھوں کروڑوں بندگان خدا کا خون بہایا۔ بے شمار متقی اور پرہیزگاروں کو گناہ کی طرف مائل کر کے ان کی ریاضتیں ختم کرائیں۔ مسلمان بادشاہوں سے مسلمان پیغمبروں کے خلاف اور مسلمانوں سے ہندو اتاروں کے خلاف زہر اگلوائے اور کشت و خون کرایا۔ کبھی تعصب کا بھوت بن کر غیر مسلموں میں پہنچا تو "کبھی اسلام خطرے میں ہے" کی مجسم صورت بن کر مسلمانوں کے تصور میں جا سمایا۔ اور اپنا مطلب حاصل کیا۔ کسی کے دماغ میں دعویٰ پیغمبری کا خبط پیدا کیا تو کسی کے خیال میں مہدی آخر الزماں کی اسکیم لے کر پہنچا۔ غرض کہاں تک عرض کروں کہ میں اور میری ذریات جس خلوص کے ساتھ اپنا مشن چلا رہے ہیں۔ اگر اس کا عشر عشیر بھی انسان کے قبضہ میں پہنچ جاتا تو پارس ہو جاتا۔

www.ksars.org

مسلمانوں کے ۷۲ فرقے اوران کی تفصیل

شیعہ، سنی، وہابی، غیر وہابی، مقلد، غیر مقلد کا جھگڑا بھی نیاز مند کے مقدس ہاتھوں سے تیار ہوا ہے۔ ایک وقت تھا کہ مسلمان سب ایک تھے ان کا مذہب، اعتقاد سب کچھ یکساں تھا کسی کے عقیدے میں کوئی فرق نہ تھا لیکن جب مابدولت نے اس طرف توجہ فرمائی تو بہت سے مسلمان جو کبھی اہل سنت والجماعت کہلاتے تھے۔ اِدھر اُدھر بھٹکا دیئے۔ شیعہ سینی کی تفریق اوران کے معقول اسباب ذہن نشین کرائے۔ وہابی اور غیر وہابی کی بحث کو مضبوط بنایا اور جب اس پر بھی میرے دل کی پیاس نہ بجھی تو بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو جمع کر کے مختلف قسم کے نئے عقیدے ایجاد کئے اور انہیں شہرت دی۔ چنانچہ اہل سنت والجماعت میں سے کھینچ کھینچ کر لوگوں کو اپنے مشن کی طرف بلایا اور جب کافی تعداد ہو گئی تو ان کو بھی چھ فرقوں میں تقسیم کر دیا تا کہ یک جہتی اور اتفاق سے میرے مشن کو ٹھیس نہ پہنچ سکے۔ لیکن میں نے دیکھا کہ یہ تقسیم بھی زیادہ کار گر نہیں رہی تو میں نے ان ہی چھ فرقوں کو بہتر فرقوں کی شکل میں تبدیل کر دیا۔

پہلے تو صرف ایک فرقہ تھا یعنی اہل سنت والجماعت گو اس میں بھی شیعہ، سنی اور وہابی وغیرہ۔ قادیانی، غیر قادیانی کی بحث چھڑ گئی۔ لیکن میں نے سوچا ان لوگوں کو اپنی جگہ لڑنے دو اور ان کے علاوہ ایک نئی جماعت کھڑی کر لو ممکن ہے کسی وقت مسلمان سر ابھاریں تو یہ بہتر فرقیان کا مقابلہ کر سکیں۔ چنانچہ حسب ذیل عقائد اور بھی ہیں جن کو عام طور پر قصداً شہرت نہیں دی گئی۔

۱) فرقہ جبریہ ۲) فرقہ قدریہ ۳) فرقہ جہمیہ

۴) فرقہ مرجیہ ۵) فرقہ خارجیہ ۶) فرقہ راضیہ

اوران ۶ فرقوں کو بھی ۷۲ فرقوں میں تقسیم کر دیا چنانچہ ہر فرقہ کے بارہ بارہ ٹکڑے ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے۔

فرقہ جبریہ اوراس کی بارہ شاخیں

فرقہ جبریہ شروع میں ایک ہی تھا لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس کے بارہ ٹکڑے ہو گئے۔ جن کے الگ الگ نام ہیں اور الگ الگ عقیدہ:

مضطریہ:

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نیکی اور بدی سب خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ بندہ کا ذاتی طور پر کچھ اختیار نہیں ہے۔

www.ksars.org

افعالیہ:

ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ بندہ فاعل ضرور ہے لیکن اس میں یہ طاقت نہیں کہ کچھ کر سکے۔

معیہ:

ان کا ایمان یہ ہے کہ خدا کی طاقت دیئے بغیر بندہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

تارکیہ:

اس عقیدہ کے لوگوں کا ایمان یہ ہے کہ انسان پر سوائے ایمان کے اور کوئی چیز فرض نہیں ہے۔

بخثیہ:

ان کا مذہب یہ ہے کہ بندہ اپنے مقدر کا کھاتا ہے اس لئے کسی کو کچھ نہ دینا چاہئے۔

متمیہ:

ان لوگوں کا ایمان ہے کہ وہ چیز نیکی سمجھی جانی چاہئے جس سے نفس کی تسلی ہو۔

کستانیہ:

ان کا خیال یہ ہے کہ عمل کی کمی یا زیادتی پر عذاب و ثواب کا دارومدار ہے۔

حبیبہ:

ان لوگوں کا اس بات پر یقین ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا۔

فکریہ:

اس عقیدہ کے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ عبادت الٰہی سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ انسان خدا کو پہچاننے کی کوشش کرے۔

خوفیہ:

ان کا مذہب یہ ہے کہ وہ دوست ہی نہیں جو اپنے دوست کو عذاب کی سختیوں سے ڈرائے۔

www.ksars.org

شیبہ:

ان لوگوں کو اس بات پر یقین ہے کہ دنیا میں قسمت کوئی چیز نہیں ہے۔ ہر بات من جانب اللہ ہوتی ہے۔

حجتیہ:

یہ سمجھتے ہیں کہ ہر بات اللہ کرتا ہے۔ بندہ کسی حال میں بھی اپنے افعال کا ذمہ دار نہیں ہے۔

فرقہ قدریہ اور اس کی بارہ شاخیں

یہ فرقہ بھی شروع میں ایک ہی تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ اس کے بھی بارہ ٹکڑے ہو گئے جن کی تفصیل یہ ہے۔

احدیہ:

ان لوگوں کے نزدیک فرض فرض ہے لیکن سنت پر عمل کرنا یا اسے اچھا سمجھنا ضروری نہیں۔

ثنویہ:

ان کا خیال یہ ہے کہ بندہ خدا کے اشارہ سے نیکی کرتا ہے اور شیطان کے اشارہ پر بدی کرتا ہے۔

کیانیہ:

یہ لوگ کہتے ہیں کہ افعال خود ہمارے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔

شیطانیہ:

ان لوگوں کو خیال ہے کہ شیطان کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے یہ قصہ فرضی ہے۔

شریکیہ:

ان کا مذہب یہ ہے کہ ایمان کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر بندہ میں یہ شروع ہی سے ہو۔

وہمیہ:

ان کو یقین ہے اس بات کا کہ ہم خواہ کوئی برا کام کریں اس کی سزا نہیں ملے گی۔

www.ksars.org

رویدیہ:

ان لوگوں کا قیامت پر ایمان نہیں ہے۔ان کا خیال ہے دنیا ہمیشہ رہے گی۔

ناکسیہ:

ان کا خیال ہے کہ اگر امام وقت کوئی غلطی کرے تو اس کو امامت سے خارج کر دینا ضروری ہے۔

متبریہ:

ان لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ گناہگار کواہ کتنی ہی توبہ کرے قبول نہیں ہو سکتی۔

فاسطیہ:

ان کا مذہب یہ ہے کہ علم اور عبادت اور عقل کا حاصل کرنا ہر لحاظ سے انسانی فرض ہے۔

انظامیہ:

ان لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ خدا کی ایک صورت ہے۔اور اسے مجسم کہا جا سکتا ہے۔

متولفیہ:

ان کا کہنا یہ ہے کہ خیر اور شر کی بحث میں انسان کا پڑنا ہی بیکار ہے کیونکہ ان چیزوں کا کوئی وجود نہیں۔

فرقہ جہمیہ اور اس کی بارہ شاخیں

اس فرقہ کا مذہب یہ کہ ایمان قلب کے اقرار سے مکمل ہوتا ہے۔عذاب قبر، سوال نکیرین۔حوض کوثر اور ملک الموت کے منکر ہیں۔موسیٰؑ کی اس گفتگو کے منکر ہیں جو خدائے تعالیٰ سے کوہ طور پر ہوئی اب اس فرقہ میں بھی بارہ ٹکڑے ہو گئے ہیں۔جن کی تفصیل یہ ہے۔

www.ksars.org

معطلیہ:

یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام نام اور اس کی تمام صفات انسان کے تخیلات کا نتیجہ ہے۔

مستر ابصیہ:

ان کا خیال یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) خدا کوئی چیز نہیں ہے۔ سب کچھ انسان کے تخیلات کا نتیجہ ہے۔

متراقبیہ:

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو لامکان اور ہر جگہ نہیں مانتے بلکہ اس کی ایک قیام گاہ تسلیم کرتے ہیں۔

دارویہ:

یہ کہتے ہیں جو دوزخ میں جائے گا۔ مستقل رہیں رہے گا اور مومن کسی وقت دوزخ میں نہ جائے گا۔

حرقیہ:

ان کا خیال یہ ہے کہ دوزخ میں جانے والے جل کر راکھ ہو جائیں گے اور نام و نشان ہی مٹ جائے گا۔

مخلوقیہ:

ان کو یقین ہے کہ قرآن مجید، توریت، انجیل اور زبور وغیرہ آسمانی کتابیں نہیں ہیں۔

عبریہ:

ان کا خیال ہے کہ محمد الرسول اللہ ﷺ ایک نہایت عقلمند اور دانا انسان تھے رسول نہ تھے۔

فانیہ:

ان کا خیال ہے کہ قیامت کے کچھ عرصہ بعد جنت اور دوزخ دونوں فنا ہو جائیں گے۔

زنادقیہ:

ان کا خیال ہے کہ معراج روح کی ہوتی ہے، بدن کی نہیں۔ اس کے علاوہ قیامت کے بھی منکر ہیں۔

نفطیہ:

www.ksars.org

یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کلام الٰہی نہیں ہے لیکن اس کے معنی وہی ہیں جو کلام خدا کے ہوتے ہیں۔

قبریہ:

یہ گروہ صرف عذاب قبر کا منکر ہے۔ باقی معاملات میں فرقہ جہمیہ کے قدیمی عقائد کا پابند ہے۔

واقفیہ:

یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کے انسانی کلام ہونے میں تامل ہے۔ ممکن ہے یہ خدا کا کلام ہو۔

فرقہ مرجیہ اور اس کی بارہ شاخیں

اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر ہمیں عذاب وغیرہ سے محض اس لئے ڈراتے ہیں کہ نظام عالم قائم رہے۔ خدا بے نیاز ہے اسے کسی کے گناہ اور نیکی کی ضرورت نہیں۔ اس فرقے کے بھی بارہ ٹکڑے ہوگئے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

مشبیہ:

یہ کہتے ہیں کہ آدمی کو خدا نے اپنی صورت پر تخلیق کیا۔ خدا کی بھی یہی صورت ہے۔

تارکیہ:

ان کا خیال ہے کہ ہم پر صرف ایمان فرض ہے اور کوئی چیز فرض نہیں۔

شائیہ:

یہ کہتے ہیں کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا اس پر عذاب حرام ہو گیا جو جی چاہے کر سکتا ہے۔

راجیہ:

ان کا خیال ہے کہ بندہ اطاعت سے مقبول نہیں ہوتا اور نہ ہی گناہوں سے عاصی اور لائق عذاب ہو سکتا ہے۔

شاکیہ:

ان کو اپنے ذاتی ایمان میں شک ہے کیونکہ ان کے خیال میں روح کا دوسرا نام ایمان ہے۔

نہمیہ:

www.ksars.org

یہ کہتے ہیں کہ علم کا نام ایمان ہے جو امر و نہی ہیں جانتا وہ کافر ہے۔اور لائق عذاب ہے۔

عملیہ:

ان کا کہنا یہ ہے کہ عمل کا دوسرا نام ایمان ہے اچھا عمل اچھا ایمان، برا عمل برا ایمان۔

منقوصیہ:

یہ کہتے ہیں کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے۔

مستثنیہ:

یہ لوگ صرف اپنے عقیدہ والوں کو مومن جانتے ہیں اور باقی سب کو کافر کہتے ہیں۔

اشریہ:

قیاس پر کئے ہوئے گناہ گناہ نہیں ہوتے تاوقتیکہ ثبوت گناہ کے لئے کوئی دلیل نہ ہو۔

بدعیہ:

ان کا خیال ہے کہ بادشاہ وقت کی اطاعت ہر لحاظ سے واجب ہے خواہ بادشاہ فاسق ہی کیوں نہ ہو۔

خشویہ:

ان کا کہنا یہ ہے کہ واجب، سنت اور مستحب وغیرہ سب باتیں ایک ہی ہیں۔ کوئی فرق نہیں ہے اور ان کے نزدیک اس میں فرق سمجھنا گمراہ ہو جانا ہے۔

فرقہ خارجیہ اور ان کی بارہ شاخیں

یہ فرقہ ڈبل عقیدہ رکھتا ہے۔ بعض باتوں میں فرقہ جبریہ سے متفق ہے اور بعض معاملات میں فرقہ مرجیہ کا ہم خیال ہے۔ بہر حال اب یہ بھی بارہ حصوں میں تقسیم ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

www.ksars.org

ارزقیہ:

یہ لوگ کہتے ہیں کہ انسان کسی حال میں بھی خواب میں نیکی نہیں دیکھ سکتا کیونکہ وحی منقطع ہو گئی ہے۔

ریاضیہ:

ان کا ایمان ہے کہ قول صالح اور نیک اعمال اپنی نیت کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔

لمبیہ:

ان کا عقیدہ ہے کہ ہمارے روزمرہ کے معاملات جو مکمل ہوتے ہیں ان میں خدا کا ہاتھ نہیں ہوتا۔

خازنیہ:

یہ کہتے ہیں کہ آج تک کسی نے ایمان کو پہچانا ہی نہیں ہے۔

خلفیہ:

ان کا خیال ہے کہ کفار کے مقابلے سے بھاگنا سب سے بڑا کفر ہے خواہ وہ تعداد میں کتنے ہی ہوں۔

کوزیہ:

ان کے خیال میں پاکی اس وقت میسر آتی ہے جب بدن کو رگڑ رگڑ کر ملا جائے۔

معتزلیہ:

کہتے ہیں کہ شر اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا معراج کوئی چیز نہیں، قیامت کے دن بندے خدا کو نہیں دیکھ سکتے۔

کنزیہ:

ان کا کہنا ہے کہ زکوٰۃ دینا انسان پر فرض نہیں بلکہ اپنے مال کو برباد کرنا ہے۔

دیدیہ:

ان کا مذہب یہ ہے کہ کسی نہ دیکھی ہوئی چیز پر بغیر سوچے سمجھے ایمان لانا بیکار ہے۔

www.ksars.org

محکمیہ:

ان کا منشاء یہ ہے کہ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کو قدرت حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ اس کے اختیار سے باہر ہے۔

سراجیہ:

یہ کہتے ہیں کہ پرانے نبیوں کے واقعات ہمارے لئے مثال نہیں بن سکتے بلکہ ان واقعات سے انکار واجب ہے۔

اخفیہ:

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اچھے اعمال کا بندہ کو اجر نہیں ملتا کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔

فرقہ راضیہ اور اس کی بارہ شاخیں

یہ فرقہ بھی بہت عروج پر تھا اور باقی فرقوں کے مقابلے میں نہایت تیزی کے ساتھ اپنے عقیدہ کی تبلیغ کر رہا تھا۔ مگر میں جانتا تھا کہ اس کی ترقی اور یکجہتی بھی میرے لئے مفید نہیں ہو سکتی اس واسطے دیکھنے والوں نے دیکھ لیا کہ یہ بھی بارہ حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

علویہ:

ان لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی تھے اور ان کی تعلیم نبوی تعلیم کا درجہ رکھتی ہے۔

ابدیہ:

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ نبی نہیں تھے نبوت کے شریک ضرور تھے۔

شاعیہ:

ان کا خیال ہے کہ جو شخص حضرت علیؓ کو تمام صحابہ سے افضل اور برتر نہ جانے وہ کافر ہے۔

اسحاقیہ:

www.ksars.org

یہ کہتے ہیں کہ نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی آتے رہتے ہیں اور آتے رہیں گے۔

زیدیہ:

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نماز کی امامت سوائے اولاد علی کے کسی کو جائز نہیں ہے۔

عباسیہ:

یہ گروحضرت عباس بن عبدالمطلب کے سوائے اور کسی کو امام تسلیم نہیں کرتا۔

امامیہ:

ان کا خیال ہے کہ زمین پر ہر وقت کسی امام یا رسول خدا کا ہونا یقینی ہے۔

نارسیہ:

ان کا ایمان ہے کہ اگر کوئی اپنی ذات کو اوروں سے افضل سمجھے تو وہ کافر ہے۔

متناسخیہ:

یہ کہتے ہیں کہ جان نکلنے کے بعد ایسا ممکن ہے کہ وہی روح کسی دوسرے جسم میں داخل ہو جائے۔

لاعنیہ:

یہ گروہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ و عائشہ صدیقہؓ وغیرہ پر لعنت کرتا ہے (العیاذ اللہ (

راجعیہ:

یہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ فی الحال ابر میں قیام فرما ہیں۔

مرتضیہ:

یہ گروہ اس بات کی حمایت میں ہے کہ بادشاہ اسلام سے ہر حال میں جنگ کرنا جائز ہے۔

www.ksars.org

ان کے علاوہ گیارہ فرقے

ان ۷۲ فرقوں کی تیاری اور تکمیل کے بعد میں عرصہ تک خاموش رہا مگر جی کو کبھی اطمینان نہ ہوا چنانچہ تیرھویں اور چودھویں صدی میں ان کی تعداد میں گیارہ کا اضافہ اور ہوا جن کے نام یہ ہیں۔

۱) کرامیہ	۲) دہریہ	۳) حالیہ
۴) باطنیہ	۵) لباخیہ	۶) براہمیہ
۷) شعریہ	۸) سوفطائیہ	۹) فلاسفیہ
۱۰) سینہ	۱۱) مجوسیہ	

ان کے علاوہ جو میرا نیا پروگرام مرتب ہوا ہے اس میں بھی یہ چیز زیر غور ہے کہ اس تفریق کو اور وسیع کیا جائے اور امید ہے کہ اس کا نتیجہ ۱۹۶۰ء کے آخر تک پیش کر سکوں گا۔

میرے ناموں کی تعداد اور ان کی تفصیل

جب کوئی بڑے مرتبے حاصل کرتا ہے یا اس وقت اس کے نام کے ساتھ طرح طرح کے خطاب چسپاں کر دیئے جاتے ہیں۔ اور یا یہ خوش نصیبی اس بدنصیب کے حصہ میں آئی ہے جو بدافعالیوں اور بدناموں کی انتہا کو پہنچ گیا ہو لہٰذا یہ فیصلہ تو ناظرین کے ہی سپرد کرتا ہوں کہ میرے نام کے ساتھ طرح طرح کے القاب کیوں تراشے گئے ہیں۔ بہرحال ان دو باتوں میں سے ایک نہ ایک ضرور ہے۔ یا تو یہ کہ میں عالی مرتبت اور رفیع الشان ہوں اور یا پھر انتا ارذل اور پیچ ہوں کہ میرے نام کے ساتھ خطابوں کا دُم چھلا لگا۔ خیر مجھے اس سے بحث نہیں وجہ کچھ بھی ہو لیکن یہ یقینی بات ہے کہ جتنے خطاب مختلف بارگاہوں سے مجھے ملے ہیں شاید آج تک کسی کو میسر نہ آئے ہوں اور چونکہ ان میں سے بعض نام نہایت دلچسپ ہیں اس لئے امید ہے کہ ناظرین ان کی کیفیت معلوم کر کے محفوظ ہوں گے۔

سب سے پہلے تو یہ سنیئے کہ میرے نام اور خطاب اتنے ہیں کہ خود مجھے بھی اچھی طرح یاد نہیں رہے۔ البتہ جتنے نام زیادہ مشہور ہیں قابل ذکر ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

ابلیس: یہ نام پروردگار کا عطیہ ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور رحمت سے ناامید ہوں۔

www.ksars.org

ہرمن: اس نام کا منشاء یہ ہے کہ ہر قسم کے شر اور فساد کا برپا کرنے والا میں ہوں۔

اہرم: اس کے معنی ہیں سانپ کا منہ۔ گویا یہ اشارہ ہے کہ میں حضرت آدمؑ کو بہکانے کے لئے سانپ کے منہ میں بیٹھ کر جنت میں گیا تھا۔اس کے علاوہ کنایہ بھی ہے کہ جس طرح سانپ کا منہ زہریلا ہوتا ہے بالکل اسی طرح میرا وجود بھی ہے۔

بومرہ: یہ نیاز مند کی کنیت ہے کیونکہ میرے لڑکے کا نام مرہ تھا۔

خبیث: سب جانتے ہیں کہ خبیث نام سے کیسے عزت افزائی ہوتی ہے۔

خناس: اس کے معنی ہیں بھاگنے والے کے۔ گویا میں ذکر خدا وغیرہ سے بھاگتا ہوں اور یہ اشارہ بھی ہے کہ میں آسمانی مذہب سے بھاگا تھا۔

خطیب اہل النار: گویا کہ میں ان تمام ناریوں کا خطیب بنوں گا جو میرے ساتھ جہنم میں جائیں گے۔

شیطان: اس کے معنی دیو کش اور فریب دہندہ کے ہیں اب مطلب آپ خود ہی سمجھ لیجئے۔

شیخ نجدی: اس نام کی ایک خاص وجہ ایک مرتبہ قریش مکہ حضرت محمد ﷺ کے قتل کا مشورہ کر رہے تھے۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ وہ لوگ مجھے دیکھ کر چپ ہو گئے میں نے انہیں یقین دلایا کہ میں بھی تمہارا ہمدرد اور شریک مشورہ ہوں تب انہوں نے مجھ سے نام پوچھا۔ میں نے کہا۔ میں شیخ ہوں۔ شہر نجد کا رہنے والا ہوں اس وقت وہ لوگ مجھے شیخ نجدی کہہ کر خطاب کرنے لگے۔

عزازیل: یہ میرا قومی نام ہے میرے ماں باپ کا تجویز کیا ہوا اور انکارِ سجدہ تک میرا یہی نام رہا تھا۔

غوی: اس کے معنی گمراہ کے ہیں۔ گویا نام رکھنے والوں کے خیال میں گمراہ ہوں۔

معلم الملکوت: یہ نام اس لئے ہو گا کہ میں عرصہ تک فرشتوں کا استاد رہا ہوں۔

مرتد: اس کے معنی برگشتہ ہونے والے کے ہیں۔ گویا خطاب دینے والوں کو یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ میں مذہب الٰہی سے پھر گیا ہوں۔

مارد: یہ نام بھی اس لئے تجویز ہوا کہ اس کے معنی سرکش دیو کے ہیں۔

www.ksars.org

شیاطین کی تعداد

میں نے اپنی زندگی کے واقعات میں جگہ جگہ اپنے مشن اور مریدوں کا تذکرہ کیا ہے۔ بہتر ہے کہ اس سلسلہ میں یہ تفصیل بھی بیان کردوں کہ شیاطین یعنی میرے مریدوں اور ساتھیوں کی تعداد کتنی ہے اور کس حساب سے ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مجھے پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے طلب فرمایا۔ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرا سخت امتحان لیا گیا۔ ارشاد ہوا کہ ابلیس تجھ سے ایک دلچسپ سوال کا جواب لینا ہے۔ یہ بتا کہ دنیا میں شیاطین کی تعداد کتنی ہے۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے بہت ہی سخت سوال کیا ہے اور مشکل یہ ہے کہ میں آپ کے سامنے سچ بولنے پر مجبور ہوں گو مجھے اس سوال کا جواب دینے سے نقصان پہنچے گا۔ لیکن خیر جب آپ نے دریافت فرمایا ہے تو اب بتانا ہی پڑے گا۔ سنیئے اس کا حساب یہ ہے کہ:

کل اولاد آدم سے دس حصہ زیادہ چوپائے حیوان ہیں اور ان دونوں سے دس حصے زیادہ پرند جانور (طیور) ہیں اور ان سب سے دس حصہ زیادہ یاجوج ماجوج ہیں اور ان سب سے دس حصے زیادہ ملائکہ ہیں اور ان سب سے دس حصے زیادہ میرے خاندان والے اور مرید ہیں۔ اب آپ غور فرمایئے کہ شیاطین کی تعداد کتنی ہے اور وہ اولادِ آدمؑ سے کتنے زیادہ ہیں۔

آج کل کیا کر رہا ہوں

جی تو نہیں چاہتا کہ "بھری بزم میں راز کی بات کہہ دوں" لیکن میں انسان کی طرح دھوکے باز نہیں کہ اپنے نقصان کا خیال کر کے جھوٹ بولوں یا اپنی اچھی اچھی باتیں تو بڑے بڑے عنوانات کے ماتحت شاندار الفاظ میں کہہ دوں اور بری باتیں چھپالوں۔ جانتا ہوں کہ اس عنوان کے ماتحت میں جو کچھ بھی لکھوں گا۔ اس سے میرے مشن کو بہت نقصان پہنچ جائے گا لیکن کچھ پرواہ نہیں جب اوکھلی میں سر دیا ہے تو موسلوں سے کیا ڈروں گا۔ جو حق بات ہے اسے کیوں چھپاؤں۔ جو کچھ میں کر رہا ہوں اور پھر بھی کرتا رہوں گا۔ اس کے لئے عمر پڑی ہے آج جھوٹ بول کر کیوں "انسان" ہوں اگر میری نئی اسکیمیں اور ہتھکنڈے ظاہر ہو گئے تو کس کی مجال ہے کہ میرے راستے میں روڑے اٹکا سکے۔

سنیئے! آج کل میرے دفتر میں کام کی بہت زیادتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اور میری کمپنی نے ایک ہی وقت میں بے شمار تحریکیں زیر عمل کر لی ہیں۔ گو کام کی یہ زیادتی ذاتی طور پر مجھے کچھ تکلیف نہیں دیتی لیکن ان سب پر کنٹرول میں کافی دقت پیش آ رہی ہے۔

www.ksars.org

جب موجودہ وقت کیلئے ہماری ''مجلس تحریک ساز'' مختلف تجاویز پیش کر رہی تھیں۔ تو میں نے بحیثیت صدر کے صرف ایک ہی رائے دی تھی کہ ہم سب کو ہر طرف سے غافل ہو کر صرف مسلمان قوم پر ''مہربان'' ہونا چاہئے تاکہ اپنی دیرینہ عداوت کی پیاس بجھا سکیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مجھے اپنے دوستوں کی رائے سے یہ تجویز واپس لینا پڑی۔ کیونکہ ان سب کا مشورہ یہ تھا کہ ہمیں نا انصافی نہیں کرنی چاہئے۔ صرف مسلمان قوم کو منتخب کر کے باقی سب کو آزاد کرنا انصاف کا کون کر دینا ہے۔ کیا باقی قومیں آدم کی اولاد نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو پھر ہمیں اپنے وسیع ذرائع کو حرکت میں لانے سے گریز کی کیا ضرورت ہے۔ بہتر ہے کہ ضرورت کے لحاظ سے یا تو فرداً فرداً انسانوں سے بدلہ لیا جائے یا بحیثیت قوم۔ لیکن اس انتقام کے نشانہ پر ان سب کو لے آنا چاہئے جن کا تعلق آدم کی اولاد سے ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں جغرافیائی حالات پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد ہم نے مختلف ملکوں کے لئے ان کی مناسبت سے مختلف تجاویز منظور کیں۔ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ میں ہر ملک کے لئے منظور شدہ حالات کو اس کتاب میں لکھ دوں لیکن یہ بے نتیجہ سی بات ہے کیونکہ یہ کتاب اردو زبان میں شائع ہو رہی ہے اور اردو سوائے ہندوستان اور پاکستان کے کہیں بھی رائج نہیں ہے۔ پس میں صرف دو باتیں بیان کروں گا۔ جن کا تعلق ان ملکوں سے ہے یعنی صرف دو تجویزیں جو ان ملکوں کے باشندوں کے لئے ہماری مجلس تحریک ساز نے تیار کی ہیں۔ ہاں اس کا وعدہ کرتا ہوں کہ جس جس زبان میں مجھے سوانح عمری لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی رہے گی۔ یا جن زبانوں میں اسے شائع کرنے کے لئے بھیجوں گا۔ وہ زبان جہاں بولی جاتی ہو گی ان سب مقامات کے متعلق تجاویز بھی اس میں درج کروں گا۔ مثلاً کل کو اگر یہ کتاب کسی نے انگریزی میں شائع کی یا کرنے کا ارادہ کیا تو یورپ کے ان تمام خطوں کے حالات بھی بھیج دوں گا۔ جہاں جہاں انگریزی رائج ہے یا اگر جرمن زبان میں کسی شخص نے اس کتاب کا ترجمہ کیا تو جرمنی کے لئے جو تجاویز ہماری مجلس کے زیر عمل ہیں وہ صراحت کے ساتھ لکھ دوں گا۔ اسی طرح عربی، فارسی، ترکی، چینی، جاپانی، لاطینی وغیرہ وغیرہ زبانوں کے لئے وہاں کے حالات بھیج سکتا ہوں۔ جس شخص کو ضرورت ہو مجھ سے منگالے۔ فی الحال آپ پاکستان اور ہندوستان کے متعلق تجاویز کے حالات سنیئے۔

یہ تو قریب قریب ناممکن ہے کہ میں اس مختصر سی کتاب میں ان تمام تجویزوں کا حال درج کر دوں جو ان ملکوں کیلئے ہماری مجلس تحریک ساز نے اپنے آئندہ یا موجودہ پروگرام میں شامل کی ہیں۔ تاہم چند اہم تجاویز کا ذکر کر دینا ضروری ہے مثلاً۔

میں نے اولاد آدم میں یہ اسپرٹ پیدا کی کہ وہ لباس کے جھگڑے میں نہ پڑیں۔ کیونکہ کپڑے پہننے سے انسانی جسم کو دھوپ نہیں مل سکتی اور دھوپ کا غسل صحت کیلئے ضروری ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ مغرب کے بعض حصوں میں مجھے اس تحریک کا حوصلہ افزا نتیجہ ملا۔ مگر ایشیا کے کم عقل باشندوں نے یہ مشہور کر دیا کہ یہ تحریک اخلاق اور تہذیب کی دشمن ہے تاہم یہ کیسے ممکن تھا کہ میری کوشش رائیگاں جائے۔ دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ بڑے بڑے خاندانوں کی نوجوان لڑکیاں اور عورتیں کوشش کرتی ہیں اس بات کی کہ ان کے جسم کا زیادہ سے زیادہ حصہ ننگا نظر آئے اور لوگ اسے دیکھیں۔ ورنہ آپ ہی بتا دیجئے کہ عریانی کے کیا معنے ہیں۔ آپ سمجھ لیجئے کہ یہ ننگا رہنے کی کوشش وہ لڑکیاں کرتی ہیں جن کی دادی یعنی اماں حوا نے دوسروں سے لباس مانگ کر جنت میں اپنی ستر پوشی کی تھی۔

www.ksars.org

اس کے علاوہ میرے مشن کی تعلیم کا بیشتر حصہ آسمانی تعلیم کی ضد پر منحصر ہے۔اس واسطے آپ ہر معاملے کو سامنے رکھیئے اور اندازہ کیجئے کہ اخلاق اور تمدن کیا چاہتا ہے۔اور میری تعلیم کیا گل کھلا رہی ہے۔ خدا نے بندے سے کہا کہ شراب نہ پی۔ میں نے کہا پی۔ کچھ میری طرف آئے اور اور کچھ پرانی لکیر کے فقیر ہو کر ان دیکھے خدا کی طرف۔ اُدھر سے زنا۔ جوا۔ فسق و فجور۔ بے شرمی۔ بے حیائی اور خدا جانے کس کس چیز کی ممانعت ہوئی اور میری طرف سے ان سب چیزوں کے جواز کا پروپیگنڈہ ہوا۔ نتیجہ خود دیکھ لیجئے۔ میری طرف کتنے ہیں اور اس خدا کی طرف کتنے ہیں۔ جس کو تمام جہاں پر خدائی کا دعویٰ ہے۔

اگر اس معاملے میں انصافانہ غور کیا تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ انسانی آبادی کا تین چوتھائی حصہ میرے قبضہ میں آچکا ہے۔ اور اگر یہی رفتار رہی اور میرے بھولے بھالے شکار اسی طرح غفلت کی نیند سوتے رہے تو وہ دن دور نہیں جب دنیا والے 99% میری تعلیم اور میرے مشن کے مجسم اشتہار بن جائیں گے۔

آخر میں ایک بات اور عرض کر دوں اور وہ یہ کہ میں نے طوالت کے خوف سے اپنے موجودہ اور زیر عمل پروگرام کو بیان نہیں کیا ہے۔ کیونکہ وہ بہت ہی طویل ہے۔ اور صرف اس کے لئے موجودہ کتاب سے دوگنی ضمانت کی ضرورت ہے پس میں احتیاطاً تازہ مشاغل کو محفوظ رکھتا ہوں۔ اگر ناظرین نے ضرورت محسوس کی تو انشاءاللہ وہ علیحدہ کتاب کی صورت میں پیش کروں گا۔ جو غالباً موجودہ سے کہیں زیادہ ضخیم ہوگی اور چونکہ آجکل کے واقعات درج کروں گا اس واسطے دلچسپ بھی زیادہ ہوگی۔

میں جانتا ہوں کہ میرے حالات پڑھنے والوں کو ابھی سے میری آئندہ زندگی اور اگلے پروگرام کو سمجھنے کی بیتابی ہوگی لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں قبل از وقت اپنی اسکیم ظاہر کر کے رخنہ اندازی کی دعوت نہیں دینا چاہتا۔

تاہم ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تازہ مشاغل کا ایک ہلکا سا خاکہ بتا دوں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے اور آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ ستمبر ۱۹۳۹ء میں میرے مریدوں نے جرمنی سے ایک نہایت کارآمد آواز بلند کی اور ایک ایسی خون ریز جنگ کی بنیاد رکھی جس کے نتیجہ میں نسل آدم کے کروڑوں لہلہاتے پودے تہس نہس ہو گئے۔ میں نے شروع میں اندازہ لگایا تھا کہ کم از کم دنیا کی ایک چوتھائی آبادی کو اس تحریک میں مبتلا کر کے فنا کر دوں گا۔ مگر جرمنی کے ایک بزدل مرید نے میری یہ اسکیم کمزور کر دی۔ اور وقت سے پہلے ہی جی چھوڑ بیٹھا۔ بہر حال ۱۹۴۴ء تک اس جنگ میں جو لطف آیا وہ میری معقول کامیابی کہی جا سکتی ہے۔ چونکہ میری یہ اسکیم ادھوری رہ گئی تھی۔ اس لئے جنگ کے خاتمے کے بعد بھی میں نے اپنی تمام فوجوں کیلئے اعلیٰ کمانڈروں کو ہدایات بھیج دیں۔ کہ پھر کسی نہ کسی طرح انسان کو آمادہ فساد کر و اور جلد سے جلد دنیا کی چوتھائی آبادی کو خون میں نہلا دو۔

خدا کا شکر ہے کہ میرے فوجی افسروں نے اس حکم کی اہمیت کو فوراً سمجھ لیا اور ساری دنیا میں ایک ایسی کیفیت پیدا کر دی ہے کہ اب جس طرح نظر اٹھا کر دیکھیئے خون ہی خون نظر آتا ہے۔ اس سلسلے میں ناانصافی ہوگی اگر میں اپنے چینی نمائندوں کی حسن

www.ksars.org

کارکردگی کو نہ سراہوں۔ جنہوں نے بڑی جانفشانی کے ساتھ چین میں ایسے حالات پیدا کردیئے جن کی بدولت میں وسیع و عریض ملک کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ اسی طرح فلسطین، یونان، ہندوستان، برما، انڈونیشیا، ہالینڈ، جاوا وغیرہ بہت سے ممالک میں میرے ساتھیوں اور دوستوں نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ ان کی تفصیلات بھی انسان ضعیف البنیان کے کانوں تک پہنچ چکی ہیں۔ اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ ان تمام خونیں حوادث میں اگرچہ 100% میرا ہاتھ ہے لیکن آپ ہی بتایئے کبھی کسی طرف سے مجھ پر کوئی الزام آیا؟ اسی لئے تو کہتا ہوں کہ یہ مٹی کا پتلہ انسان دعوے تو آسمانی کرتا ہے۔ مگر عقل اتنی بھی نہیں رکھتا کہ اپنے گردوپیش کے حالات کو صحیح رنگ میں پہچان سکے۔ فلسطین کے خون خرابہ کو یہودیوں کے سر تھوپا جاتا ہے۔ یونان میں عوام کے جذبات کو ملزم گردانتا ہے۔ ہندوستان کے سابقہ فسادات کی ذمہ داری ہندوؤں کی ذہنیت پر ڈالتا ہے۔ برما کی قتل و غارت گری کو انسانوں کی پارٹی ندی ندی کا نتیجہ کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ انڈونیشیا کی تباہی کا ذمہ دار ہالینڈ کی سامراجی ذہنیت کو ٹھہراتا ہے۔ اور نادان یہ نہیں سمجھتا کہ قصور کٹھ پتلی کا نہیں ہوتا۔

بہر حال یہ بات آدم کو تسلیم کر لینی چاہئے کہ میں نے انتقام کی حقیقت کو پوری طرح سمجھ لیا ہے۔ اور نہایت کامیابی کے ساتھ اپنی اس پیاس کو بجھا رہا ہوں۔ موجودہ دور کے انسان نے بھی میرے کارہائے نمایاں کو اچھی طرح دیکھا ہے اور جو کچھ اگلے چند برسوں میں کرنے والا ہوں وہ بھی سامنے آجائے گا۔ اگرچہ اس کی تفصیل بتانی ’’ابلیسی مشن‘‘ کے مفاد کے خلاف ہے۔ تاہم اشارتاً بتائے دیتا ہوں کہ اگر انسان میں کچھ دم خم ہے تو میرے فولادی مشن کو ناکام بنانے کی کوشش کرے۔

میں نے ایک جدید پروگرام کے تحت اپنے چند ہوشیار ساتھیوں کو امریکہ اور روس میں بھیج دیا ہے اور کچھ لوگ انگلینڈ میں مقرر کئے ہیں۔ تینوں پارٹیاں میری بتائی ہوئی سائنٹفک ترکیبوں پر عمل کریں گی اور دنیا کو ایک بار پھر یاد دلادیں گی کہ ابلیس مرا نہیں زندہ ہے اور اس کا جذبہ انتقام آج تک جوان ہے۔

نامناسب نہ ہوگا اگر اس سلسلہ میں ہندوستان اور پاکستان میں عمل میں لانے والی تحریکوں کی طرف بھی اشارہ کردوں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہند میں سابقہ فسادات میں جو کسر رہ گئی ہے اسے پورا کرنے کے لئے عوام کے جذبات کو تربیت دوں۔ اس مقصد کے لئے میں نے خاص طور پر کئی عمدہ آدمی منتخب کئے ہیں۔ جن کے نام فی الحال ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ یہ اشارہ کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک اپنی تحریک کا سردار میں نے ہند کے ایک ایسے ’’عقلمند‘‘ انسان کو تجویز کیا ہے جس کی بات ہندی اور پاکستانی اخبارات اکثر اپنے متعصبانہ خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ جسے باوجود کافی عقل و دانش رکھنے کے یہ لوگ ’’دیوانہ لیڈر‘‘ کہتے ہیں اور جب یہ کوئی میرے مطلب کی تقریر کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ بکواس کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ تقریر کا ماسٹر ہے اور اپنے مخالفین کو دن میں تارے دکھا دیتا ہے۔ بہر حال مجھے اپنے اس انتخاب پر فخر ہے اور یقین ہے کہ وہ میرا سچا رفیق ثابت ہوگا۔ اور تمام ملک میں ایک نہ ایک دن اس کا ’’لوہا‘‘ مانا جائے گا۔ اگر خدا نے اسے جلدی نہ اٹھا لیا تو میں اس کے ہاتھوں وہ کچھ کرادوں گا کہ بنی نوع انسان کو اگر اس کی پہلے سے خبر ہو جائے تو

www.ksars.org

خوف کے مارے اس کا دم نکل جائے۔ مجھے اپنے چیلے پر اس لئے بھی فخر ہے کہ وہ ہزار مخالفتوں کے باوجود میری طرح اپنے ارادوں پر اٹل نظر آتا ہے۔ خدا اس کی عمر میں برکت دے اور وہ میرے ناتمام مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں نمایاں امداد دے سکے۔

پاکستان سے بھی میں غافل نہیں ہوں اس ملک کے لوگوں کو ہرگز یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ان کے پاس "لاحول" کا ہتھیار ہے۔ اس لئے وہ میری گرفت سے بچ رہیں گے۔ میں نے اس ملک میں بھی جگہ جگہ اپنے ایجنٹ مقرر کر دیئے ہیں۔ جنہوں نے باقاعدگی سے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور اکثر مقامات سے ان کی شاندار کامیابیوں کی اطلاعات آ رہی ہیں۔ جن کی تفصیل اپنی کسی اگلی کتاب میں بیان کروں گا۔ فی الحال تو پڑھنے والوں سے ایک درخواست ہے کہ وہ میری سوانح عمری کو پڑھنے کے بعد فوراً کسی آگ میں پھینکوادیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کتاب میں، میں نے جو راز وقت سے پہلے ظاہر کر دیئے ہیں وہ طشت از بام ہو کر میری ناکامی کا سبب بن جائیں۔ اس سلسلہ میں تمام ناظرین سے وعدہ کرتا ہوں کہ جو لوگ یہ کتاب پڑھنے کے بعد جلا ڈالیں گے یا کسی اندھے کنوئیں میں پھینک دیں گے قیامت کے روز میں ان کے گناہ اپنے کھاتے میں لکھوا کر انہیں جنت میں بھجوادوں گا۔

دوستوں کا

دوست

"ابلیس"

www.ksars.org